اداریہ

صبح درخشاں

ایک تاریک رات صبح درخشاں میں ڈھل گئی مگر حیف ہے کہ اس دنیائے رنگ و بو کے انسانوں کی اکثریت آج بھی اس شمس روحانی سے بے خبر یا اس کی عظمتوں سے نابلد ہے۔

جب انسانیت کلیۃً اندھیروں میں ڈوب چکی تھی۔ ہر خشکی اور تری فساد کا شکار ہوگئی تھی۔ سب جزیرے غرق ہو چکے تھے۔ تب آسمان سے وہ سرمدی پیغام اترا جس نے نور کی ابدی شمعیں روشن کر دیں۔ خوشحالی کے نئے در وا کئے۔ خوشی و انبساط کی کھڑکیاں کھولیں۔ بنی نوع انسان کی نگاہیں بلند کیں آسمان کی طرف چڑھنا سکھایا۔ جنتوں کی راہ دکھائی۔ درندوں اور بھیڑیوں سے بچنے کے گر بتائے۔

قرآن محبتوں کی کتاب ہے۔ عقیدتوں کا نصاب ہے۔ پیاسی روحوں کے لئے آب حیات ہے۔ سچائیوں سے معمور اس کا ہر ایک باب ہے۔ اسی سے دکھوں کا سمندر پایاب ہے اس سے کافر جل کر کباب اور شیطان کا خانہ خراب ہے۔ منکروں اور اس کے درمیان حائل حجاب ہے۔ اسی لئے ان کی نظر میں شیٔ عجاب ہے مگر اہل حق کے لئے اس کا عشق سرمایہ حیات ہے اور اس پر غور کرنے والے اولوا الالباب ہیں مگر بہت نہیں کمیاب ہیں۔

قرآن وہ حبل اللہ ہے جس نے تمام خطوں کی سعید روحوں کو متحد کر دیا۔ نفرتوں کے الاؤ بجھا دیئے۔ امیوں کی وحشت دور ہوگئی اور محبت کے زمزم بہنے لگے۔

ہاں یہ قرآن کریم ہی ہے جس نے قانون اخلاق، قانون شریعت اور قانون تمدن اور سب علوم کائنات کو تکمیل کے آخری نقطہ تک پہنچا دیا۔ یہ رحمتوں کا سندیسہ ہے۔ شفقتوں کا گلدستہ ہے۔ امن و آشتی کا علمبردار ہے۔ تمام ابدی صداقتوں کا جامع ہے۔ ماضی کا مرقع اور مستقبل کی نوید ہے۔ یہ روح کی بالیدگی کا سامان ہے۔ انسان کی ذہنی اور روحانی صحت کا ضامن ہے۔ تمام صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے۔

اس کے فضائل لکھنے بیٹھیں تو تمام درخت قلمیں بن کر ختم ہو جائیں اور تمام سمندر روشنائی بن کر خشک ہو جائیں مگر یہ بحرِ بیکراں اسی طرح رواں دواں رہے گا۔

جماعت احمدیہ پورے دل و جان کے ساتھ اس عظیم کتاب پر ایمان رکھتی ہے اور اس کو پڑھنے پڑھانے، عمل کرنے اور پھیلانے میں کوشاں ہے۔ الفضل کا یہ خاص نمبر قرآن کریم کے ساتھ جماعت کی محبت اور وارفتگی کا ادنیٰ سا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عشق کو بڑھاتا چلا جائے اور ہمارے جسم و جان، ماحول معاشرہ اور دنیا کو اس کی برکت سے روشن تر کرتا چلا جائے۔

عبدالسمیع خان

الفضل سالانہ نمبر 2007ء
جلد نمبر 57-52
شمارہ نمبر 283

کلام پاک نمبر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 80 روپے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

حضرت مسیح موعود کے پاکیزہ منظوم کلام درِ ثمین سے انتخاب

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکر معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشق دلبر
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں
وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا
اس کے پانے سے یار کو پایا!

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے
کہتے ہیں حسن یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

قرآن عظیم کا تعارف، مقاصد اور برکات۔ رب ذوالجلال کے پُرشوکت کلام کی روشنی میں

کتاب کا نام:

عزت والے قرآن کی قسم۔ (قٓ:2)

☆یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ)۔ کوئی اسے چُھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

(الواقعہ:78 تا 80)

زبان:

یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن کے طور پر نازل کیا تا کہ تم عقل کرو۔ (یوسف:3)

☆اور اگر ہم نے اسے عجمی (یعنی غیر فصیح) قرآن بنایا ہوتا تو وہ ضرور کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھلی کھلی (یعنی قابل فہم) بنائی گئیں؟ کیا عجمی اور عربی (برابر ہو سکتے ہیں)؟ تو کہہ دے کہ وہ تو ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرا پن ہے جس کے نتیجہ میں وہ ان پر مخفی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ایک دور کے مکان سے بلایا جاتا ہے۔

(حٰمٓ السجدہ:45)

عظیم مقام:

وہ تو ایک صاحب مجد قرآن ہے۔ ایک لوح محفوظ میں۔ (البروج:23,22)

نازل کرنے والا خدا:

اللہ وہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان کو اتارا۔ (الشوریٰ:18)

لے کر آنے والا فرشتہ:

تو کہہ دے کہ جو بھی جبرائیل کا دشمن ہے تو (وہ جان لے کہ) یقیناً اسی (یعنی جبرائیل) نے اللہ کے اذن سے اس (کلام) کو تیرے دل پر اتارا ہے جو اس کی تصدیق کر رہا ہے جو اس کے سامنے موجود ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری کے طور پر ہے۔

(البقرۃ:98)

کس پر نازل ہوا:

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا، اور وہی ان کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے، ان کے عیوب کو وہ دور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔ (محمد:3)

منجانب اللہ ہونے کے دلائل:

اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ سے الگ رہ کر (محض) افترا کرلیا جائے۔ لیکن یہ اس کی تصدیق (کرتا) ہے جو اس کے سامنے ہے اور اس کتاب کی تفصیل ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ (یونس:38)

نزول کا زمانہ:

انہوں نے کہا اے ہماری قوم! یقیناً ہم نے ایک ایسی کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی۔ وہ اس کی تصدیق کر رہی تھی جو اس کے سامنے تھا۔ وہ حق کی طرف اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے رہی تھی۔

(الاحقاف:31)

☆اس نے تجھ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے۔ اس کی تصدیق کرتی ہوئی جو اس کے سامنے ہے اور اسی نے تورات اور انجیل کو اتارا۔ اس سے پہلے، لوگوں کے لئے ہدایت کے طور پر اور اسی نے فرقان نازل کیا۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب (مقدر) ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) انتقام لینے والا ہے۔ (آل عمران:5,4)

نزول قرآن کا مہینہ:

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔

(البقرۃ:186)

نزول قرآن کی رات:

یقیناً ہم نے اسے ایک بڑی مبارک رات میں اتارا ہے۔ (الدخان:4)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہوتی ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر:2 تا 4)

جمع، تلاوت اور بیانِ قرآن:

تو اس کی قراءت کے وقت اپنی زبان کو اس لئے تیز حرکت نہ دے کہ تو اسے جلد جلد یاد کرے۔ یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔ پس جب ہم اسے پڑھ چکیں تو تُو اس کی قراءت کی پیروی کر۔ پھر یقیناً اس کا واضح بیان بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔ (القیامہ:17 تا 20)

☆قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب! مجھے علم میں بڑھا دے۔

(طٰہٰ:115)

حفاظت قرآن:

یقیناً ہم نے ہی ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر:10)

☆ہم ضرور تجھے قراءت سکھائیں گے پس تو نہیں بھولے گا۔ (الاعلیٰ:7)

معلم قرآن:

رحمان خدا وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم دی۔

(الرحمٰن:3,2)

نزول قرآن کا طریق اور مقاصد:

اور قرآن وہ ہے کہ اسے ہم نے ٹکڑوں میں تقسیم کیا ہے تا کہ تو اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ہم نے اسے بڑی قوت اور تدریج کے ساتھ اتارا ہے۔ (بنی اسرائیل:107)

☆یقیناً ہم نے ہی تجھ پر قرآن کو ایک پُرشوکت تدریج کے ساتھ اتارا ہے۔ (الدھر:24)

☆اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اس پر قرآن یک دفعہ کیوں نہ اتارا گیا۔ اسی طرح (اتارا جانا تھا) تا کہ ہم اس کے ذریعہ تیرے دل کو ثبات عطا کریں اور (اسی طرح) ہم نے اسے بہت مستحکم اور سلیس بنایا ہے۔ (الفرقان:33)

آسان بنایا:

اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ (القمر:18)

☆ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو دکھ میں مبتلا ہو۔ مگر یہ محض نصیحت کے طور پر ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہے۔ (طٰہٰ:4,3)

☆پس یقیناً ہم نے اسے تیری زبان پر سہل کر دیا ہے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔ (الدخان:59)

تلاوت کا حکم:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔ اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔

(النمل:93,92)

☆اور تلاوت کر اس کی جو تیرے رب کی کتاب میں سے تیری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اس کے کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا اور تو اس کے سوا ہرگز کوئی پناہ گاہ نہ پائے گا۔ (الکہف:28)

☆تو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (العنکبوت:46)

تلاوت سے قبل استعاذہ:

جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔ (النحل:99)

جب قرآن پڑھا جائے:

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(الاعراف:205)

نمازوں میں تلاوت:

سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔ (بنی اسرائیل:79)

تہجد میں تلاوت:

اے اچھی طرح چادر میں لپٹنے والے!۔ رات کو قیام کیا کر مگر تھوڑا۔ اس کا نصف یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔ یا اس پر (کچھ) زیادہ کر دے اور قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کر۔ یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری فرمان اتاریں گے۔ رات کا اٹھنا یقیناً (نفس کو) پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔ (المزمل:2 تا 7)

☆وہ تم پر عفو کے ساتھ جھک گیا ہے۔ پس قرآن میں سے جتنا میسر ہو پڑھ لیا کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہوں گے اور دوسرے بھی جو زمین میں اللہ کا فضل چاہتے ہوئے سفر کرتے ہیں اور کچھ اور بھی جو خدا کی راہ میں قتال کریں گے۔ پس اس میں سے جو بھی میسر آئے پڑھ لیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ (المزمل:21)

تلاوت رسولؐ:

اور تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم (اے مومنو!) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس میں مستغرق ہوتے ہو۔

(یونس:62)

☆اور جب تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ہم تیرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک مخفی پردہ ڈال دیتے ہیں۔

(بنی اسرائیل:46)

☆ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور (اس کی) حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کا تمہیں پہلے کچھ علم نہ تھا۔ (البقرۃ:152)

☆یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

(آل عمران:165)

تلاوت کا حق ادا کرنے والے:

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔ (البقرۃ:122)

تدبر کا حکم:

پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (النساء:83)

☆پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے تالے پڑے ہوئے ہیں؟ (محمد:25)

☆اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ (الفرقان:74)

☆اور ہم نے تیری طرف بھی ذکر اتارا ہے تاکہ تو اچھی طرح لوگوں پر اس کی وضاحت کردے جو ان کی طرف نازل کیا گیا تھا اور تاکہ وہ تفکر کریں۔ (النحل:45)

☆عظیم کتاب جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا، برکت دی گئی ہے تاکہ یہ (لوگ) اس کی آیات پر تدبر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔ (ص:30)

قرآن بے مثال ہے:

تو کہہ دے کہ اگر جن وانس سب اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکیں گے خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔ (بنی اسرائیل:89)

اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی کوئی سُورت تو لا کے دکھاؤ، اور اپنے سرپرستوں کو بھی بلا لاؤ جو اللہ کے سوا (تم نے بنا رکھے) ہیں، اگر تم سچے ہو۔ (البقرۃ:24)

ھیبت قرآن:

اگر ہم نے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تُو ضرور دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے عجز اختیار کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور یہ تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ تفکر کریں۔ (الحشر:22)

ابدی تعلیمات:

☆اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا۔ ان میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔ (البینۃ:4,3)

جہاد بالقرآن:

پس کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے ایک بڑا جہاد کر۔ (الفرقان:53)

☆ہم نے تیری طرف عربی قرآن وحی کیا تاکہ تو بستیوں کی ماں کو اور جو اس کے اردگرد ہیں ڈرائے۔ (الشوریٰ:8)

☆میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں ڈراؤں اور ہر اس شخص کو بھی جس تک یہ پہنچے۔ (الانعام:20)

☆(یہ) ایک عظیم کتاب ہے جو تیری طرف اتاری گئی ہے۔ پس تیرے سینے میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ ہو کہ تو اس کے ذریعہ انذار کرے اور مومنوں کے لئے یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔ (الاعراف:3)

☆اور یہ ایک تصدیق کرنے والی کتاب ہے جو فصیح و بلیغ زبان میں ہے تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے ظلم کیا اور بطور خوشخبری ہو ان کے لئے جو احسان کرنے والے ہیں۔ (الاحقاف:13)

☆اور تو ان پر زبردستی اصلاح کرنے والا نگران نہیں ہے۔ پس قرآن کے ذریعہ اسے نصیحت کرتا چلا جا جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ (ق:46)

بے ریب کتاب:

یہ ''وہ'' کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ (البقرۃ:3)

☆کامل کتاب کا اتارا جانا، اس میں کوئی شک نہیں کہ، تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے افترا کر لیا ہے؟ بلکہ وہ تو تیرے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تو ایک ایسی قوم کو ڈرائے جن کی طرف تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہدایت پائیں۔ (السجدۃ:4,3)

☆ایک عظیم فصیح و بلیغ قرآن جس میں کوئی کجی نہیں، تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ (الزمر:29)

☆سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ (الکہف:2)

چراغ ہدایت:

یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ (بنی اسرائیل:11,10)

مکمل اور مفصل کتاب:

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ (المائدہ:4)

☆کیا میں غیر اللہ کو حَکم بنانا پسند کرلوں حالانکہ وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب اتاری ہے، جس میں تمام تفاصیل بیان کر دی گئی ہیں اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی، جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے۔ پس تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ (الانعام:115)

☆اور یہی تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے۔ یقیناً ہم ان لوگوں کے لئے جو نصیحت پکڑتے ہیں آیات کو خوب کھول کھول کر بیان کر رہے ہیں۔ (الانعام:127)

☆(یہ) ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات مستحکم بنائی گئی ہیں (اور) پھر صاحب حکمت (اور) ہمیشہ خبر رکھنے والے کی طرف سے اچھی طرح کھول دی گئی ہیں۔ (ھود:2)

☆ہم نے کتاب میں کوئی چیز بھی نظرانداز نہیں کی۔ آخر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ (الانعام:39)

حق وحکمت پر مشتمل کتاب:

یہ ایک حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔ (یونس:2)

☆یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔ ہدایت اور رحمت ہیں حسن عمل کرنے والوں کے لئے۔ (لقمان:4,3)

☆حکمتوں والے قرآن کی قسم ہے۔ (کہ) تو یقیناً مرسلین میں سے ہے۔ صراط مستقیم پر (گامزن ہے)۔ (یٰس:3تا5)

☆اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اتارے ہیں اور تجھے وہ کچھ سکھایا ہے جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔ (النساء:114)

☆یہ کامل کتاب کی آیات ہیں اور جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (الرعد:2)

☆اور ہم نے حق کے ساتھ اسے اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ یہ اترا ہے اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر۔ (بنی اسرائیل:106)

فیصلہ کن کتاب:

یہ ایک کتاب جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہوئے اس راستہ پر ڈال دے جو کامل غلبہ والے (اور) صاحب حمد کا راستہ ہے۔ (ابراہیم:2)

☆ہم نے یقیناً تیری طرف کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے سمجھایا ہے اور خیانت کرنے والوں کے حق میں بحث کرنے والا نہ بن۔ (النساء:106)

☆یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ اور یقیناً یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ (النمل:78,77)

☆اور ہم نے تجھ پر کتاب نہیں اتاری مگر اس لئے کہ جس بارہ میں وہ اختلاف کرتے ہیں تو ان کے لئے خوب کھول کر بیان کردے اور (اس لئے کہ یہ کتاب) ایمان لانے والی قوم کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہو۔ (النحل:65)

تصریف آیات:

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں (آیات کو) بار بار بیان کیا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں بایں ہمہ یہ انہیں نفرت سے دور بھاگنے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔ (بنی اسرائیل:42)

☆اور یقیناً ہم نے اسے ان کے درمیان پھیر پھیر کر بیان کیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں مگر اکثر لوگوں نے محض ناشکری کرتے ہوئے انکار کردیا۔ (الفرقان:51)

☆اور یقیناً ہم نے تجھے سات بار بار دہرائی جانے والی (آیات) اور قرآن عظیم عطا کئے ہیں۔ (الحجر:88)

اتباع کرو:

اور یہ بہت مبارک کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ (الانعام:156)

☆پس جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لے۔ یقیناً تو سیدھے راستہ پر ہے۔ اور یقیناً یہ تیرے لئے ایک عظیم ذکر ہے اور تیری قوم کے لئے بھی اور تم ضرور پوچھے جاؤ گے۔ (الزخرف:45,44)

کتاب مبین:

یہ قرآن کی اور ایک روشن کتاب کی آیات ہیں۔ (النمل:2)

☆یہ کتاب اور ایک کھلے کھلے قرآن کی آیات ہیں۔ (الحجر:2)

☆یہ ایک روشن کر دینے والی کتاب کی آیات ہیں۔ (الشعراء:3)

☆اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں۔ ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے، ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔ (حم السجدہ:4,3)

☆طور کی قسم۔ اور ایک لکھی ہوئی کتاب کی۔ (جو) چمڑے کے کھلے صحیفوں میں (ہے)۔ (الطور:2تا4)

کتاب کو پہچاننے والے:

وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے (یعنی رسول کو اس میں الٰہی آثار دیکھ کر) اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یقیناً ان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ (البقرۃ:147)

(باقی صفحہ 15 پر)

قرآن کریم کے بے پایاں فیوض اور انوار۔ رسول اللہ ﷺ کی چالیس احادیث

معلّم قرآن :

حضرت عثمانؓ بن عفان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

تم میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الفضائل باب خیرکم من تعلّم القرآن حدیث نمبر:4639)

ترقی کرتا جا :

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

عاشق قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور درجات میں ترقی کرتا جا۔ اور اسی طرح خوش الحانی سے پڑھ جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مقام اس آخری آیت تک ترقی پذیر ہے جو تو تلاوت کرے گا۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفاً حدیث نمبر:2838)

پڑھنے والوں کیلئے شفیع :

حضرت ابوامامہ الباہلیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

قرآن پڑھو کیونکہ قیامت کے دن وہ اپنے پڑھنے والوں کیلئے شفیع کے طور پر آئے گا۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن حدیث نمبر:1337)

دو شفائیں :

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تمہیں دو شفاؤں کو اختیار کرنا چاہئے۔ شہد اور قرآن۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب العسل حدیث نمبر:3443)

فرشتے سایہ کرتے ہیں :

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ اللہ کے گھروں میں اکٹھے ہو کر قرآن کریم پڑھتے اور ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں سے ذکر کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ثواب قراءۃ القرآن حدیث نمبر1243)

ہر حرف کی دس نیکیاں :

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

قرآن کریم کی تلاوت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔ الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ الف، لام اور میم میں سے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ہے۔

(سنن دارمی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفا حدیث نمبر:2835)

عجائبات قرآن :

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔

لا تنقضی عجائبه

اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل القرآن حدیث نمبر2831)

قرآن وسنت :

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔ اور بہترین طریق محمد (ﷺ) کا طریق ہے۔ اور بدترین فعل دین میں بدعات پیدا کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوٰۃ حدیث نمبر1435)

قرآن پر غور کرو :

حضرت عبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اے اہل قرآن، قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو اور اس کی تلاوت رات اور دن کو اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کا حق ہے اور اس کو خوش الحانی سے پڑھو اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(الفردوس دیلمی جلد5 صفحہ 298 دارالکتب العلمیہ بیروت۔1986 طبع اول)

ویران گھر :

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جس کو قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(جامع ترمذی ابواب فضائل القرآن باب من قرء حرفا حدیث نمبر2837)

اللہ کے عزیز :

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں۔ پوچھا گیا اس سے کون لوگ مراد ہیں۔ فرمایا: قرآن والے اللہ کے عزیز اور اس کے خاص بندے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ۔ المقدمہ۔ باب فضل من تعلم القرآن حدیث نمبر211)

آنسو گر رہے تھے :

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ مجھے قرآن کریم سناؤ۔ میں نے حیران ہو کر عرض کیا میں آپؐ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دوسرے سے قرآن سننا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ تب میں نے سورۃ نساء کی تلاوت شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر تجھے گواہ بنائیں گے تو آپؐ نے فرمایا بس کردو۔ میں نے رسول اللہؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب البکاء عند قراءۃ القرآن۔ حدیث نمبر4667)

قرآن سیکھ کر چھوڑنے والا :

حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص پتھر لئے کھڑا ہے اور اس کا سر پتھر سے کچلتا ہے اور پتھر لڑھکتا ہوا دور چلا جاتا ہے وہ پتھر اٹھا کر لاتا ہے اس دوران پہلے شخص کا سر درست ہو جاتا تھا اور وہ پھر پتھر اسے دے مارتا ہے۔ حضورؐ کو رویا میں ہی تعبیر بتائی گئی کہ جس شخص کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھ کر چھوڑ دیا اور فرض نمازوں کے وقت سویا رہتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب التعبیر باب تعبیر الرویا حدیث نمبر6525)

قرآن کا ظاہر و باطن :

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

''قرآن کی تمام آیات کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔

(تفسیر محی الدین ابن العربی برحاشیہ عرائس البیان جلد اول ص3)

قرآن کی دولت :

حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

جو قرآن پڑھتا اور سمجھتا ہے وہ غنی ہے اس کو کسی غربت کا ڈر نہیں۔

(سنن سعید بن منصور۔ فضائل القرآن حدیث نمبر5)

حاملین قرآن :

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

حاملین قرآن کی عزت کرو کیونکہ جو ان کی عزت کرتا ہے وہ خدا کی عزت کرتا ہے۔

(فردوس الاخبار جلد اول ص108 حدیث نمبر230)

میراث رسولؐ :

صحابی رسول حضرت ابوہریرہؓ ایک بار مدینہ کے بازار میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اعلان کیا کہ مسجد نبویؐ میں رسول اللہؐ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہو۔ لوگ دوڑتے ہوئے مسجد نبوی میں گئے اور جلد واپس آ گئے اور کہا کہ وہاں تو کچھ تقسیم نہیں ہو رہا۔ صرف کچھ لوگ قرآن پڑھ رہے تھے اور تحصیل علم میں مصروف تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا یہی تو تمہارے نبیؐ کی میراث ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب العلم باب فی فضل العالم والمتعلم جلد1 ص124)

طریق تلاوت :

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

قرآن غم کے ساتھ اترا ہے اس لئے جب قرآن پڑھو تو گریہ وزاری کرو۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب حسن الصوت بالقرآن حدیث نمبر1327)

قرآن کی ظاہری اور خفیہ تلاوت :

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''قرآن بلند آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ دینے والے کی طرح اور قرآن کی مخفی تلاوت کرنے والا خفیہ صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفا حدیث نمبر2843)

آنکھوں کی عبادت :

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اپنی آنکھوں سے بھی عبادت میں حصہ لیا کرو۔ صحابہ نے پوچھا یہ کیسے ہو تو آپؐ نے فرمایا آنکھوں سے قرآن کو دیکھنا اس میں غور وفکر کرنا اور اس کے عجائبات کو سمجھنا۔

(العظمۃ جلد1 ص226 حدیث نمبر12)

مزہ اور خوشبو:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی کی سی ہے جس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کا عادی ہے گل ریحان کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہے۔ اور اس فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمے کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب من یومران یجالس حدیث نمبر:4191)

تلاوت کا مسنون طریق:

حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ قرآن کریم کی قراءت کس طرح کرتے تھے انہوں نے فرمایا رسول اللہؐ ہر آیت ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے پہلے رب العالمین پر رکتے پھر الرحیم پر پھر الدین پر وقف کرتے تھے۔

(جامع ترمذی کتاب القراءت باب فاتحۃ الکتاب حدیث نمبر:2851)

رسول اللہ کی تلاوت قرآن:

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کان لگا کر اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنا نبی (ﷺ) کی تلاوت کو سنتا ہے جب وہ خوبصورت لحن کے ساتھ بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی الماھر بالقرآن حدیث نمبر:6989)

خوبصورت ترین آواز:

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ آپؐ نے نماز عشاء پڑھائی اور ایک رکعت میں سورۃ التین کی تلاوت کی۔ اور میں نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت آواز نہیں سنی۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب القراءۃ فی العشاء حدیث نمبر727)

حفظ قرآن کی دعا:

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی

اے اللہ اے رحمان میں تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میرے دل میں اپنی پاک کتاب کے حفظ کو جس طرح تو نے مجھے سکھایا ہے خوب پختہ کردے اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جو تجھے راضی کردے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر 3493)

نور قرآنی کے حصول کی دعا:

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی:

اے اللہ اے رحمٰن! تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری آنکھوں کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر اور اسے میری زبان پر رواں کردے اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور میرے سینے کو اس کے ساتھ کھول دے۔ اور اس کے ساتھ میرے بدن کو دھودے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر 3493)

صحیح تلاوت کرو:

حضرت عبیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

اے قرآن کے ماننے والو! رات اور دن کے اوقات میں قرآن کریم کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کیا کرو۔ اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو اس کے الفاظ صحیح طریق پر پڑھو۔ اس کی وجہ سے کسی دنیاوی فائدے کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کیلئے پڑھو۔

(الفردوس ویلمی جلد5 صفحہ 298 دارالکتب العلمیہ بیروت 1986ء طبع اول)

مجسم قرآن:

یزید بن بابنوس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق عین قرآن تھے۔ پھر فرمانے لگیں کہ سورۃ المومنون سناؤ۔ اس کی ابتدائی آیات (جن میں مومنوں کی صفات کا ذکر ہے) سن کر فرمایا یہی رسول اللہؐ کے اخلاق فاضلہ تھے۔

(مستدرک حاکم جلد2 صفحہ 426 تفسیر سورۃ مومنون)

بہترین ساتھی:

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بار بہت غریب اور مفلوک الحال صحابہ کی مجلس میں تشریف لے گئے جو ایک قاری سے قرآن سن رہے تھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے ساتھ مجھے مل بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر حضورؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔

(سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فی القصص حدیث نمبر:3181)

خدا کا کلام سچا ہے:

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے۔ فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ اس کا پیٹ پہلے سے زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا خدا نے سچ کہا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الطب باب دواء المبطون حدیث نمبر:5277)

عزت والا کلام:

حضرت عمرؓ قبول اسلام سے قبل رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے پختہ ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلے مگر راستہ میں اپنی بہن کے ہاں قرآن کریم کی چند آیات پڑھتے ہی بے اختیار کہہ اٹھے یہ کتنا خوبصورت اور عزت والا کلام ہے اور پھر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔ (اسد الغابہ جلد4 ص54)

عمدہ اور پاکیزہ کلام:

سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے رئیس تھے۔ اور اسلام لانے سے قبل سخت متعصب تھے۔ مبلغ اسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ نے انہیں بڑی نرمی سے کہا آپ تھوڑی دیر بیٹھیں آپ سے ایک بات کرنی ہے اگر اچھی معلوم ہو تو قبول کرنا ورنہ رد کردینا۔ چنانچہ وہ مان گئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے انہیں اسلام کا پیغام دیا اور قرآن پڑھ کر سنایا جسے سنتے ہی انہوں نے کہا کیا ہی عمدہ اور پاکیزہ کلام ہے اور پھر اسلام کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔

(سیرت ابن ہشام۔ جلد1 ص نمبر 436)

نزول وحی کی کیفیات:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپؐ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے۔ فرمایا:

کبھی تو میرے پاس وحی گھنٹی کی جھنکار کی طرح آتی ہے۔ اور وحی کی یہ طرز مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے۔ پھر بعد اس کے کہ میں اس کا کلام خوب محفوظ کر چکا ہوتا ہوں یہ آواز مجھ سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کوئی فرشتہ میرے پاس انسان کی صورت اختیار کر کے آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے سو میں اس کی بات کو بھی محفوظ کرلیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر2)

قرآن پر ایمان نہیں لایا:

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کے بیان کردہ حرام امور کو اپنے لئے حلال کردیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفا حدیث نمبر:2841)

قرآن کی جامعیت:

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:۔

کتاب اللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے 1۔ عبارت جو عوام کیلئے ہے 2۔ اشارت جو خاص لوگوں کیلئے ہے۔ 3۔ لطیف نکات جو اولیاء کے لئے ہیں۔ 4۔ اور حقائق جو نبیوں کیلئے ہیں۔

(تفسیر عرائس البیان جلد اول ص4 از شیخ ابو محمد روزبہان ابن ابی النصر البقلی متوفی 606ھ)

علم کی برتری:

جب وفد ثقیف اسلام لایا تو آنحضرت ﷺ نے عثمان بن ابی العاص کو ان کا سردار مقرر فرمایا۔ وہ قوم میں سب سے نوعمر تھے مگر ان کو علم دین اور قرآن سیکھنے کا بڑا شوق تھا اس لئے آپؐ نے انہیں سرداری عطا فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام جلد2 صفحہ 540 امر وفد ثقیف)

امامت کا حقدار:

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک نماز باجماعت کی امامت کرائے۔ اور امامت کا حقدار وہ ہے جو زیادہ قرآن کا عالم ہے۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد باب من احق بالامامۃ حدیث نمبر:1077)

حضرت عثمانؓ کا عشق قرآن:

خلیفہ رسولؐ حضرت عثمانؓ کے گھر کا باغیوں نے محاصرہ کر رکھا تھا اور سنگ باری ہو رہی تھی مگر حضرت عثمانؓ اس آخری وقت میں بھی قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بدبخت نے جب آپ پر تلوار سے وار کیا تو آپ کے خون کے قطرے قرآن پر گرے اور آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ (الاستیعاب تذکرہ حضرت عثمان)

آخری تین سورتیں:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر رات اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملاتے پھر ان میں پھونکتے اور قران کریم کی آخری تین سورتیں پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے بدن پر ملتے اور آغاز سر منہ اور جسم کے اگلے حصہ سے فرماتے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل المعوذات حدیث نمبر:4630)

سورۃ یٰسٓ سناؤ:

حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مرنے والوں کو سورۃ یٰسٓ پڑھ کر سنایا کرو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب القراءۃ عند المیت حدیث نمبر 2714)

قرآن کریم جواہرات کی تھیلی اور صداقتوں پر محیط کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ارشادات عالیہ

روحانی خاصیت اور ذاتی روشنی

ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے جیسا ....غرض اس طرح پر خدا اپنے زندہ تصرفات سے قرآن شریف کی پیروی کرنے والے کو کھینچتا کھینچتا قرب کے بلند مینار تک پہنچا دیتا ہے (۔) وہ دائمی راحت اور سرور جس کا فطرتاً انسان طالب ہے اور جس کے بغیر وہ جہنمی زندگی میں مبتلا ہے وہ کیونکر انسان کو حاصل ہو سکتا ہے جب تک اس کو اپنے ذاتی مشاہدہ سے یہ بھی خبر نہیں کہ خدا موجود بھی ہے اور کیونکر ایسی کتابوں سے جو محض قصوں کے رنگ میں ہیں وہ شیریں پھل مل سکتا ہے جو حقیقی معرفت کے نام سے موسوم ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308)

صداقتوں پر محیط کتاب

خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف کی ضرورت نزول کی اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ قرآن شریف ایسے وقت میں آیا ہے کہ جب تمام امتوں نے اصول حقہ کو چھوڑ دیا تھا اور کوئی دین روئے زمین پر ایسا نہ تھا کہ جو خداشناسی اور پاک اعتقادی اور نیک عملی پر قائم اور بحال ہوتا بلکہ سارے دین بگڑ گئے تھے۔............سو اس نے بہ تعمیل اپنے قانون قدیم کے کہ جو جسمانی اور روحانی طور پر ابتدا سے چلا آتا ہے قرآن شریف کو خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نازل کیا اور ضرور تھا کہ ایسے وقت میں قرآن شریف نازل ہوتا کیونکہ اس پر ظلمت زمانہ کی حالت موجودہ کو ایسی عظیم الشان کتاب اور ایسے عظیم الشان رسول کی حاجت تھی اور ضرورت حقہ اس بات کی متقاضی ہو رہی تھی کہ اس تاریکی کے وقت میں جو تمام دنیا پر چھا گئی تھی اور اپنے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تھی آفتاب صداقت کا طلوع کرے کیونکہ بجز طلوع اس آفتاب کے ہرگز ممکن نہ تھا کہ ایسی اندھیری رات خود بخود روز روشن کی صورت پکڑ جائے اور اسی کی طرف ایک دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ (۔) یعنے جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہو گئے ان کا راہ راست پر آنا بجز اس کے ہرگز ممکن نہ تھا کہ ان کی طرف ایسا عظیم الشان نبی بھیجا جاوے جو ایسی عظیم الشان کتاب لایا ہے کہ جو سب الٰہی کتابوں کے معارف اور صداقتوں پر محیط اور ہر ایک غلطی اور نقصان سے پاک اور منزہ ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 658)

تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی کتاب

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز کی بڑی خوبی یہی سمجھی جائے گی کہ جس غرض کے پورا کرنے کے لئے وہ وضع کی گئی ہے اس غرض کو بوجہ احسن پوری کر سکے مثلاً اگر کسی بیل کو قلبہ رانی کے لئے خریدا گیا ہے تو اس بیل کی یہی خوبی دیکھی جائے گی کہ وہ بیل قلبہ رانی کے کام کو بوجہ احسن ادا کر سکے۔ اسی طرح ظاہر ہے کہ اصلی غرض آسمانی کتاب کی یہی ہونی چاہئے کہ اپنے پیروی کرنے والے کو اپنی تعلیم اور تاثیر اور قوت اصلاح اور اپنی روحانی خاصیت سے ہر ایک گناہ اور گندی زندگی سے چھڑا کر ایک پاک زندگی عطا فرما دے اور پھر پاک کرنے کے بعد خدا کی شناخت کے لئے ایک کامل بصیرت عطا کرے اور اس ذات بے مثل کے ساتھ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے محبت اور عشق کا تعلق بخشے کیونکہ درحقیقت یہی محبت نجات کی جڑ ہے اور یہی وہ بہشت ہے جس میں داخل ہونے کے بعد تمام کوفت اور تلخی اور رنج و عذاب دور ہو جاتا ہے اور بلاشبہ زندہ اور کامل کتاب الہامی وہی ہے جو طالب خدا کو اس مقصود تک پہنچا دے اور اس کو سفلی زندگی سے نجات دے کر اس محبوب حقیقی سے ملا دے جس کا وصال عین نجات ہے اور تمام شکوک و شبہات سے مخلصی بخش کر ایسی کامل معرفت اس کو عطا کرے کہ گویا وہ اپنے خدا کو دیکھ لے اور خدا کے ساتھ ایسے مستحکم تعلقات اس کو بخش دے کہ وہ خدا کا وفادار بندہ بن جائے اور خدا اس پر ایسا لطف و احسان کرے کہ اپنی انواع و اقسام کی نصرت اور مدد اور حمایت سے اس میں اور اس کے غیر میں فرق کر کے دکھلائے اور اپنی معرفت کے دروازے اس پر کھول دے (۔) میں ہر ایک پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ وہ کتاب جو ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہے وہ قرآن شریف ہے اس کے ذریعہ سے خدا کی طرف انسان کو ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اس کی پیروی سے آخرکار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے انا الموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 305-307)

احکام قدرتی کا آئینہ

آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزشِ شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ، نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذات پاک حضرت باری پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم نہیں کرانا چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر یک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانون فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دل اور بصیرت قلبی کے لئے ایک آفتاب چشم افروز ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 81-82)

خدا کا پیارا بنانے والی تعلیم

قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزاء سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے اور ہر یک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتوہ ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (1) وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئیں اور یہ سب اس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے۔ نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدھ کرم کے سبب سے بنائی گئی۔ غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (2) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے اور اس کی تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 152)

ہر مرض کا علاج

قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے۔ اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا

ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو،لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہر گز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

خدا کا کلام سمجھ کر پڑھو

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا علی کل شی قدیر خدا ہے۔قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

حقیقی برکات کا سرچشمہ

یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔..........ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے،مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی ...... چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔کاش.......... سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 140)

انوار و برکات کی تاثیرات

قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں .... اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ (۔) یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم ص450)

طب روحانی اور جسمانی میں تطبیق

قرآن شریف ایک ایسی پر حکمت کتاب ہے جس نے طب روحانی کے قواعد کلیہ کو یعنے دین کے اصول کو جو دراصل طب روحانی ہے طب جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کر سکتا ہے جو طب جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے...........

غرض آسمان کے نیچے کوئی دوسری کتاب نہیں پائی جاتی کہ جو طب جسمانی اور طب روحانی میں اس قدر تطابق دکھلا کر قانون قدرت کے معیار کو اپنی پیروی کرنے والوں کے ہاتھ میں دیدے۔ اس لئے میں پورے یقین سے سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کے مقابل پر تمام دوسرے مذاہب ہلاک شدہ ہیں۔وہ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ الہامی کتاب کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ وہ قانون قدرت کے مطابق ہو مگر مطابق کر کے دکھلاتے نہیں اور ان کو یہ بھی سمجھ نہیں کہ قانون قدرت کے آلہ کو استعمال کرنے کے لئے طریق کیا ہے۔ وہ خدا کے قانون قدرت کو مروڑ توڑ کر اپنے مسلمہ عقائد کے مطابق کرنا چاہتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ درحقیقت وہ مطابق بھی ہیں یا نہیں۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 102)

عظیم الشان اعجاز

اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کے برگزیدوں،رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ عظیم الشان اعجاز اپنے اندر رکھتا ہے اور کوئی شخص تنہا یا دوسروں کی مدد سے اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صرف ہمت کر دیتا ہے اور اس طرح پر اس کا معجزہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔وہ بار بار مخالفوں کو اس کی مثال لانے کی دعوت اور تحدی کرتا ہے،لیکن کوئی اس کے مقابلہ کے لئے نہیں اٹھ سکتا۔ قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔کامل معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص25)

کھلا کھلا اعجاز

جاننا چاہئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک ملک کے آدمی کو، خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو،ملزم و ساکت ولاجواب کر سکتے ہیں۔وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 255-256)

ہر شان سے بلند

قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے۔ وہ حکم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے۔اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے، نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 103)

ہر ضرورت کا سامان

قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے اور رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔

(ملفوظات جلد اول ص52)

جواہر کی تھیلی

قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں! (ملفوظات جلد 2 صفحہ 344)

میرا یہ مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص کلام لعل کی طرح چمکتی ہے لیکن بایں ہمہ قرآن شریف آپ کی خالص کلام سے بالکل الگ اور ممتاز نظر آتا ہے اس کی وجہ کیا ہے۔

ہر چیز کے مراتب ہوتے ہیں۔مثلاً کپڑا ہے۔تو کھدر، ململ اور خاصہ لٹھا محض کپڑا ہونے کی حیثیت سے تو کپڑا ہی ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ سفید ہیں۔ بظاہر ایک مساوات رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ریشم بھی سفید ہوتا ہے،لیکن کیا ہر آدمی نہیں جانتا کہ ان سب میں جدا جدا مراتب ہیں اور ان میں فرق پایا جاتا ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پس جس طرح پر ہم سب اشیاء میں ایک امتیاز اور فرق دیکھتے ہیں۔اسی طرح کلام میں بھی مدارج اور مراتب ہوتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جو دوسرے انسانوں کے کلام سے بالاتر اور عظمت اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر ایک پہلو سے اعجازی حدود تک پہنچتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ کے برابر وہ بھی نہیں، تو پھر اور کوئی کلام کیونکر اس سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

یہ تو موٹی اور بدیہی بات ہے کہ جس سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ قرآن شریف معجزہ ہے، لیکن اس کے سوا اور بھی بہت سے وجوہ اعجاز ہیں۔خدا تعالیٰ کا کلام اس قدر خوبیوں کا مجموعہ ہے جو پہلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔خاتم النبیّین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔

کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے۔ اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا، اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے، جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقامات کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔آپؐ خاتم النبیّین ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں۔ان سب کے اعتبار سے آپؐ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔

یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت ، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالات تعلیم، کیا باعتبار ثمرات تعلیم۔غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی ، بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے۔یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔غرض کسی رنگ میں دیکھو، یہ معجزہ ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص25)

خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ارشادات اور تحریرات کی روشنی میں

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا مقرب بننے اور عرفان الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

مجموعہ حسن، سب علوم کا جامع، اعلیٰ و بے نقص تعلیم اور جامع کتاب

مرتبہ: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ارشادات

ایمان اور عرفان کی لہریں

میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور بہت ہی پڑھی ہیں۔ مگر ایسی کتاب دنیا کی دلربا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو نہیں دیکھی۔ جس کو بار بار پڑھتے ہوئے۔ مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے، طبیعت نہ بھر جائے اور یا بدخو دل اکتا جائے اور اسے چھوڑ نہ دینا پڑا ہو...... میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو۔ اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔ (حقائق الفرقان جلد 1 ص 34)

نسخۂ راحت

''جس قدر انسانی فطرت اور اس کی کمزوریوں پر نظر کرو گے تو ایک بات فطرتی طور پر انسان کا اصل منشاء اور مقصد معلوم ہوگی وہ ہے حصول سکھ۔ اس کے لئے وہ ہر قسم کی کوششیں کرتا اور ٹکریں مارتا ہے لیکن میں تمہیں اس فطرتی خواہش کے پورا کرنے کا ایک آسان اور مجرب نسخہ بتاتا ہوں۔ کوئی ہو جو چاہے اس کو آزما کر دیکھ لے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس میں ہرگز ہرگز کوئی خطا اور کمزوری نہ ہوگی اور میں یہ بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر کوششیں تم ناجائز طور پر سکھ کے حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو اس سے آدھی ہی اس کے لئے کرو تو کامل طور پر سکھ مل سکتا ہے۔ وہ نسخہ راحت یہ کتاب مجید ہے اور میں اسی لئے اس کو بہت عزیز رکھتا ہوں اور اس وجہ سے کہ کامل مومن اس وقت تک انسان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 1 ص 100)

قرآن کو غنیمت سمجھو

''میرے ایک نوجوان دوست تھے۔ میں ان کو درس قرآن شریف سننے کی تاکید کرتا تھا۔ وہ...... اس خیال کا اظہار کر دیا کرتے تھے کہ آسودگی ہو تو پھر قرآن بھی پڑھیں۔ آخر جب وہ کسی عہدہ پر ممتاز ہوئے تو مجھے لکھا کہ بارہ برس ہوئے ہیں کہ میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکا۔

خدا کرے تم لوگ ایسے نہ بنو کہ تمہارا قرآن سنانے والا ایسے لوگوں سے ہو کہ اس کے سامعین ایسے ہوں جو نہ آنکھیں رکھتے ہوں کہ دیکھیں، نہ کان رکھتے ہوں کہ سنیں، نہ زبان رکھتے ہوں کہ حق بولیں۔ تم قرآن شریف سننے کو غنیمت سمجھو۔ دنیا کے جھمیلے تو کبھی کم ہونے میں آ نہیں سکتے۔ ایک کتاب میں میں نے ایک مثال پڑھی ہے کہ ایک شخص ندی سے گزرنا چاہتا تھا اس نے تامل کیا کہ یہ موج گزر جائے تو میں گزروں مگر اتنے میں ایک اور آ گئی۔ آخر وہ اسی طرح خیال کرتے کرتے رہ گیا''۔ (حقائق الفرقان جلد 1 ص 284)

قرآن کی اصل غرض

''اصل غرض قرآن کی تقویٰ اور اعمال صالحہ خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی، خود پسندی اور خود رائی، عجب، بدنظری، دنیا پرستی سے بچنا ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 2 ص 128)

سراپا حق

''بعض کتابیں بالکل باطل ہوتی ہیں۔ بعض میں حق و باطل ملا جلا۔ بعضوں میں حق زیادہ ہوتا ہے اور باطل کم، مگر قرآن سراپا حق ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 2 ص 105)

اصلاح و بہتری کے اصول

''میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے۔ خیالات پست ہوتے ہیں۔ جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی واعظ سب اس کے اندر آ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے مُھَیمِن فرمایا۔ یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے تو ایسے نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اصول یہ بتاتا ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 2 ص 106)

قرآن شریف عزت عطا کرتا ہے

''میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔ اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم از کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے...... اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو...... بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ قرآن شریف!'' (حقائق الفرقان جلد 2 ص 57)

قرآن شریف راحت بخش کتاب

''میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب نہیں اور اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ مگر آہ! درد دل سے کہتا ہوں۔ اسی راحت بخش کتاب کو چھوڑ دیا گیا ہے...... مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرنا، اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں...... اپنے عشق کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذت ملتی ہے۔ کہے جاتا ہوں''۔ (حقائق الفرقان جلد 3 ص 247)

فتح نصرت اور کامیابی کے حصول کا نسخہ قرآن شریف

''تمام تعلیمات جن پر عمل کر کے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے وہ سب اس کتاب میں جمع ہیں...... اگر تم کوئی نمونہ اعلیٰ چاہتے ہو اور وعدہ خداوندی فمن تبع ھدای سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ علم کے لئے قرآن شریف اور عملی زندگی کے لئے آنحضرت ﷺ کا عملدرآمد بس ہے...... آج تک جس نسخہ کو آزمایا وہ یہی کہ فتح اور نصرت اور کامیابی کے حصول کا ایک ہی نسخہ قرآن شریف ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 176،175)

سچے علوم کا مخزن

''پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ مصطفیٰ ﷺ کو ہوا وہ بھی اقرأ باسم ربک ہی تھا۔ اور پھر رب زدنی علما کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے۔ تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے تقویٰ اللہ سے ماموران اللہ کی صحبت میں رہ کر۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی، صدق نیت، شفقت علیٰ خلق اللہ، غایت البعد من الاغنیاء، آسانی، جودت طبع، سادگی، دور بینی کی صفات سے فائدہ پہنچاتے ہیں''۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 421)

روح کی بیماریوں کا علاج

''روح کی بیماریوں کے علاج کا ایک ہی نسخہ ہے۔ جس کا نام قرآن شریف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدکار لوگ کہیں گے...... کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔ یہ حسرت ان کو کیوں ہوگی۔ صرف اسی لئے کہ وقت ان کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔ پس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنوا دے اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عملدرآمد کرے۔ اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون میں اسے دستور العمل بناوے''۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 169)

قرآن ۔ ایک شفا بخش نسخہ

''عرب جاہل تھے، وحشی تھے، خدا سے دور تھے۔

محکوم نہ تھے تو حاکم بھی نہ تھے۔ مگر جب انہوں نے قرآن کریم کا شفا بخش نسخہ استعمال کیا تو وہی جاہل دنیا کے استاد اور معلم بنے وہی وحشی متمدن، دنیا کے پیش رو اور تہذیب وشائستگی کے چشمے کہلائے۔ وہ خدا سے دور کہلانے والے خدا پرست اور خدا میں ہوکر دنیا پر ظاہر ہوئے وہ جو حکومت کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ دنیا بھر کے مظفر ومنصور اور فاتح کہلائے۔ غرض کچھ نہ تھے سب کچھ ہوگئے۔ مگر سوال یہی ہے کیونکر؟ اسی قرآن کریم کی بدولت، اسی دستور العمل کی رہبری سے۔ پس تیرہ سو برس کا ایک مجرب نسخہ موجود ہے۔ جو اس قوم نے استعمال کیا جس میں کوئی خوبی نہ تھی اور خوبیوں کی وارث اور نیکیوں کی ماں بنی۔ غرض یہ مجرب نسخہ ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد 4 ص 287)

قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو

''میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے ...... ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی۔ وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو''۔

(حقائق الفرقان جلد 3 ص 342)

خدا کی راہیں کھلتی ہیں

''قرآن شریف کے حقائق قرآن شریف کی صداقتیں۔ اس کی اعلیٰ تعلیم اور معرفت کی باتیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہیں۔ جو کسی کو معلوم نہ ہوں۔ نہیں بلکہ ہر شخص اپنے ظرف اپنے عزم واستقلال اور محنت و مساعی کے موافق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے...... جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں یقیناً یقیناً کھول دیتے ہیں''۔ (حقائق الفرقان جلد 3 ص 346)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات

قرآن کریم نے فلسفہ کو مشاہدہ میں بدل دیا

''قرآن کریم .... نے خدا کے قول اور خدا کے فعل کو ایک دوسرے کے لئے ممد اور متوازی قرار دے کر تجربہ اور مشاہدہ کے میدان میں مذہب کو لا کھڑا کیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے اسے صرف مافوق الطبعیات قرار دیا جاتا تھا۔ چنانچہ قرآن نے کہا کہ دنیا خدا کا فعل ہے اور مذہب خدا کا کلام۔ اور یہ ناممکن ہے کہ خدا کے قول اور اس کے فعل میں تضاد ہو۔ پس جب بھی تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو خدا کے قول اور خدا کے فعل کے مطابق کرو۔ جہاں یہ مطابق ہو جائیں تم سمجھ لو کہ وہ بات صحیح ہے۔ اور جہاں ان میں اختلاف رہے تم سمجھ لو کہ اب تک تم پر حقیقت منکشف نہیں ہوئی۔ اس نکتہ سے مذہب اور سائنس میں جو لڑائی تھی وہ جاتی رہی۔ کیونکہ سائنس خدا کا فعل ہے اور مذہب خدا کا کلام اور یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے قول وفعل میں تطابق نہ ہو۔ اور اگر کسی جگہ اختلاف ہو تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم نے یا اس کے قول کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے یا اس کے فعل پر غور کرنے میں ہمیں غلطی لگی ہے۔ ان میں سے جس چیز کا نقص بھی دور کر دیا جائے گا دونوں میں تطابق پیدا ہو جائے گا۔ اس نکتہ عظیم کی وجہ سے مذہب فلسفہ کے میدان سے نکل کر مشاہدہ کے میدان میں آ گیا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 15 ص 79)

مجموعہ حسن

''کیسی نابینا ہیں وہ آنکھیں، کیسے کور ہیں وہ دل جو قرآن کریم، تورات اور دوسری مذہبی کتابیں دیکھتے ہیں اور پھر انہیں قرآن کریم کی خوبی اور اس کی برتری نظر نہیں آتی۔ وہ حسن کا مجموعہ ہے، وہ جلوۂ الٰہی کا آئینہ ہے اس کے لفظ لفظ سے خدا کی شان ٹپکتی اور اس کے حرف حرف سے اللہ تعالیٰ کے وصال کی خوشبو آتی ہے۔ کونسی کتاب ہے جو اس کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی ہے......... میں خود........... قریباً نصف کرہ ارض میں پھرا ہوں مگر قرآن کریم کے علوم کے مقابلہ میں میں نے دنیا کی کسی کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو انسان کی روحانیت کے لئے ضروری ہو اور قرآن کریم نے بیان نہ کی ہو۔''

(انوار العلوم جلد نمبر 15 ص 159)

ترجمہ سیکھیئے!

''ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو۔ اگر ہم کبڈی کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر ہم دوڑ کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کتنے افسوس کی بات ہوگی اگر ہم قرآن شریف کی تعلیم اور اس کے مطالب کو سمجھنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض چیزوں میں رشک جائز ہوتا ہے اور انہی جائز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی معاملات میں، نیکی اور تقویٰ کے امور میں اور اعمال صالحہ کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔''

(انوار العلوم جلد 16 ص 438)

قرآن سب علوم کا جامع

''میں نے کسی کالج میں تعلیم نہیں پائی اور سکول کی تعلیم کی حالت کا ابھی میں نے ذکر کر دیا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ مجھے قرآن آتا ہے۔ اور کوئی فلاسفر، کوئی سائیکالوجسٹ، کوئی سائنسدان غرضیکہ کسی علم کا ماہر آئے اور اپنے علم کی رو سے (دین) پر اعتراض کرے اگر اس کے علم سے میں اس کا رد نہ کروں! تو جھوٹا۔ میں ہندوستان میں بھی سب جگہ گیا ہوں اور یورپ بھی گیا ہوں اور ہر قسم کے علوم جاننے والوں سے گفتگوئیں ہوئی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے فلسفہ دان، سائنسدان، سپرچولزم کے ماہر تھے۔ مگر سب کو قرآن کے ذریعہ خاموش کر دیا۔ کیونکہ قرآن سب علوم کا جامع ہے۔ یہ ایک مخفی خزانہ ہے.......... وہ بھی کیا علوم ہیں جن کے پڑھنے کے بعد اور کتابیں پڑھنے کی ضرورت باقی رہے۔ مگر قرآن وہ کتاب ہے جسے پڑھنے کے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔''

(انوار العلوم جلد 13 ص 373)

اعلیٰ اور بے نقص تعلیم

''اتفاق واتحاد اس طریق سے پیدا ہوتا ہے جو (دین) نے بتایا ہے۔ اور جس کی تلقین اس نے اپنے پیرووٴں کو کی ہے کہ اپنی حکومت کی اطاعت کرو۔ ایسی اعلیٰ اور بے نقص تعلیم اور کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا۔ دیگر مذاہب اپنے اپنے مذہب کے بادشاہ کی اطاعت کی تعلیم تو دیں گے اور اس کی فرمانبرداری کا بھی حکم کریں گے۔ مگر قرآن کریم کے سوا اور کسی مذہب کی کتاب میں یہ نہیں ہوگا کہ غیر مذہب کے حکمران کی بھی اطاعت کرو.......... قرآن .... کہتا ہے کہ تمہارا حاکم خواہ کوئی ہو تم نے جو اس سے اطاعت اور فرمانبرداری کا معاہدہ کیا ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرنا اور اس کی ضرور اطاعت کرنا۔

......قرآن کریم نے یہ ایسا اصل بتا دیا ہے کہ اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو ہونے والی نصف جنگیں اسی سے رک سکتی ہیں''۔ (انوار العلوم جلد 4 ص 6)

قرآن کریم نام میں منفرد

''قرآن کریم کلام اللہ کے نام میں منفرد ہے۔ جس طرح کعبہ بیت اللہ کے نام سے دوسرے بیوت سے منفرد ہے۔ خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بیت اللہ قرار دیا ہے اور قرآن کریم کو کلام اللہ قرار دیا ہے۔ کعبہ کو بھی یہ نام اس لئے دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے بنوایا تھا۔ اگر دوسرے مقامات کو بھی خدا تعالیٰ بنواتا تو وہ منسوخ نہ ہوتے۔ چونکہ دوسرے گھروں نے منسوخ ہونا تھا۔ اس لئے انہیں یہ نام نہ دیا گیا۔ اسی طرح قرآن کریم نے بھی چونکہ ہمیشہ قائم رہنا تھا اسے بھی کلام اللہ کی صورت میں نازل کیا گیا اور اسے یہ نام دیا گیا تا کوئی اپنا کلام اس میں داخل نہ کر سکے۔''

(انوار العلوم جلد نمبر 12 ص 425)

جامع کتاب

''قرآن شریف ایک جامع کتب ہے اس میں سے سب کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ تدبیر اور غور سے پڑھا جائے۔ دیکھو میں چونکہ صحت کا کمزور تھا اور شروع سے ہی مدرسہ میں میرا لحاظ کیا جاتا تھا۔ اس لئے پرائمری سے انٹرنس تک میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ مگر میں نے صرف قرآن مجید پڑھا۔ فلسفہ، منطق وغیرہ میں نے نہیں پڑھا۔ مگر اب تک میں خدا کے فضل سے اور صرف قرآن مجید پڑھنے کے باعث ہر ایک بڑے انسان سے، غیر مذاہب کے پیشواوٴں سے، بڑے بڑے لیکچراروں اور مدبروں سے گفتگو کرنے پر کبھی بھی نہیں جھجکا اور نہ کسی بڑے سے بڑے لیکچرار، پرنسپل، بشپ تک نے میرے سامنے کبھی گفتگو کی جرأت کی......مگر یہ میرے ذہن کی کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ میرے پاس قرآن کی تلوار ہے۔ پس اگر تم بھی قرآن، حدیث اور احمدیت کی کتابیں پڑھو گے تو پتہ لگے گا کہ (دین) کیسا عمدہ مذہب ہے.......... تمہارے پاس قرآن کا ہتھیار ہونا چاہئے''۔ (انوار العلوم جلد نمبر 12 ص 556)

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریقہ

''قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے۔ اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہوسکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک دن ہی سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا۔'' (انوار العلوم جلد نمبر 10 ص 92)

خدا کے مقرب بننے کا ذریعہ

''ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ خواہ کوئی اسی برس کا بوڑھا ہی کیوں نہ ہو پھر بھی قرآن کریم کے پڑھنے اور معنی سیکھنے کی کوشش کرے۔ کون کہتا ہے کہ بڑی عمر میں پڑھا نہیں جاتا۔ جس طرح وہ دنیا کے کاموں میں محنت کرتے اور مشکلات اٹھاتے اور وقت صرف کرتے ہیں اگر اس کا نصف حصہ بھی قرآن شریف کے سیکھنے میں لگائیں تو سیکھ سکتے ہیں۔ یہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ تو پڑھ لے۔ اور انسان با خدا انسان بنے نہ کہ میاں مٹھو بنے۔ قرآن شریف کے معنے نہ سمجھنا اور یونہی پڑھنا میاں مٹھو بننا ہے۔ پس تم ترجمہ سیکھو اور معنی اور مطلب سمجھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے.......... جب سیکھ جاوٴ گے تو اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش

کروگے۔ جب عمل کروگے تو خدا تعالیٰ کے مقرب بن جاؤگے۔" (خطبات محمود جلد نمبر 1 ص 171)

قرآنی انوار و عرفان

"ہزاروں لاکھوں کتابیں دنیا میں تصنیف کی گئی ہیں۔......... دنیا میں ہزاروں لائبریریاں ہیں اور ان میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں۔ اور اس سے پہلے کروڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ اور تباہ ہوگئیں۔ بعض کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی سو سو جلدیں ہیں مگر ان سب کتابوں کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چھوٹی سی کتاب ملی۔ جسے لوگ حفظ بھی کر لیتے ہیں۔ مگر اس کے نور اور عرفان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر وسیع معانی اور مفہوم رکھتا ہے۔ اس کی ایک آیت کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی کتاب ہیچ ہے۔ زبان اتنی شیریں ہے کہ بڑے سے بڑا ماہر اس کو سن کر دنگ رہ جاتا ہے۔......... تمام انسانی ضرورتوں کا علاج اور ہر قسم کی ہدایات اس میں موجود ہیں۔ (انوار العلوم جلد نمبر 17 ص 16-17)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشادات

خدا تک پہنچنے کا راستہ

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو قرآن ہے۔ یعنی پہلی تمام کتب سماویہ کی بنیادی حقیقتیں اس کے اندر جمع ہیں۔ دراصل پہلی کتب سماویہ کی تمام بنیادی حقیقتیں قرآن کریم کا ہی حصہ ہیں اور پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت کے مطابق قرآن کریم کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا.........اب اگر کوئی شخص یہ کہے جیسا کہ بعض دفعہ بعض عیسائی یا بعض ہندو کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی خدا کی عبادت کرتے ہیں تم بھی خدا کی عبادت کرتے ہو، تم اپنی عبادات کرتے جاؤ۔ ہم اپنی عبادات کرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے جو راہیں مجھ تک پہنچنے کے لئے بنی نوع انسان کے سامنے رکھی گئی تھیں وہ اب سب منسوخ ہوگئیں اب مجھ تک پہنچنے کا راستہ قرآن کریم کا راستہ ہی ہے۔ اس کی ایک موٹی مثال یہ ہے۔ پہاڑ پر سفر کرتے ہوئے کئی جگہ آپ کو نظر آئے گا کہ بعض جگہ پہلے سڑک ہوتی تھی بارشیں ہوئیں یا پہاڑ گرے یا مرور زمانہ کے نتیجہ میں وہ میٹلڈ روڈ (Metalled Road) جو تھی وہ بالکل اکھڑ پکھڑ گئی اور ناقابل استعمال ہوگئی یا پُل گر گیا اور وہ پل دوبارہ بنایا نہیں گیا لیکن اس کی بجائے ایک نئی فراخ سڑک بنا دی گئی اب کوئی اگر یہ کہے ٹھیک ہے یہ بھی ایک راستہ ہوا کرتا تھا میں اس نئے راستہ پر موٹر لے جاؤں میں اس پرانے راستہ پر لے جاتا ہوں۔ تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے وہ کھڈ میں گر پڑے گا اور مارا جائے گا۔ آخری راستہ زیادہ وسیع، زیادہ اچھا حکومت وقت نے عوام کے استعمال کے لئے بنایا ہے جو اس پر چلے گا وہی اس جگہ تک پہنچے گا۔ جہاں تک یہ راستہ پہنچاتا ہے۔ یہ ایک موٹی مثال ہے مادی دنیا کی۔

قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے سب دنیا کی پہلی کتب کو منسوخ کر دیا۔ اب ان کی پیروی کے نتیجہ میں تم لوگ مجھ تک نہیں پہنچ سکتے اگر میری رضا کی راہوں کی تلاش ہو۔ اگر تم میرے قرب کو ڈھونڈنے والے ہو تو صرف قرآن کریم کا ہی بتایا ہوا وہ صراط مستقیم ہے جو میرے تک پہنچا سکتا ہے۔ پہلی کتب میں اب یہ طاقت نہیں رہی ہے۔ کیونکہ انسانی ایراد (اعتراض، عیب جوئی) نے پرانی شریعتوں کو خطرناک اور مہلک بنا دیا ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 324)

ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ

حضرت مسیح موعود نے ایک زندہ کتاب ہمارے سامنے رکھی اور فرمایا کہ قرآن کریم کے علوم پیچھے ہی نہیں رہ گئے۔ بلکہ قیامت تک کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے مواد اس میں موجود ہیں۔ علمی لحاظ سے کوئی الجھن پیش آئے کوئی مشکل مسئلہ ہو۔ قرآن کریم پر غور کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اس کا یہ مطلب ہے اور باوجودیکہ حضرت مسیح موعود نے...... خدا تعالیٰ کی توحید کے ثبوت میں اور قرآن کریم کی صداقت کے ثبوت میں اور نبی اکرم (ﷺ) کی شان میں بے شمار دلائل اور براہین پیش کئے ہیں۔ پھر بھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ قرآنی علوم کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ بلکہ فرمایا کہ غور کرو، تدبر کرو، بار بار پڑھو اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کریم کے علوم سے منور کرے وہ نئے سے نئے مضامین تمہیں سکھاتا چلا جائے گا۔

قرآن ایک ایسا خزانہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے اور اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ اگر انسان کے دل میں واقعی نور ہو اور اس کے دماغ میں فراست ہو تو اس کے ایک موتی کی کوئی قیمت نہیں ڈالی جا سکتی۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کے جواہرات بالکل لاشئی ہیں.........

احمدیت ہمیں سکھاتی ہے کہ قرآن کریم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اس کی برکات سے مستفیض ہوں۔ (خطبات ناصر جلد اول ص 475-474)

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ

قرآن کریم ایک کامل کتاب شریعت ہے۔ کوئی شرعی حکم ایسا نہیں جو اس میں بیان ہونے سے رہ گیا ہو اور دین و مذہب کے متعلق جتنی بھی تفصیل انسان کے لئے ضروری ہے۔ وہ ساری کی ساری اس کتاب میں بیان کر دی گئی ہے۔ پس اس کی اتباع اللہ تعالیٰ کی انتہائی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ....جو احکام شریعت قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ اگر تم ان کو سیکھو گے اور ان پر عمل کرو گے۔ تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بلند مرتبہ اور رفعت اور بزرگی عطا کرے گا۔ اور اتباع قرآن کے ذریعہ آسمانی (روحانی) رفعتوں کے وہ دروازے جو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو ڈھونڈنے والوں کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ تم پر کھولے جائیں گے۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 297)

سراپا برکت

میں......... ہر احمدی.........کو عموماً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی محض تلاوت کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ہمارا تعلق ہو۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآن کریم کا اثر قبول کریں۔ یہ کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہے کہ آپ نے اس کی تلاوت کی اور اس کا آپ کو فائدہ پہنچ گیا۔ گو قرآن کریم سراپا برکت ہے۔ اس کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ تو برکت مل جائے گی۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وہ برکت نہیں ملے گی جس کے لئے قرآن کریم کا نزول ہوا تھا۔

(خطبات ناصر جلد چہارم ص 254)

ہر قسم کی بھلائی قرآن میں ہے

قرآن کریم کا دعویٰ یہ ہے اور ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ انسان کے درختِ وجود کی ہر شاخ کی پرورش کرنے والا ہے۔ یہ انسان کی جزوی ترقی کے لئے نازل نہیں ہوا بلکہ اس کی کلی ترقی کے لئے نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی بھی استعدادیں، قوتیں اور صلاحیتیں دی ہیں، ان کی کامل پرورش کے لئے قرآن کریم میں مکمل تعلیم موجود ہے۔ اس واسطے یہ ایک عظیم کتاب ہے۔ ہر احمدی بچے، جوان، بوڑھے اور ہر احمدی مرد اور عورت کو چاہئے کہ وہ اس عظیم کتاب پر غور کیا کرے۔ تمام احمدی اس پر غور کریں اور غور کریں اور اس میں سے اپنی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی لذتوں کے سامان تلاش کریں کیونکہ حقیقت یہی ہے اور اسی کی طرف آج ہمیں حضرت مسیح موعود ......کے ذریعہ پکڑ کر سختی کے ساتھ جھنجھوڑ کر لایا گیا ہے۔ فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 78) ہر قسم کی بھلائی قرآن کریم میں ہے اس پر غور کرو اور ہر اچھی بات اس میں تلاش کرو۔

(خطبات ناصر جلد چہارم ص 292)

انقلابی تحریکوں سے بچنے کا نسخہ

ہمارے بعض نوجوان انقلابی تحریکوں کا تھوڑا بہت اثر قبول کر لیتے ہیں ان کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ اثر قبول کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ تو دنیا کے قائد اور معلم بنائے گئے ہیں۔ وہ شاگرد اور بھک منگے نہیں بنائے گئے۔ انہیں کچھ حاصل کرنے کے لئے کسی کے سامنے اپنا کشکول رکھنے کی ضرورت نہیں ہے پس میں اپنے نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ تم دنیا کو رشد و ہدایت دینے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ دنیا سے کچھ لینے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ دنیا تم سے وہ کچھ حاصل کرے گی جسے تم آج نہیں سمجھتے مگر میں اسے جانتا ہوں ممکن ہے بعض لوگ یہ کہہ دیں کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے۔ لیکن میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ دنیا تم سے وہ کچھ حاصل کرے گی کہ اس نے نہ سرمایہ داری انقلاب سے وہ چیز حاصل کی نہ اشتراکی انقلاب سے اور نہ چینی سوشلسٹ انقلاب سے اس چیز کو حاصل کیا ہے۔ پس جو چیز تم نے دنیا کو دینی ہے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اور ایک عظیم انقلاب کی شکل میں اس کی تم اپنے اندر اہلیت پیدا کرو تا کہ تم وہ چیز یعنی رشد و ہدایت دنیا کو اپنے وقت پر دے سکو۔

(خطبات ناصر جلد چہارم ص 370)

کامل عبادت اور حقیقی اطاعت کے سامان

سورہ زمر کی......... رو سے یہ پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں ایک بہترین کتاب اتاری ہے جس نے پہلی صداقتوں کو بھی اپنے اندر لیا ہوا ہے اور ایک نئی اور عظیم تعلیم بھی اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ انسان کو یہ حکم دیا کہ کامل عبادت اور حقیقی اطاعت کے سب سامان اور وسائل اس کتاب میں رکھ دیئے گئے ہیں لیکن اس کے اثر کو قبول کرنے کے لئے دو چیزیں بڑی ضروری ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی خشیت اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے ذاتی اور خالص محبت......... ان دونوں چیزوں کی بھی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے۔ جسے پانا (ہر شخص کے دائرہ استعداد میں) ممکن ہے۔ لیکن جو شخص ابتداء نہیں کرتا وہ انتہا تک پہنچنے کی امید نہیں رکھ سکتا.........اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن کریم کے پڑھنے کی بھی توفیق بخشے اور قرآن کریم کے اثر کو قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 260)

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

جو دین......... اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے اور جو شریعت کامل ہے وہ قرآن کریم میں ہے پس (۔) فرمایا کہ اگر تم اپنے ربّ کو راضی کرنا چاہتے ہو اگر تم اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو اگر تم اس سے تعلق محبت قائم کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے صرف یہی راہ ہے کہ قرآن کریم کی پوری اتباع کرو اور اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ ہماری تمام روحانی، اخلاقی، دینی اور دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے سب سامان قرآن کریم میں موجود ہیں اور اگر ہم ان روحانی اسباب سے فائدہ اٹھائیں اور ان پر عمل کریں تو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکتے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص 220)

ہماری زندگی، ہماری روح

قرآن کریم ہماری زندگی اور روح ہے۔ اگر اس

روح کو ہم اپنے نفسوں اور ماحول میں زندہ نہ رکھیں تو دوسرے لاشوں کی طرح ہم بھی ایک لاشہ ہوں گے۔ خدا کی نگاہ میں ایک زندہ فرد یا ایک زندہ جماعت نہیں سمجھے جائیں گے۔ میں نے موصی صاحبان اور موصی صاحبات سے بھی کہا تھا کہ وہ کم از کم دو افراد کو ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم سکھائیں۔ اگر ترجمہ نہ آتا ہو اور اگر ترجمہ آتا ہو تو پھر اس کی تفسیر سکھائیں۔ قرآن کریم ناظرہ آنا چاہئے اس کا ترجمہ آنا چاہئے اور اس کی تفسیر آنی چاہئے۔ غرض قرآن کریم کو سمجھنے کی قابلیت پیدا کرنی چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص690)

بے مثال قوم

قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے اس میں اتنا حسن ہے کہ انسانی احساس اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور یہ مبالغہ نہیں کیونکہ یہ حسن اس قسم کا ہے کہ عقل احساس انسانی کو بھی حسن بخشتا ہے اور قرآن کریم میں اس قدر نور ہے کہ دنیا کی کوئی روشنی اس کے نور سے مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس لئے نہیں کہ یہ ہماری خوش فہمی ہے بلکہ اس لئے کہ ہمارے ربّ نے یہ فرمایا ہے کہ سورج کو بھی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے طفیل دیا گیا جو طفیلی انوار ہیں ان کا مقابلہ حقیقی انوار سے نہیں کیا جا سکتا.......... قرآن عظیم میں کامل حُسن اور کامل تعلیم اور کامل ہدایت پائی جاتی ہے اور اس بے مثل اور واحد و یگانہ کی ذات کے پَرتو نے کتاب عظیم کو بھی بے مثل بنا دیا ہے۔ اگر ہم اس کے احکام اور اس کی شرائع پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم بھی ایک ایسی قوم بن جائیں گے جس کی مثال دنیا میں نہ ہوگی۔ دنیا ہمارے وجود میں اس قدر حسن، محبت اور پیار اور ہمدردی اور غم خواری اور حسن سلوک دیکھے گی کہ اس کی مثال.......... کہیں نظر نہ آئے گی۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص555-556)

علوم کے غیر محدود خزانے

نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے۔ قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم کے ترجمہ کی طرح ایسی نہیں کہ پڑھ لیا اور آ گیا اور کام ختم ہو گیا کیونکہ قرآن کریم میں تو علوم کے غیر محدود خزانے ہیں۔ اسی لئے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر موصی کو قرآن کریم کی تفسیر آتی ہو۔ دنیا میں ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آئے گا جو قرآن کریم کی پوری تفسیر جانتا ہو کیونکہ اس کتاب مکنون سے نئے سے نئے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم مختلف علوم کی طرف راہنمائی کرتا ہے بہرحال قرآن کریم کی تفسیر کو پورے طور پر حاصل کر لینا تو ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے اور یہ فرض ہے ہر احمدی کا (خصوصاً نظام وصیت میں منسلک ہونے والوں کا) کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علوم قرآنی کے حصول کی کوشش میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالتا رہے۔ اگر موصی قرآن کریم سے غافل ہوں اور جاہل ہوں موصی ہونے کی بنیادی شرط کو پورا نہیں کرسکتے اس لئے ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص561)

انسانی عزت اور شرف کے لئے

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک اور عظیم نعمت جس کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ شرف انسانی ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات پر اس انسانی شرف کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں خدائے رحمان جس نے اس کامل کتاب کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے یہ اعلان کرتا ہوں کہ قرآن کریم کو شرف انسانی کے قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہارا شرف اور تمہارا مرتبہ، تمہاری عزت اور تمہارا احترام قائم ہو۔ غرض انسان کی عزت اور اس کے شرف کو قائم کرنے کے لئے قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ اس بنیادی نکتہ کو بھول جانے کی وجہ سے دنیا میں بدامنی اور بے چینی، فساد اور ظلم کا دور دورہ ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جسے.......... نے فراموش کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دن بدن تنزل کی گہرائیوں میں اُترتے چلے گئے جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے امیر غریب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کا مرتبہ اور شرف اور عزت ایک جیسی بنائی ہے بنیادی طور پر انسان شرف کے لحاظ سے تمام لوگ باہم برابر و یکساں ہیں۔ قرآن کریم نے انسانی شرف اور عزت میں باہم مساوات کا اعلان کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہاں تک کہلوایا.......... فرمایا۔ اے اشرف المخلوقات جہاں تک اشرف المخلوقات ہونے کا سوال ہے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں اور تم بھی میرے جیسے ایک انسان ہو یہ واقعی شرف انسانی کے قیام کے لئے بڑا عظیم الشان اعلان ہے اور...... کی بڑی ہی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو فراموش کرتے چلے آنے کی وجہ سے نقصان اُٹھاتے چلے آ رہے ہیں۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص919)

ممتاز مقام

اگر تم اپنی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم کو چنو گے اور پسند کرو گے تو تمہیں بھی ایک امتیازی مقام دیا جائے گا اور تمہیں اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کرنے کی توفیق دے گا اور قرآن کریم کی روحانی برکات کے طفیل تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو صحیح کو غلط سے اور ظلمت کو روشنی سے جدا کرتا چلا جائے گا اور تمہاری راہ کو سیدھا اور آسان کر دے گا.......... غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ قرآن کریم میں بہت بڑی روحانی تاثیرات پائی جاتی ہیں اور تم اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق ڈھالو اور ان احکام کے مطابق اپنی زندگی کے دن گزارو جو قرآن نے بتائے ہیں اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو تمہاری عقل میں جلا پیدا ہو جائے گا اور دوسری طرف جتنا جتنا تقویٰ تم حاصل کرو گے جس قدر مقام قرب کو تم پالو گے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے رموز تم پر کھولے گا اور تمہیں اپنا مقرب بنا لے گا وہ ایک امتیازی نشان تمہیں دے گا یہ ممتاز مقام ایک (۔) کی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص425)

معرفت کا سمندر

عقل کبھی صحیح راستہ پر چلتی اور کبھی بھٹک جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری عقلوں کو شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں روشنی عطا کروں گا اور ان عقلوں میں ایک جلا پیدا کروں گا پھر تم دُنیا کے معلّم بن جاؤ گے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا کرلو اور پھر قرآن کریم جو علموں کا خزانہ اور معرفت کا سمندر ہے وہ تمہیں دیا گیا ہے اس لئے کم علمی اور سفاہت اور حُمق کا تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اس سمندر میں غوطہ لگانا ضروری ہے۔

(خطبات ناصر جلد سوم ص510)

علم کا نہ ختم ہونے والا خزانہ

قرآن کریم کے اصول پر جس عقل کو جس دماغ کو سوچنے اور قرآن کریم کی بتائی ہوئی نہج پر غور کرنے کی عادت پڑ جائے اس کے لئے دُنیا میں.......... ٹھوکر کھانے کا خطرہ کم ہو جاتا ہے ویسے انسان انسان ہے وہ ٹھوکر تو کھائے گا لیکن دوسروں کی نسبت خطرہ کم ہو جائے گا۔

بہرحال قرآن کریم کی شریعت عقل کو جلا دینے والی ہے۔ اگر کسی نے ٹھوکر کھائی ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے قرآن کریم ذمہ دار نہیں ہے۔ اُس نے خود کہیں نہ کہیں قرآن کریم کے طریق کو چھوڑا اور اس کے نتیجہ میں ٹھوکر کھائی ہے۔.......... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خواہ تم کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہو یا کسی بھی زمانہ میں پیدا ہوئے ہو تو قرآن کریم کی شریعت پر عمل کر کے کم علمی کے نتیجہ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ قرآن کریم تو تمہارے سامنے علم کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ تم مطہر بنو قرآن کریم کے علمی خزانوں کی چابیاں تمہارے ہاتھ میں دے دی جائیں گی پھر تم اس سے فائدہ اُٹھانا۔ تمہیں جہالت کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔ (خطبات ناصر جلد سوم ص502)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشادات

روحانی بیماری کا علاج

’’قرآن کریم...... کیسی عظیم کتاب ہے جس کی نظر سے کوئی باریک سے باریک روحانی بیماری بھی چھپی ہوئی نہیں کہ پھر ان کا علاج بتاتی ہے اور اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کرو...... اللہ سے تعلق ہے جو دراصل آپ کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار اور ایسا ذاتی اور قطعی تعلق پیدا کیا جائے کہ جس کے مقابل پر دنیا بالکل حقیر اور بے معنی اور بے حقیقت نظر آنے لگے‘‘۔

(خطبات طاہر جلد2 ص501)

سب سے بڑھ کر قرآن کریم

’’قرآن کریم نے مختلف انبیاء کو مختلف صفات حسنہ سے متصف دکھایا ہے اور وہ تمام صفات حسنہ جو مختلف انبیاء میں نمایاں شان کے ساتھ نظر آتی ہیں وہ تمام کی تمام بلکہ ان سے شان میں بہت بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے مبارک وجود میں جمع ہو گئیں...... دل یقین سے بھر گئے کہ اللہ کے سارے نبی پاک تھے اور سب سے زیادہ پاک حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے۔ اللہ کی طرف سے تمام کتابیں حکمت اور سچائی پر مبنی تھیں اور سب کتابوں سے بڑھ کر قرآن کریم تھا جو سچائی اور حکمت پر مبنی ہے اور ہمیشہ رہے گا‘‘۔

(خطبات طاہر جلد2 ص306 تا314)

ایک کامل کتاب

’’قرآن کریم ایک کامل کتاب ہونے کے لحاظ سے ہر مضمون کے ہر پہلو کو بیان فرماتا ہے اور ہر خطرہ کو پیش نظر رکھ کر اس کا حل پیش کرتا ہے...... کیسی حیرت انگیز کتاب ہے! جوں جوں آپ اس پر غور کریں اس کے عاشق ہوتے چلے جاتے ہیں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد2 ص585)

قرآن کریم کا طرز کلام

’’حسنات سے برائیاں دور ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کا یہ طرز کلام دنیا کے عام تصور سے بالکل مختلف ہے یہ نتیجہ کہ حسنات برائیوں کو دور کرتی ہیں عام انسانی فہم نے جو نتیجے اخذ کئے ہیں یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کوتاہ نظر انسان عام طور پر غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ بدیاں زیادہ طاقتور اور نیکیاں کمزور ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ بدی اس میں راہ پا گئی اور جوں جوں بدی داخل ہونا شروع ہوئی اس نے نیکی کو دھکیل کر باہر کرنا شروع کیا۔ قرآن کریم حیرت انگیز عقل و دانش کی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو انسانی فطرت کی غلطیوں کی اصلاح

کے ساتھ اس کے اخذ کئے ہوئے نتیجوں کی درستی کرتی ہے اور پھر اس کی صحیح راہنمائی بھی فرماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حسنات طاقتور ہیں اور بدیاں کمزور ہیں۔ وہ قومیں جن میں تم بدیاں دیکھتے ہو دراصل ان میں پہلے خوبیاں اور حسنات غائب ہونا شروع ہوئیں چونکہ خلا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حسنات کے نہ ہونے کے نتیجہ میں لازماً بدیاں اس کی جگہ پہنچ جاتی ہیں۔ انسانی فطرت میں خلا نہیں رہ سکتی۔ انسانی مزاج بغیر کسی چیز کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نیکیاں موجود رہتی ہیں وہ حفاظت کرتی ہیں اور بدیوں کو اندر داخل نہیں ہونے دیتیں۔ بدیاں تو ایک منفی پہلو ہے جیسے روشنی کے مقابلے پر اندھیرا ہے۔ اگر روشنی نہیں ہوگی تو اندھیرے نے تو آنا ہی ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 2 ص 404,403)

قرآنی نصب العین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... ہر قوم کا ایک نصب العین ہوا کرتا ہے۔ ایک مقصود اور مطلوب ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے...... تمہارے لئے میں یہ نصب العین مقرر کرتا ہوں کہ ہر اچھی بات میں ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ، کتنا عظیم الشان اور کتنا وسیع پروگرام ہے اور کتنے اعلیٰ مقاصد ہیں اس پروگرام کے ہر حصے کے۔ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صرف عبادتوں میں آگے نکل جاؤ یا صرف فلاں خوبی کو اختیار کرو، اور اس میں آگے نکلو بلکہ فرمایا کہ تمہارا نصب العین ہر خوبی میں آگے بڑھ جانا ہے۔ دیکھئے ایک نہایت مختصر بات میں دنیا کی ہر بھلائی کو رکھ دیا گیا اور پھر اس بھلائی کے اعلیٰ رخ کو بیان کیا گیا اور اس میں سے بھی جو چوٹی کا حصہ ہے وہ (فرمانبرداروں) کے لئے مقرر کیا گیا۔

پس اس نقطہ نگاہ سے جماعت احمدیہ کے سامنے قرآن کریم نے جو منصوبہ رکھا ہے وہ انسانی زندگی کی ہر دلچسپی پر حاوی ہے۔ وہ دین پر بھی حاوی ہے اور دنیا پر بھی حاوی ہے۔ وہ معاشیات پر بھی حاوی ہے اور اقتصادیات پر بھی حاوی ہے۔ وہ تمدن پر بھی حاوی ہے اور تہذیب پر بھی حاوی ہے۔ وہ حاوی ہے ہماری تجارت پر، وہ حاوی ہے ہماری سائنس پر وہ حاوی ہے ہماری صنعت اور حرفت پر اور وہ ہماری کھیلوں پر بھی حاوی ہے۔ غرضیکہ انسانی زندگی کی دلچسپیوں کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں جو سوچا جاسکتا ہو اور یہ آیت ایک مومن کو اس میں آگے بڑھنے کی تعلیم نہ دے رہی ہو''۔ (خطبات طاہر جلد 2 ص 218,217)

قرآن کریم کا انداز بیان

''قرآن کریم ہر جگہ جذبات سے کام لیتا ہے، کہیں جذبات کو ابھارتا ہے کہیں ان کو مناسبت عطا کرتا ہے، ان کو توازن بخشتا ہے، جس طرح ایک سائنٹسٹ (Scientist) توانائی سے کام لے رہا ہوتا ہے اس سے بہت زیادہ عقل اور فراست کے ساتھ قرآن کریم انسانی توانائی کو توازن بخشتے ہوئے ان کو کارآمد چیزوں پر لگاتا ہے...... قرآن کریم صرف اچھے خیالات یا اچھے کلمات پر بات کو نہیں چھوڑتا بلکہ اس سے زیادہ استفادہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ایک ایسی عظیم الشان روحانی سائنس کا کلام ہے کہ کوئی اس کی نظیر دوسری جگہ آپ کو نظر نہیں آئے گی...... (فرمایا) من کان یرید العزۃ ...... (فاطر:11) جو کوئی بھی عزت کی تمنا رکھتا ہے وہ سنے کہ للّٰہ العزۃ جمیعاً ہر قسم کی تمام تر عزتیں اللہ ہی کے پاس ہیں اس لئے عزتوں کے لئے خدا کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ جب دنیا ذلیل کر رہی ہو تو اور زیادہ توجہ اس کی طرف مبذول ہونی چاہئے کہ عزتیں خدا کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے عزت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ لیکن خدا کے ہاں عزت پانے کا طریق کیا ہے؟ فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب تمہارے جو پاک کلمات ہیں نیک ارادے، نیک تمنائیں، حمد اور تسبیح، دعائیں اور عبادتیں یہ ساری چیزیں خدا کی طرف حرکت کرتی ہیں اور آسمان کی طرف بلندی کی طرف اٹھتی ہیں۔

چنانچہ اس منظر کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی ہو رہا ہے۔ لیکن فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھ لینا کہ محض جذبات کے نتیجہ میں براہ راست دل سے اٹھنے والی دعائیں براہ راست اٹھنے والے خیالات جو کسی انسانی عمل میں سے گزر کر نہیں جاتے وہ اتنے بلند ہو سکتے ہیں کہ خدا تک پہنچ جائیں۔ اس جذبات کے پانی کو اپنے اعمال کی مشین میں سے گزارو پھر وہ طاقت پیدا ہوگی جس کے نتیجہ میں تمہاری باتیں آسمان تک پہنچا کریں گی۔ کیونکہ بلندی کی طرف چڑھنا بغیر توانائی کے ممکن نہیں ہے۔ کسی دنیا کی کتاب میں آپ ایسا کلام، اس کا ادنیٰ سا نمونہ بھی نہیں دیکھ سکتے جیسا کہ قرآن کریم میں ہمیں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ فرماتا ہے بہت اچھی بات ہے تم دعائیں کرتے ہو، تم تسبیح کرتے ہو، تم تحمید کرتے ہو اور اللہ کا ذکر کرنے لگ گئے، خدا کے حضور رونے لگ گئے، دعائیں کرنے لگے گئے لیکن فرمایا کہ یہ نہ گمان کر لینا کہ یہ سیدھی چیزیں آرام سے اوپر پہنچ جائیں گی اور خدا کے عرش کو ہلا دیں گی۔ فرمایا والعمل الصالح یرفعہ عمل صالح ضروری ہے ان کو بلندی عطا کرنے کے لئے وہ توانائی جو عمل صالح مہیا کرتا ہے۔ اس کی طاقت سے پاک کلام اوپر چڑھا کرتا ہے۔ ورنہ اس میں اوپر چڑھنے کی طاقت کوئی نہیں ہوگی۔ مشین تو ایک بن جائے گی لیکن توانائی کے بغیر حرکت میں نہیں آ گئے گی۔ کیسا عظیم کلام ہے۔ کتنا گہرا فلسفہ...... بیان فرما دیا۔ (خطبات طاہر جلد 3 ص 687 تا 689)

تلاوت قرآن کریم کا گہرا اثر

خواہ کوئی دہریہ ہو یا غیر دہریہ، قرآن کریم کی تلاوت اس کے دل پر گہرا اثر کرتی ہے۔ قرآن کریم میں یہ طاقت ہے کہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم (الزمر:24) انسان کے اندر ایک قسم کا تزلزل پیدا کر دیتی ہے اور وہ خدا کی عظمت کے احساس سے کانپنے لگ جاتا ہے.......

میں نے ایسے لوگوں سے بارہا گفتگو کی ہے...... یورپ میں بھی کئی جگہ گفتگو کا موقعہ ملا۔ جو عیسائی کہلانے والے ہیں ان سے بھی اکثر عملاً دہریہ ہو چکے ہیں۔ ان کے اندر کوئی ایسی دلچسپی نہیں ہوتی تھی کہ ہم ایک دم عیسائیت اور (دین حق) کی باتیں شروع کر سکتے۔ اس لئے ایسی مجالس منعقد ہوتی تھیں جن میں ان کے ہر قسم کے سوالات کے جواب قرآن کریم کی رو سے دیئے جاتے تھے۔ نتیجۃً جب وہ دیکھتے تھے کہ ان کے دنیاوی سوالات کا حل قرآن کریم میں ہے تو پھر ان کے اندر دلچسپی پیدا ہوتی تھی''۔

(خطبات طاہر جلد اول ص 316)

عالمگیر نبی کا عالمگیر پیغام

''قرآن کریم...... فرماتا ہے...... محمد مصطفیٰ ﷺ نہ کسی قوم کے لئے ہیں نہ کسی ایک مذہب کے لئے ہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے خدا نے ان کو بنا کر بھیجا ہے اور یاایھا الذین اٰمنوا کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا بلکہ فرمایا قل یا ایھا الناس ...... کہ اے محمدؐ! یہ اعلان کر دے اور ان کے دماغوں کی پیدا کردہ ہر قسم کی غلط فہمیاں دور کر دے...... اے بنی نوع انسان! اے آدم کی اولاد! جو روئے زمین پر بستے ہو مجھے خدا نے تم سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور کیوں نہ ہو۔ میں اس خدا کی باتیں کرنے آیا ہوں...... جو زمینوں کا بھی خدا ہے اور آسمانوں کا بھی خدا ہے وہ ساری کائنات کا مالک ہے...... ایک ہی خدا ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے وہی ہے جو مارتا ہے۔ پس اے زندگی کے خواہاں! میری طرف آؤ! اور اے موت سے ڈرنے والو! تم بھی میری طرف آؤ کیونکہ آج اس خدا کی ملوکیت میں تقسیم کر رہا ہوں۔ اس کی ملکیت میں تقسیم کر رہا ہوں۔ جو زندگی اور موت کا خدا ہے۔ یہ اعلان ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا جو تمام بنی نوع انسان کو خیر میں شامل کر رہا ہے، کسی کو اپنے خیر کے ایک ذرے سے بھی باہر نہیں نکال رہا۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص 422,421)

قرآن کریم کی بیان فرمودہ تاریخ

''مقابلے ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں اور ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نہ مخالفین نے اپنی اصلاح کا طریق کبھی بدلا ہے نہ ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔ نہ خدا کے نام پر آواز بلند کرنے والوں نے اپنا طریق کبھی ان کی وجہ سے بدلا ہے اور نہ ان سے توقع کی جاسکتی ہے۔ اس تاریخ اور اس مقابلہ کا خلاصہ قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا...... تمہارے لئے تمہارا دین ہے۔ تم جو سمجھتے ہو کرو لیکن میرے دین کو تم تبدیل نہیں کر سکتے۔ میرا دین ایک غیر مبدل دین ہے یعنی میرا چلنے کا طریق، وہ مسلک جس پر میں قائم ہوں یہ مسلک ازل سے اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ کبھی تبدیل نہیں ہوسکا۔ کسی تلوار نے اس مسلک کو تبدیل نہیں کیا اور تمہاری طرز حیات، تمہارا مسلک بھی ایک غیر مبدل مسلک ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا آغاز فرمایا اس دنیا میں نبوت کے مخالفین ہمیشہ یہی طریق اختیار کرتے آئے۔ پس قرآن کریم جس تاریخ کو بیان فرماتا ہے وہ ایک غیر مبدل تاریخ ہے اس میں کبھی کوئی تبدیلی آپ نہیں دیکھیں گے۔ ایک اللہ کی سنت ہے ایک اللہ کے مخالفین کی سنت ہے اور دونوں سنتیں اپنی اپنی جگہ پر قائم چلی آ رہی ہیں۔ اس کے بعد انسان کا کام ہے یہ فیصلہ کرنا کہ دونوں میں سے صالح کون ہے مصلح کون ہے۔ کون صلاح پر قائم ہے اور کون حقیقتاً دوسرے کی اصلاح کر رہا ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 3 ص 191)

قرآنی شرعی عدالت

''قرآن کریم میں دو طریق پر شرعی عدالتوں کو قائم فرمایا اور آزاد کر دیا کہ سارے بنی نوع انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں رحمۃ للعالمین یعنی آنحضرت ﷺ پر جو تعلیم نازل ہوئی ہے وہ ایسی عظیم رحمت ہے ساری کائنات کے لئے رحمت ہے کہ اگر انگریز بھی اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی شریعت...... کے مطابق فیصلہ کرنے کا مجاز ہو جائے گا۔ اگر یہودی اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی مجاز ہو جائے گا۔ اگر ہندو اس پر عمل کرے گا تو وہ بھی مجاز ہو جائے گا۔ دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ عدل پر قائم رہو اگر عدل نہیں ہوگا تو پھر شریعت کے ساتھ فیصلوں کا کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے ...... باتوں کو اپنے فقیہوں یا مولویوں کی طرف نہ لوٹایا کرو۔ اگر فیصلہ دیتے وقت تم قرآن اور سنت کی طرف لوٹاؤ گے اور وہیں تک محدود رہو گے تو پھر تمہارے فیصلے قرآن اور سنت کے فیصلے کہلا سکتے ہیں۔ ایک شرط کے ساتھ کہ وہ تقویٰ کے ساتھ کئے گئے ہوں''۔

(خطبات طاہر جلد 3 ص 479,478)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشادات

ایک کامل معجزہ

''قرآن کریم ایک مکمل معجزہ ہے۔ اور یہی نہیں کہ اس میں مکمل تعلیم آ گئی اور یہ معجزہ ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معجزے کے ہر حکم کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا تاکہ اپنے ماننے والوں کو بھی بتا سکیں کہ مَیں بھی ایک بشر ہوں، جہاں تک بشری تقاضوں کا سوال ہے۔ لیکن ایسا بشر ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنا پیارا بنایا ہے۔ اور اپنی طرف جھکنے کی وجہ سے پیارا بنایا ہے۔ تم بھی اس تعلیم پر عمل کرو، میری سنت کی پیروی کرو اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے بنو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے حکموں پر کس حد تک عمل کرتے تھے۔ اس بارے میں حضرت

عائشہؓ کا مشہور جواب ہر ایک کے علم میں ہے کہ جب آپؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ پوچھنے والے نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ "فان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تھے۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ او مرض حدیث نمبر 1739)

یعنی قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی۔ قرآن کریم میں جس طرح لکھا ہے کہ حقوق العباد ادا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد ادا کئے۔ قرآن کریم میں جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کیا، ان کو بجا لائے، ان کی ادائیگی کی۔ قرآن نے جن باتوں سے رکنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو ترک کیا۔ قرآن کریم نے روزوں کا حکم دیا، صدقات کا حکم دیا، زکوٰۃ کا حکم دیا۔ آپؐ نے روزوں، صدقات اور زکوٰۃ کے اعلیٰ ترین معیار قائم کر دیئے۔ قرآن کریم نے معاشرے میں لوگوں کے ساتھ نرمی کا حکم دیا تو آپؐ نے نرمی کی وہ انتہا کی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاح معاشرہ کے لئے سختی کا حکم دیا تو آپؐ نے اس کی بھی پوری اطاعت وفرمانبرداری کی۔ غرض کون سا حکم ہے قرآن کریم کا جس کی آپؐ نے نہ صرف پوری طرح بلکہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرتے ہوئے تعمیل نہ کی ہو۔

حضرت مصلح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے، آپؐ کے آپس کے تعلق کی بہت اچھی طرح مثال پیش کی ہے۔ کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو موتی ہیں جو ایک ہی سیپ سے اکٹھے نکلے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جاننا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھ لو اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں معلومات لینا چاہتے ہو، اگر یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ آپؐ کے صبح و شام اور رات دن کس طرح گزرتے تھے، تو قرآن کریم کے تمام حکموں کو، اوامر ونواہی کو پڑھ لو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سامنے آ جائے گی۔

(خطبات مسرور جلد نمبر 3 ص 129 تا 131)

قرآن کریم پڑھنے سے فرشتے اترتے ہیں

تقویٰ میں بڑھنے کے لئے قرآن کریم جو خدا کا کلام ہے اس کو بھی پڑھنا ضروری ہے، اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ پس تقویٰ اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک قرآن کریم کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا زندگیوں کا حصہ نہ بنا لیا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "اللہ جلشانہ نے قرآن کریم کے نزول کی علت غائی ھدی للمتقین قرار دی ہے۔" یعنی اس کا مقصد متقیوں کے لئے ہدایت ہے" اور قرآن کریم سے رشد ہدایت اور فیض حاصل کرنے والے بالتخصیص متقیوں کو ہی ٹھہرایا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 139)

یعنی خاص طور پر جو تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں گے وہی قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم قرآن کریم پڑھنے کے لئے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھی ہوتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کے گرد حلقے بنا لیتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر باب فی ثواب قراءۃ القرآن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔"

(خطبات مسرور جلد نمبر 3 ص 565)

قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبل اللہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک ہو کر رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کی رسّی تم پر ایک انعام ہے۔ اللہ کی اس رسّی کو پکڑنے کی وجہ سے تم پر اللہ کے فضل نازل ہوئے اور اس کے انعاموں سے تم نے حصہ پایا۔ تمہارے معاشرے کے تعلقات بھی خوشگوار ہوئے اور تمہاری آپس کی رشتہ داریوں میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔

............ہم سب جانتے ہیں کہ وہ رسّی کون سی تھی یا کون سی ہے، جس کو پکڑ کر ان میں اتنی روحانی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی، قربانی کا مادہ پیدا ہوا، قربانی کے اعلیٰ معیار قائم ہوئے۔ جس نے ان میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انہیں اس حد تک اعلیٰ قربانیاں کرنے کے قابل بنا دیا۔ وہ رسّی تھی اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم، جو احکامات اور نصائح سے پُر ہے۔ جس کے حکموں پر سچے دل سے عمل کرنے والا خدا تعالیٰ کا قرب پانے والا بن جاتا ہے۔ وہ رسّی تھی نبی کریم ﷺ کی ذات کہ آپؐ کے ہر حکم پر قربان ہونے کے لیے صحابہؓ ہر وقت منتظر رہتے تھے۔ ان صحابہؓ نے اپنی زندگی کا یہ مقصد بنا لیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے باہر نہیں نکلنا اور پھر آنحضرت ﷺ کے بعد آپؐ کے پہلے چار خلفاء جو خلفاء راشدین کہلاتے ہیں، خلفاء، ان کے توسط سے ...... نے اُس رسّی کو پکڑا جو اللہ کی رسّی اور اس کی طرف لے جانے والی رسّی تھی اور جب تک ...... نے اس رسّی کو پکڑے رکھا وہ صحیح راستے پر چلتے رہے۔ اور جب فتنہ پردازوں نے ان میں پھوٹ ڈال دی اور انہوں نے فتنہ پردازوں کی باتوں میں آ کر اس رسّی کو کاٹنے کی کوشش کی تو ان کی طاقت جاتی رہی۔......

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ سوم ص 73-74)

تلاوت قرآن کریم کے سنہرے اصول

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فجر کے وقت کی تلاوت کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ (۔) اور قرآن اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دو۔ اور پھر فرمایا (۔) (بنی اسرائیل: 79) کہ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اس کی گواہی دی جاتی ہے۔ پس یہ صبح کے وقت کی تلاوتیں ہر مومن کے لئے گواہ بن رہی ہوں گی۔ لیکن کیا صرف پڑھ لینا ہی کافی ہے۔ ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے اور ہمارے حق میں گواہی دینے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں بلکہ جو تلاوت کی ہے اس کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا، میں نے ضمناً پہلے بھی ذکر کیا تھا لیکن تفصیلی حدیث یہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت ایک ماہ میں مکمل کیا کرو۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرأ القرآن)

تا کہ آہستہ آہستہ جب پڑھو گے، غور کرو گے، سمجھو گے تو گہرائی میں جا کر اس کے مختلف معانی تم پر ظاہر ہوں گے۔ لیکن جب انہوں نے کہا کہ میرے پاس وقت بھی ہے اور اس بات کی استعداد بھی رکھتا ہوں کہ زیادہ پڑھ سکوں تو آپؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے پھر ایک ہفتہ میں ایک دور مکمل کر لیا کرو اس سے زیادہ نہیں۔ تو آپؐ صحابہؓ کو سمجھانا چاہتے تھے کہ صرف تلاوت کر لینا، پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ انسان جلدی جلدی پڑھنا شروع کرے تو دس گیارہ گھنٹے میں پورا قرآن پڑھ سکتا ہے لیکن اس میں سمجھ خاک بھی نہیں آئے گی۔ بعض تراویح پڑھنے والے حفاظ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیا الفاظ پڑھ رہے ہیں۔ جماعت میں تو میرے خیال میں اتنا تیز پڑھنے والا کوئی شاید کوئی نہ ہو لیکن غیر از جماعت کی...... میں تو 18-20 منٹ میں یا زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں ایک پارہ بھی پڑھ لیتے ہیں اور دس گیارہ رکعت نفل بھی پڑھ لیتے ہیں۔ تو اتنی جلدی کیا خاک سمجھ آتی ہو گی؟ تلاوت کرنے کی بھی ہر ایک کی اپنی استعداد ہوتی ہے اور انداز ہوتا ہے۔ کوئی واضح الفاظ کے ساتھ زیادہ جلدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ کچھ زیادہ آرام سے پڑھتے ہیں لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تلاوت سمجھ کر کرو۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ورتل القرآن ترتیلا (المزمّل: 4)

کہ قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کرو۔ اب جس نے 18-20 منٹ میں یا آدھے گھنٹے میں نماز پڑھانی ہے اور قرآن کریم کا ایک پارہ بھی ختم کرنا ہے، اس نے کیا سمجھنا ہے اور کیا نکھارنا ہے۔"

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ نمبر 3 ص 130-131)

قرآن کریم کو ایک مہجور کی طرح نہ چھوڑیں

"آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس رمضان میں اس نصیحت سے پُر کلام کو، جیسا کہ ہمیں اس کے زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی توفیق مل رہی ہے، اپنی زندگیوں پر لاگو بھی کریں۔ اس کے ہر حکم پر جس کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں اور جن باتوں کی مناہی کی گئی ہے، جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے رکیں، ان سے بچیں، اور کبھی بھی ان لوگوں میں سے نہ بنیں جن کے بارے میں خود قرآن کریم میں ذکر ہے۔ فرمایا کہ (۔) (الفرقان: 31) اور رسول کہے گا اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

یہ زمانہ اب وہی ہے جب اور بھی بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ پڑھنے والی کتابیں بھی اور بہت سی آ چکی ہیں۔ اور بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ انٹرنیٹ وغیرہ ہیں جن پر ساری ساری رات یا سارا سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔ اس طرح ہے کہ نشے کی حالت ہے اور اس طرح کی اور بھی دلچسپیاں ہیں۔ خیالات اور نظریات اور فلسفے بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو انسان کو مذہب سے دور لے جانے والے ہیں......

......آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی

پھیلائے اور حضرت مسیح موعود کے مشن کو آگے بڑھائے اور کبھی بھی یہ آیت جو مَیں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں اور عزت اس وقت ہو گی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہو گا۔ جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (۔) (بنی اسرائیل:83)

اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھاتا۔‘‘

(مشعل راہ جلد 5 حصہ نمبر 3 ص 132-133)

روزانہ قرآن کریم پڑھیں اور کلاسوں میں شامل ہوں

’’قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو پتہ لگے گا کہ ہم نے کیا کیا کچھ کرنا ہے، کیا کیا کچھ اللہ میاں نے ہمیں حکم دیئے ہیں، کیا تعلیم دی ہے۔ تو اس طرح آپ کو بہت سارے فائدے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اکثر بچے ہمارے جو دس سال سے اوپر کے ہیں باقاعدہ قرآن کریم پڑھتے ہوں گے۔ اگر نہیں پڑھتے تو پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ روز کم از کم ایک رکوع پڑھا کریں اور کلاسوں میں بھی شامل ہوا کریں۔ خدام الاحمدیہ اگر کلاسیں لگاتی ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ نہیں لگاتی تو کلاسیں لگانی چاہئیں۔ تا کہ بچوں کو بتائیں تو جب آپ لوگ اس طرح تعلیم حاصل کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے بہت مفید وجود بن جائیں گے، جماعت کا ایک بہت مفید حصہ بن جائیں گے‘‘۔

(مشعل راہ جلد نمبر 5 حصہ 2 ص 165)

قرآن مجید کا ترجمہ سیکھیں

قرآن شریف جب آپ پڑھیں پندرہ، سولہ سالہ کی عمر کے جو بچے ہیں بلکہ چودہ سال کی عمر کے بھی۔ اب یہ بڑی عمر کے بچے ہیں، Mature ہو گئے ہیں، سوچیں ان کی بڑی Mature ہونی چاہئیں۔ اس عمر میں آ کے آپ لوگ اپنے مستقبل کے بارے میں، Future کے بارے میں بھی سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو اس میں خاص طور پر یاد رکھیں کہ قرآن شریف جب آپ پڑھ رہے ہیں تو اس کا ترجمہ بھی سیکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن شریف جو ہے اس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں۔ یہی مطلب ہے کہ اگر تم لوگ اس کو پڑھو اور اس پہ عمل کرو، اس کو سمجھو تو تم نیکیاں کرنے کی کوشش کرو گے اور جب تم نیکیاں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تک تم پہنچ سکو گے۔ دعائیں کرنے کا تمہیں موقع ملے گا۔ نمازیں پڑھنے کا تمہیں مزہ آئے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں جو باتیں ان کو سمجھنے کی توفیق ملے گی۔‘‘

(مشعل راہ جلد 5 حصہ 2 ص 179-180)

(بقیہ از صفحہ 4)

☆اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے جو تیری طرف اتارا گیا ہے خوش ہوتے ہیں اور متفرق گروہوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اس کے بعض حصوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ (الرعد:37)

☆جنہیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی (ان میں سے کئی) اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان پر (قرآن) پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے۔ یقیناً یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے۔ یقیناً ہم اس سے پہلے ہی فرمانبردار تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دو مرتبہ اپنا اجر دیئے جائیں گے بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں عطا کرتے ہیں وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (القصص:53 تا 55)

☆یقیناً ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان (آیات) کے ذریعہ انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ (السجدہ:16)

☆اللہ نے بہترین بیان ایک ملتی جلتی (اور) بار بار دہرائی جانے والی کتاب کی صورت میں اتارا ہے۔ جس سے ان لوگوں کی جلدیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں لرزنے لگتی ہیں پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف (مائل ہوتے ہوئے) نرم پڑ جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس کے ذریعہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ (الزمر:24)

فصاحت و بلاغت:

یہ ایک کھلی کھلی کتاب کی آیات ہیں۔ (یوسف:2)

☆اور اسی طرح ہم نے اسے ایک فصیح و بلیغ حکم کے طور پر اتارا ہے اور اگر تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے تو تجھے اللہ کی طرف سے کوئی دوست اور کوئی بچانے والا نہ ملے گا۔ (الرعد:38)

☆اور ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے اس حال میں کہ وہ ہر بات کو کھول کھول کر بیان کرنے والی ہے اور ہدایت اور رحمت کے طور پر ہے اور فرمانبرداروں کے لئے خوشخبری ہے۔ (النحل:90)

ذکر اور نصیحت:

صادق القول۔ قول کا سچا۔ قسم ہے ذکر والے قرآن کی! (صٓ:2)

☆اور ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اسے زیب دیتا تھا۔ یہ تو محض ایک نصیحت ہے اور واضح قرآن ہے۔ (یٰسٓ:70)

☆کیا (یہی) ان کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے اور یقیناً اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے ایک بڑی رحمت بھی ہے اور بہت بڑی نصیحت بھی۔ (العنکبوت:52)

☆اور یہ برکت دیا ہوا ذکر ہے جسے ہم نے اتارا ہے، تو کیا تم اس کا انکار کر رہے ہو؟ (الانبیاء:51)

☆یقیناً ہم نے تمہاری طرف وہ کتاب اتاری ہے جس میں تمہارا ذکر موجود ہے۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟ (الانبیاء:11)

☆یہ تو محض تمام جہانوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ (یوسف:105)

☆اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان پر ان لوگوں کے حساب کی کچھ بھی ذمہ داری نہیں لیکن یہ محض ایک بڑی نصیحت ہے تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ (الانعام:70)

☆یہ ہے وہ جسے ہم آیات اور حکمت والے ذکر میں سے تیرے سامنے پڑھتے ہیں۔ (آل عمران:59)

☆خبردار! یقیناً یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔ اور وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ وہی تقویٰ کا اہل ہے اور مغفرت کرنے کا اہل بھی۔ (المدثر:55 تا 57)

یقیناً یہ ایک بڑی سبق آموز نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف (جانے والی) راہ پکڑ لے۔ (المزمل:20)

☆اور یقیناً یہ متقیوں کے لئے ایک بڑی نصیحت ہے۔ (الحاقہ:49)

اظہار تشکر

روزنامہ الفضل کے اس سالانہ نمبر کو قیمتی مضامین کے ساتھ ساتھ رنگین تصاویر سے بھی مزین کیا گیا ہے۔ یہ نایاب اور تاریخی تصاویر مندرجہ ذیل احباب و ادارہ جات کے تعاون سے حاصل کی گئی ہیں۔

☆محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب

☆محترم سید نادر سیدین صاحب

☆صد سالہ جوبلی نمائش

☆جماعتی مرکزی ویب سائٹ

☆مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل)

درد دل کی دوا

گناہ گاروں کے درد دل کی بس ایک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضر رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

ہر اک مخالف کے زور و طاقت کو توڑنے کا یہی ہے حربہ
یہی ہے تلوار جس سے ہر ایک دیں کا بدخواہ کانپتا ہے

تمام دنیا میں تھا اندھیرا کیا تھا ظلمت نے یاں بسیرا
ہوا ہے جس سے جہان روشن وہ معرفت کا یہی دیا ہے

نگاہ جن کی زمین پر تھی نہ آسماں کی جنہیں خبر تھی
خدا سے ان کو بھی جا ملایا دکھائی ایسی رہِ ھدیٰ ہے

بھٹکتے پھرتے ہیں راہ سے جو انہیں یہ ہے یار سے ملاتا
جواں کے واسطے یہ خضرِ رہ ہے تو پیر کے واسطے عصا ہے

مصیبتوں سے نکالتا ہے بلاؤں کو سر سے ٹالتا ہے
گلے کا تعویذ اسے بناؤ ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰؐ ہے

کلام محمود

قرآن کریم کی وجہ تسمیہ ۔ ایک بے نظیر کلام

لغوی معانی میں مضمر عظیم الشان پیشگوئیاں

قرآن کریم اپنے نام کے اعتبار سے بھی ایک لافانی معجزہ ہے

عبدالسمیع خان

قرآن کریم وہ عظیم دائمی اور لاثانی کتاب ہے جس کا ہر حرف رب ذوالجلال کے مبارک منہ سے نکلا ہے۔ جس کے اسرار و رموز خالق کائنات کی ہر دوسری تخلیق سے زیادہ لافانی اور غیر مختتم ہیں۔ یہ جواہرات کی تھیلی ہے۔ یہ وہ الہامی کتاب ہے جس کا نام خدائے ذوالعرش نے خود عطا کیا ہے اور جس طرح اس مذہب اور اس قافلہ سالار محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس نام بے شمار حکمتوں سے معمور ہیں اسی طرح اس پاک کتاب کا نام بھی نہایت عمیق معانی اور حیرت انگیز پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ آیئے قرآن کریم کی وجہ تسمیہ کی روشنی میں ان عظیم اسرار کے کچھ حصے ملاحظہ کریں۔

قرآن کریم کے لغوی معنے

قرآن کا لفظ قرآن کریم میں 68 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ عربی لغت کے مطابق قرآن کا لفظ قَرَءَ سے نکلا ہے۔

1۔ قرء کے بنیادی اور اولین معنے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ مختلف اور متفرق چیزوں کو سمیٹنے اور ملانے کے فعل کو قرء کہتے ہیں۔

2۔ حروف اور الفاظ کو جب ملایا جائے اور جمع کیا جائے تو پڑھنے کا عمل وجود میں آتا ہے۔ اس لئے قرء کے دوسرے معنے پڑھنے کے ہیں اور اس فعل کو قراءت کہا جاتا ہے۔

3۔ چونکہ پڑھ کر سنانے میں کسی بات کو آگے پہنچانے یا پیغام کا مضمون پایا جاتا ہے اس لئے قرء کے ایک معنی اعلان کرنے یا پیغام دینے کے بھی ہیں۔

قرء کے ان تین معانی کی رو سے مختلف علماء اور حکماء نے قرآن کریم کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے۔

جمع کرنے کے لحاظ سے

علماء کہتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ سورتوں کو جمع کرتا ہے اور انہیں ایک دوسرے سے ملاتا ہے۔ اس لئے اسے قرآن کا نام دیا گیا۔

ابن الاثیر کے نزدیک قرآن کریم نے اپنے اندر قصص، امر، نہی، وعدہ وعید اور آیات اور سورتوں کو باہم دگر جمع کر دیا ہے اس لئے یہ قرآن قرار پایا۔

امام راغب نے کہا ہے کہ یہ کتاب خدا کی تمام نازل کردہ کتابوں کے ثمرہ کو بلکہ تمام علوم کے ماحصل کو اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہیں اس لئے اسے قرآن کہا گیا۔ (المفردات)

قرآن کریم تمام ابدی صداقتوں اور علوم کا مجموعہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ فیھا کتب قیمۃ

(سورۃ البینہ:4)

اس لئے اس پر قرآن کا نام نہایت موزوں ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر 1 ص 557)

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

یہ کتاب انسانیت کو خدا کے ساتھ جمع کرتی ہے۔ انسان کا خدا کے ساتھ جو سچا اور حقیقی ارتباط قرآن کریم قائم فرماتا ہے وہ کسی اور کتاب کے حصہ میں نہیں آیا اس لئے یہی قرآن کے نام سے موسوم کئے جانے کے لائق ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ دنیا میں نہ آیا ہوتا تو خدا جانے دنیا میں مخلوق پرستی کا عدد کس نمبر تک پہنچ جاتا۔ سوشکر کا مقام ہے کہ خدا کی وحدانیت جو زمین سے گم ہو گئی تھی۔ دوبارہ قائم ہو گئی۔

(تحفہ قیصریہ۔ روحانی خزائن جلد 12 ص 282)

جمع قرآن کی پیشگوئی

قرآن کے نام کے اندر جمع قرآن کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے قریباً 23 سال کے عرصہ میں نازل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آیات متفرق نہیں رہیں گی بلکہ اس کلام کا ہر حرف اور لفظ جمع کیا جائے گا اور قرآن بنے گا۔ سورۃ القیامہ مکی سورۃ ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تو اس کی قراءت کے وقت اپنی زبان کو اس لئے تیز حرکت نہ دے تاکہ تو اسے جلد جلد یاد کرے یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے پس جب ہم اسے پڑھ چکیں تو تو اس کی قراءت کی پیروی کرنا۔ (سورۃ القیامہ 17 تا 19)

چنانچہ قرآن کریم اپنے نزول کے ساتھ ہی جمع ہوتا رہا اور قطعی مخالفانہ ماحول اور دشمن حالات کے باوجود قرآن کریم حفاظت کے ساتھ موجود ہے اور اس کا ہر ذرہ اور ہر شعشہ وعدہ الٰہی کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے جیسا کہ فرمایا یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(سورۃ الحجر:10)

اور مخالفین نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ آج ہمارے پاس وہی قرآن حفاظت کے ساتھ موجود ہے جو 1400 سال قبل پیش کیا گیا تھا۔

وحدت اقوام کی پیشگوئی

یہ وہ کتاب ہے جو تمام نسل انسانی کو ایک ہاتھ پر جمع کرے گی۔ اس سے پہلے تمام نبی، تمام مذاہب اور تمام کتب مختلف زبانوں اور قوموں کے لئے تھے۔ یہ واحد کتاب ہے جو کل عالم کے لئے ہے اور اسی کے ذریعہ دنیا کا امت واحدہ بننا مقدر ہے۔

اس کا آغاز آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے ہو گیا تھا اور ابتدائی دور میں ہی بیرون عرب سے سعید روحیں اس پر ایمان لے آئیں۔ حضرت بلالؓ حبشہ افریقہ کے نمائندہ ہوئے۔ حضرت سلمانؓ اہل فارس کی اور حضرت صہیب روم کی نمائندگی کرنے لگے اور بہت قلیل عرصہ میں قرآن نے غیر قوموں اور علاقوں کو اپنے سایہ رحمت میں لے لیا۔

اس زمانہ میں اجتماع عام کا دوسرا دور شروع ہوا ہے اور وحدت اقوام کے عالمی سفر میں 189 ممالک کے باشندے شریک ہو چکے ہیں۔ جن میں ہزاروں قوموں اور نسلوں کے باسی شامل ہیں اور احمدیت کی ترقی کے ساتھ یہ سلسلہ مسلسل ترقی پذیر ہے۔

پڑھنے کے لحاظ سے

یہ کلام مقدس کلی یا جزوی طور پر بہت کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ ہر نماز میں اس کا کچھ حصہ پڑھنا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ عمومی تلاوت ہر مومن کی زندگی کے روزمرہ پروگرام میں شامل ہے اس لئے اسے قرآن کے مقدس نام سے نوازا گیا۔

کثرت تلاوت کی پیشگوئی

قرآن کا لفظ مصدر ہے اور مصدر اسم فاعل یا اسم مفعول کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ قرآن کا لفظ اسم مفعول کے معنے دیتا ہے جس کے معنے ہیں وہ کتاب جو پڑھی جاتی ہے۔ پس اسی لفظ قرآن کے اندر یہ پیشگوئی موجود ہے کہ یہ کتاب کثرت کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود لفظ ''قرآن'' کے اندر یہ مخفی پیشگوئی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔''

(ملفوظات جلد اول ص 386)

پس یہ کوئی معمولی دعویٰ نہیں کہ جب دنیا میں لاکھوں کروڑوں کتابیں موجود ہوں گی اس وقت بھی یہ کتاب نہایت محبت اور عشق کے ساتھ پڑھی جائے گی اور باقی تمام کتابوں پر فوقیت لے جائے گی۔

قرآن کریم کی یہ اکیلی پیشگوئی ہی اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ آیئے اس کا نسبتاً گہرائی سے جائزہ لیں۔

تلاوت کے دو طریق

قرآن کریم پڑھنے کے دو پہلو ہیں۔

1۔ زبانی

2۔ تحریری

قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اس کے حفاظ پیدا ہونے شروع ہو گئے اور آج دنیا میں لاکھوں حفاظ اس کے منفرد کلام ہونے کے گواہ ہیں۔

نہ ہو ممتاز کیوں اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں

حضرت مصلح موعود سورۃ النمل کی دوسری آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اس آیت میں تلک آیات القرآن فرما کر قرآن کریم کی ایک ایسی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے باقی الہامی کتب کلیۃً محروم ہیں۔ **دنیا میں کوئی ایسی الہامی کتاب نہیں جو اس کثرت کے ساتھ پڑھی جاتی ہو جس کثرت کے ساتھ دنیا میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے۔** اور یہی وہ فضیلت ہے جو تلک آیات القرآن میں بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن کی آیات ہیں یعنی اس کتاب کی آیات ہیں جس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ قرآن ہے یعنی وہ تلاوت میں اس قدر آتا ہے کہ دنیا کی اور کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(تفسیر کبیر جلد 7 ص 318)

تحریر کے ذریعہ تلاوت

تحریری طور پر تلاوت کے مضمون کو مزید نمایاں کرنے کے لئے قرآن کریم نے اپنے لئے کتاب کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ جس میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ

اشتہارات

قرآن کریم نہ صرف آغاز کے وقت سے لکھا جائے گا بلکہ کتابی شکل میں وجود میں آئے گا اور کتاب کے ذریعہ سے کثرت سے اس کی تلاوت کی جائے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ اس پیشگوئی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سورۃ العلق کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اقرأ کے دوسرے معنے کسی لکھی ہوئی چیز کو پڑھنے کے ہوتے ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے اقرأ باسم ربك...... میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو لکھی جائے گی اور پھر یہ لکھی ہوئی کتاب بار بار پڑھی جائے گی۔ چنانچہ اگر واقعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن دنیا میں وہ پہلی کتاب ہے جو ابتدائے نزول کے ساتھ ہی لکھی گئی ہے۔ **اس کے علاوہ دنیا میں اور جس قدر الہامی کتابیں پائی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں جو نازل ہونے کے وقت ہی لکھ لی گئی ہو۔ صرف قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اسے لکھا جائے گا اور اس طرح شروع سے ہی اس کی حفاظت کا سامان کیا جائے گا۔** اور وہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری بھی ہوگئی۔ چنانچہ نولڈکے، وہیری اور میور تک نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو ابتدائے ایام میں لکھی گئی ہو۔ انجیلیں بے شک آج دنیا میں موجود ہیں مگر عیسائی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتابیں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں لکھی گئی ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا نے حضرت مسیحؑ کی وفات کے ایک لمبے عرصہ بعد ان باتوں کو جمع کیا چنانچہ ''لوقا'' خود اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی حقیقت کو جن کی تو نے تعلیم پائی، جانے۔'' (لوقا باب 1 آیت 1 تا 4)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اناجیل حواریوں نے نہیں بلکہ ان سے ملنے والوں اور شاید ملنے والوں کے ملنے والوں نے لکھی ہیں۔

غرض دنیا میں سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو شروع سے ہی لکھوائی گئی ہو اور جس کو بار بار پڑھنا لوگوں کا فرض قرار دیا گیا ہو۔ پس اقرأ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ یہ کتاب دنیا میں لکھی جائے گی اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ اسے پڑھو اور بار بار پڑھو۔ (تفسیر کبیر جلد 9 ص 250)

پھر سورۃ الحجر کی آیت 2 کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

اس جگہ **معنوی طور پر قرآن مجید کی دو صفات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے لفظ میں اس کے تحریر میں آنے کی طرف اشارہ ہے۔ اور قرآن کے لفظ میں اس کے بکثرت پڑھے جانے کی خبر دی گئی ہے۔ گویا یہ دو نام نہیں بلکہ دو صفات ہیں۔** جیسا کہ کبھی محمدؐ کا لفظ بطور صفت کے یعنی بہت تعریف کیا گیا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ **یہ دونوں صفات یکجائی طور پر صرف قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں۔ اس کے سوا اور دنیا کی کسی الہامی کتاب میں یہ صفات جمع نہیں ہیں۔** انجیل اور تورات کثرت سے پڑھی جاتی ہیں لیکن ان کو یاد کرنے والا کوئی نہیں۔ ویدوں کو یاد کرنے والا چھوڑ ان کے معنے جاننے والے بھی شاذ ہیں۔ اس زمانہ میں سنا ہے پچیس کروڑ ہندوؤں میں سے معارف تو الگ رہے۔ صرف چار آدمی سارے ہندوستان میں ویدوں کا ترجمہ سمجھ سکتے ہیں۔ یہی حال ژنداوستا کا ہے۔ صرف اور صرف قرآن کریم ہے جو کتابی صورت میں بھی پڑھا جاتا ہے اور حفظ بھی کیا جاتا ہے۔ اور دونوں صورتوں میں لاکھوں کروڑوں آدمی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 4 ص 2)

سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

کثرت تلاوت قرآن کریم کی ایسی خصوصیت اور لفظ قرآن کے اندر مضمر ایک ایسی منفرد خصوصیت ہے جس کا اعتراف اسلام کے اشد مخالف بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ پروفیسر فلپ حتی اپنی کتاب تاریخ عرب میں رقمطراز ہیں:۔

''اگرچہ قرآن مجید تاریخ کا دھارا بدل دینے والی کتابوں میں سب سے کم عمر ہے لیکن دنیا میں جتنی کتابیں لکھی گئیں ان میں یہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔''

(تاریخ العرب ص 174,173 حصہ اول)

ایک اور مستشرق چارلس فرانس پوٹر نے لکھا۔

''دنیا کی کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی جاتی جتنا قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بائیبل کی جلدیں زیادہ فروخت ہوتی ہوں مگر پیغمبر اسلام کے کروڑوں پیروکار ان کی لمبی لمبی آیات دن میں پانچ مرتبہ پڑھنا اس وقت شروع کردیتے ہیں جب وہ باتیں کرنا سیکھتے ہیں۔'' (سیارہ ڈائجسٹ اپریل 1970ء ص 371)

1985ء کے آخر پر یونیسکو اور دوسرے تحقیقی اداروں کے اشتراک سے یہ رپورٹ شائع ہوئی کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن کریم ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مغرب میں بطور خاص گزشتہ دس برسوں میں عام عیسائیوں نے انجیل کا مطالعہ ترک کردیا ہے وہ عبادت سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ گرجا گھروں نے خاص لباس کی پابندی بھی ختم کردی۔ خواتین کو مختصر ترین لباس میں آنے کی اجازت دی مگر حاضرین کی تعداد گھٹتی چلی گئی حتی کہ والدین نے احتجاج کیا کہ ان کے بچوں کو انجیل کی تعلیم دے کر غیر سائنسی تربیت دی جارہی ہے۔

News Week کی ایک رپورٹ کے مطابق بائبل کو دلچسپ بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

Sidney Brichto جو لندن میں رہنے والے ایک امریکی یہودی ربی ہیں کے خیال میں بائبل کو جو تقدس حاصل ہے اس کا اس کو نقصان ہوا ہے۔ کوئی ادبی انسان بائبل کو پڑھنا نہیں چاہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں لوگ بائبل کو علم حاصل کرنے کی خاطر پڑھتے تھے لیکن پھر سائنسی ترقی کا آغاز ہوا تو بائبل علم کا سرچشمہ نہ رہا۔ پھر بھی بائبل کو لوگ پڑھتے تھے لیکن اب یہ اپنے ادبی مقام کو بھی کھو چکی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بائبل کو اس کا وہ ادبی مقام واپس دلا دوں جو اسے کبھی حاصل تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ از سرنو ساری بائبل کو لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے انٹرویو میں اس کی جو تفصیل بتائی ہے اس کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ وہ بائبل کو نہ صرف ایڈٹ کررہے ہیں بلکہ اس میں ایسے اضافے بھی کررہے ہیں جن سے ایک عام آدمی کو بائبل میں دلچسپی پیدا ہو اور موجودہ بائبل کو پڑھتے ہوئے جو بوریت ہوتی ہے اس سے بچا جاسکے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ پیدائش کے باب میں جو غیر متعلقہ نسب نامے دیئے ہوئے ہیں ان کو میں ایک الگ انڈیکس میں درج کردوں گا۔ اسی طرح بعض مقامات کو قابل فہم بنانے کے لئے مجھے متن میں کچھ تبدیلیاں اور اضافے کرنے پڑیں گے۔ بائبل کو ایک ناول بنانے کے اس منصوبے پر عمل درآمد بھی شروع ہوچکا ہے۔ چنانچہ The People's Bible کے نام سے آٹھ جلدیں شائع بھی ہوچکی ہیں۔ اور ابھی مزید دس جلدیں آنا باقی ہیں۔ (نیوز ویک 21 جولائی 2003ء)

تفاسیر کی پیشگوئی

اس پیشگوئی کا ایک اور دلکش پہلو یہ ہے کہ قرآن کی ایک صفت مبین بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن مبین کے ساتھ کتاب مبین کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ مبین کے معنے ایسی چیز کے ہیں جو اپنے معانی اور مطالب خوب واضح کرنے والی ہو۔

اس لحاظ سے قرآن مبین اور کتاب مبین کے الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ یہ محض رٹی ہوئی عبارت یا بند غلافوں میں رہنے والی کتاب نہیں ہے۔

قرآن کی شرح اور تفاسیر کثرت سے وجود میں آئیں گی اور دنیا بھر میں انہیں پڑھا جائے گا۔

اس مضمون پر مزید غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں قرآن مبین کا لفظ 2 دفعہ اور کتاب مبین کا لفظ 10 دفعہ استعمال ہوا ہے۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں قرآن کی صفت قرآن زیادہ جلوہ گر ہوگی یعنی زبانی اس کی تلاوت کرنے والے زیادہ ہوں گے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کی صفت کتاب ترقی کرے گی اور کتابی شکل میں اس کو پڑھنے والے تعداد میں بڑھ جائیں گے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس مضمون کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ قرآن کریم کا کتاب ہونے کے لحاظ سے حلقہ وسیع ہوگا اور اکثر لوگ اس کے کتاب ہونے کے لحاظ سے فائدہ اٹھائیں گے یعنی کثیر التعداد اقوام میں وہ پھیل جائے گا۔ جو کتابت سے علوم کو محفوظ کرتی ہیں۔ **میرے نزدیک قرآن کریم میں دس جگہ کتاب کے ساتھ مبین کے لفظ کا استعمال کرنا اور دو جگہ قرآن کے ساتھ مبین کے لفظ کا استعمال اس امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے کہ کتاب سے فائدہ اٹھانے والے زیادہ ہوتے ہیں بہ نسبت حفظ سے فائدہ اٹھانے والوں** کے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ مسلمانوں میں تعلیم کے رواج کو زیادہ کریں۔ تاکہ مسلمان قرآنی فوائد سے محروم نہ رہ جائیں۔

(تفسیر کبیر جلد 4 ص 4)

اعلان کے لحاظ سے

لفظ قرآن کے ایک بنیادی معنی اعلان یا پیغام پہنچانے کے ہیں۔

حدیث میں ہے یقرئك السلام یعنی وہ تجھے سلام بھجواتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ حدیث نمبر 3484)

اسی طرح مسیح موعود کے متعلق آتا ہے۔ فلیقرء منی السلام اس کو میرا سلام پہنچادے۔

چونکہ یہ کتاب حق اور سچائی کی فتح اور باطل معبودوں کے نامرادی کا عام اعلان کرتی ہے اس لئے اسے قرآن کا نام دیا گیا۔ اور یہ بھی پیشگوئی ہے کہ یہ اعلان قیامت تک مسلسل ہوتا چلا جائے گا۔

قرآن کریم میں استعمال ہونے والا لفظ 'قل' اسی مضمون کے تابع ہے۔ جس میں قل کے بعد آنے والے مضمون کو بآنگ بلند بیان کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

عام طور پر جہاں یہ لفظ آتا ہے وہاں یہ حکم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور امت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اس کے بعد بیان ہونے والے امر کا پوری طرح لوگوں میں اعلان کرتے جائیں اور اس کے بیان کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

(تفسیر کبیر جلد 10 ص 524)

مثلاً قرآن کریم کے آخر پر تین سورتوں کے شروع میں قل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ اخلاص میں قل سے شروع ہونے والی آیت کا ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا۔

(ہم ہر زمانہ کے مسلمان کو حکم دیتے ہیں کہ) تو (دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا کہ (سچی اور اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

اقرأ وہ پہلا لفظ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا اور جس میں اسلام کے ظہور کے ساتھ ہی بعض عظیم الشان پیشگوئیوں کا اعلان کر دیا گیا۔ **اقرأ کے اصل معنے گو کسی لکھی ہوئی چیز کے پڑھنے کے ہیں مگر اس کے ایک معنی اعلان کرنے کے بھی ہیں اور یہ دونوں معنے ایسے ہیں جو اس مقام پر نہایت عمدگی کے ساتھ چسپاں ہوتے ہیں۔** اگر اقرا کے معنے اعلان کرنے کے لئے جائیں تو اقرا باسم ربك الذی خلق کے یہ معنے ہوں گے کہ تو اس کتاب کا اعلان اپنے اس رب کے نام کے ساتھ کر جس نے تجھے پیدا کیا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں پہلے دن ہی یہ خبر دے دی گئی ہے کہ یہ کلام محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی ساری قوموں اور قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ہے۔ (تفسیر کبیر سورۃ العلق جلد 9 ص 249)

تراجم کی پیشگوئی

پس یہ پیغام صداقت اور اعلان عام زمین کے چپے چپے پر پھیلنے والا تھا مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ قرآن کریم کا دنیا کی تمام ضروری زبانوں میں ترجمہ کیا جائے تا کہ ہر قوم اپنی زبان میں اس الٰہی پیغام کو سمجھ سکے۔ پس یہ لفظ قرآن اس کتاب کے تراجم کی بھی خبر دیتا ہے۔

آج سے 1400 سال قبل کون سوچ سکتا تھا کہ یہ کلام جس کے ماننے والے انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں اور جو تھوڑی تھوڑی آیات کی شکل میں سینوں میں ہے مگر تحریری طور پر ایک جگہ محفوظ بھی نہیں وہ قرآن ایک عالمی پیغام بن کر دنیا کے ہر خطہ کا رہنما بنے گا اور ہر قوم اپنی زبان میں اس کے مضامین کا فہم حاصل کرے گی۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوتی چلی جارہی ہے اور اب تک دنیا کی متعدد مرکزی زبانوں میں قرآن کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اس بارہ میں جماعت احمدیہ کو خدمت قرآن کی جو توفیق ملی ہے وہ بھی بے مثال ہے۔

حضرت مصلح موعود یہ اعلان عام کر چکے ہیں کہ:

''دنیا میں اس وقت تیرہ سو زبانیں بولی جاتی ہیں اور تیرہ سو زبانوں میں ہی قرآن کریم کا ترجمہ ہونا ضروری ہے کیونکہ قرآن کریم تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں جسے قرآن کریم مخاطب نہیں کرتا۔ پس دنیا کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہئے جس کی زبان میں ہم اس کا ترجمہ نہ کر دیں۔ تا کہ کوئی فرد یہ نہ کہہ سکے کہ اے اللہ! تو نے مجھے فلاں زبان بولنے والے لوگوں میں پیدا کیا تھا اور قرآن کریم تو عربی زبان میں ہے پھر میں قرآن کریم کس سے سیکھتا؟'' (تفسیر کبیر جلد 7 ص 641)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 64 زبانوں میں قرآن کے مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں جو اگلے چند سالوں میں 90 تک پہنچنے والے ہیں۔ 117 زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم بھی طبع ہو چکے ہیں۔ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ اعلان صبح سے شام تک ہر ملک و نسل کے لئے دہرایا جارہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

''عیسائیت نے جو یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ ہم نے بائیبل کو 670 یا اس کے لگ بھگ زبانوں میں ترجمہ کر کے دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہے تو جماعت احمدیہ قرآن کا 670 زبانوں میں ضرور ترجمہ کرے گی اور ہرگز قرآن پر یہ دوش نہیں آنے دے گی کہ قرآن بائیبل سے پیچھے رہ گیا ہے ہم نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ہم مزید زبانوں کی تلاش کریں گے اور اس وقت تک چین نہیں لیں گے جب تک یہ ظاہر نہ ہو کہ قرآن وہ کتاب ہے جس سے زیادہ دنیا میں کسی اور کتاب کا دنیا کی زبانوں میں ترجمہ نہیں ہوا۔''

(الفضل 25 جولائی 1989ء)

پس وہ وحی جو اقرء کے لفظ سے شروع ہوئی تھی اس کی تکمیل پر اسے قرآن کا نام دینا نہایت درجہ فصیح و بلیغ اور حکمتوں سے معمور پیشگوئی ہے جو ہر پہلو سے پوری ہو چکی ہے اور ہوتی چلی جارہی ہے۔

سابقہ پیشگوئیاں

قرآن کریم کے نزول سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو نہ صرف اس الہامی کلام سے اطلاع دی بلکہ اس کے نام کی طرف بھی لطیف اشارے فرمائے۔ ان میں سے ایک اہم بشارت دو ہزار سال قبل ظاہر ہونے والے نبی حضرت یسعیاہ کی زبان سے بیان ہوئی ہے۔

کتاب یسعیاہ کے باب 29 میں اقرء کی صدا کا ذکر ہے جس کو عبرانی سے ترجمہ کرتے ہوئے چھپایا جاتا رہا۔ نیو ورلڈ ٹرانسلیشن (1961ء) میں کچھ واضح ترجمہ ہے اس ترجمہ کی رو سے الفاظ یہ ہیں۔

ضروری ہے کہ (یہ سربمہر) کتاب ایک ایسے شخص کو دی جائے جو ناخواندہ ہے کوئی ہستی اسے کہہ رہی ہے برائے مہربانی اسے باآواز بلند پڑھو اور وہ کہتا ہے کہ میں تو سرے سے لکھنا پڑھنا جانتا ہی نہیں۔

(یسعیاہ 29/12)

یہاں عبرانی متن میں پڑھو کے لئے قرء کا لفظ ہے جو اس صدا کا حصہ ہے جو غار حرا میں بلند ہوئی۔ بخاری شریف میں اقرء کے جواب میں وما انا بقارئ ہے۔ یعنی فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا پڑھو آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ ورقہ بن نوفل اسی بشارت کی وجہ سے پہچان گئے کہ یہ وحی خداوندی ہے اور جبریل کی آواز ہے۔

اسی مضمون کی مزید وضاحت باب چالیس میں ہے۔

سرزمین عرب میں وحیٔ ربانی کے نزول کی کیفیت کی بابت لکھا ہے۔

''پکارنے والے کی آواز! بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو۔ صحراء میں ہمارے خدا کے لئے شاہراہ ہموار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ پست کیا جائے اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ہر ایک ناہموار جگہ ہموار کی جائے۔ خداوند کا جلال آشکارا ہوگا اور تمام نوع انسان اسے دیکھے گی کیونکہ خداوند نے اپنے منہ سے (یہ) فرمایا ہے۔''

''سنو کوئی کہہ رہا ہے ''قرأ'' ایک شخص نے جواب میں کہا اَقْرَ اُ۔

دیکھو خداوند خدا بڑی قدرت کے ساتھ آئے گا اور اس کا بازو اس کے لئے سلطنت کرے گا۔ وہ چوپان کی مانند اپنا گلہ چرائے گا۔ وہ بروں کو اپنے بازوؤں میں جمع کرے گا اور اپنی بغل میں لے کر چلے گا۔ اور ان کو جو دودھ پلاتی ہیں آہستہ آہستہ لے جائے گا۔'' (یسعیاہ 40:1 تا 11)

یہ عظیم الشان بشارت پیغمبر عرب وعجم سید الانبیاء ﷺ کی شاندار فتوحات اور آپؐ کے ذریعہ برپا ہونے والے روحانی انقلاب کی آئینہ دار ہے۔ اس بشارت کے شروع میں صحرائے عرب میں شاہراہ مستقیم کے تعمیر ہونے کا ذکر ہے جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ''صحراء'' کیا جاتا ہے۔ وہ ''عَرَبَہ'' ہے جس سے مراد بدرجہ اولیٰ ملک عرب ہے۔ پھر یہ بتایا کہ اس انقلاب کی بنیاد ایک غیبی آواز قرأ ہے جس کا ترجمہ کیا جاتا ہے ''زور سے پکار یا منادی کر'' جواب میں مورد وحی کہتا ہے ''اَقْرَ اُ'' کیا منادی کروں؟ ''قَرَ اَ وہی لفظ ہے جس کے معنے عربی اور عبرانی میں پکارنے، منادی کرنے اور پڑھنے کے ہیں۔

یہ ایک ایسا حیرت انگیز مضمون ہے کہ مخالف بھی اس پر ششدر رہیں۔ ایک مستشرق، ریورنڈ الفانسو منگاما لکھتے ہیں:۔

''ابن ہشام کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِقْرَ اْ کے جواب میں فرمایا مَــاذَا اَقْــرَأُ میں کس چیز کو پکاروں؟ ہمیں لامحالہ ان الفاظ کی طرف جانا پڑتا ہے جن کا ذکر یسعیاہ نبی کی بشارت میں ہوا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں۔

ایک آواز نے کہا تو پکار (قَرَأ)
اور اس نے جواب دیا (اَقَرَأ)
میں کیا پکاروں؟

مصدر قَرَأ جو کہ اِقْــرَأْ بِاسْـمِ رَبِكَ...... میں قرآن شریف نے استعمال کیا ہے وہی مصدر یسعیاہ نبی نے استعمال کیا دونوں جگہ ایک ہی مفہوم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ اتفاقی توارد نہیں بلکہ نہایت عجیب بات ہے۔''

بے نظیر معجزہ

الغرض قرآن کریم اپنی عبارت اور معارف کے لحاظ سے ہی نہیں وجہ تسمیہ کے لحاظ سے بھی ایک بے نظیر عظیم معجزہ ہے جس کا وہ خود مدعی ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے اور اپنا بے نظیر ہونا آپ ظاہر فرما دیا ہے۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 662)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

جمع و ترتیب قرآن

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اپنی کتاب سیرۃ خاتم النبیین میں 4ھ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی خط و کتابت کا سلسلہ اب وسیع ہو رہا تھا اور اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ آپؐ کا کوئی مخلص صحابی عبرانی سے بھی واقفیت پیدا کرے تاکہ یہود کے ساتھ خط و کتابت اور معاہدات وغیرہ کی تکمیل میں آسانی ہو اور دھوکے وغیرہ کا احتمال نہ رہے چنانچہ اس غرض سے آپؐ نے اپنے ایک نوجوان صحابی زید بن ثابت انصاری سے جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں سے عربی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا اور جو گویا آنحضرت ﷺ کے کاتب خاص یا پرائیویٹ سیکرٹری کا کام کرتے تھے، ارشاد فرمایا کہ وہ عبرانی کا لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیں۔ چنانچہ زید نے جو خاص طور پر ذہین واقع ہوئے تھے صرف پندرہ دن کی محنت سے عبرانی سیکھ لی۔ (اصابہ و خمیس)

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ وہی زید بن ثابت ہیں، جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ان کے حکم کے ماتحت قرآن شریف کو ایک مصحف یعنی کتاب کی صورت میں جمع کر کے لکھا۔

(بخاری باب جمع القرآن)

جمع قرآن

ہم نے جو اوپر یہ لکھا ہے کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں قرآن کریم کو مصحف کی صورت میں جمع کر کے لکھا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس سے پہلے قرآن مجید جمع نہیں تھا بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن کریم جوں جوں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا جاتا تھا۔ آپؐ الٰہی تفہیم کے ماتحت اسے ترتیب دے کر نہ صرف خود اسے یاد کرتے جاتے تھے بلکہ بہت سے دوسرے صحابہ کو بھی یاد کرا دیتے تھے اور جو صحابہ اس معاملہ میں زیادہ ماہر تھے ان کا آپؐ نے یہ فرض مقرر کیا تھا کہ وہ دوسروں کو سکھائیں۔

(بخاری فضائل القران)

اور مزید احتیاط کے طور پر آپؐ اسے ساتھ ساتھ لکھواتے بھی جاتے تھے؛ چنانچہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ یہی زید بن ثابتؓ جنہوں نے بعد میں قرآن شریف کو ایک جلد کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا اور جو ایک غیر معمولی طور پر ذہین آدمی تھے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں قرآنی وحی کے قلمبند کرنے پر مامور تھے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب کتاب النبی ﷺ)

اور ان کے علاوہ بعض اور اصحاب بھی اس خدمت کو سرانجام دیتے تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ زبیرؓ بن العوام۔ شرجیلؓ بن حسنہ۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ ابیؓ بن کعب۔ عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ۔

(فتح الباری جلد 9ص 19، زرقانی جلد 3صفحہ 311 تا 326)

غرض قرآن مجید کے جمع و ترتیب کا حقیقی کام سب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی آپؐ کی ہدایت کے ماتحت ہو گیا تھا اور یہ صرف ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ثالث فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا کہ جب آپؐ پر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ اپنے کاتب وحی کو بلوا کر اسے وہ وحی لکھوا دیتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں موقعہ پر رکھو۔ اسی طرح آپؐ خود ہی سورتوں کی ترتیب بھی فرما دیتے تھے۔

(ابو داؤد و ترمذی و مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن و فتح الباری جلد9 صفحہ 19، 20 و صفحہ 39)

اور یہ طریق آپؐ کا ابتداء دعویٰ نبوت سے تھا؛ چنانچہ کتاب کے حصہ اول میں ہم لکھ چکے ہیں کہ جب مکہ کے ابتدائی سالوں میں حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو انہیں اسلام کی تحریک قرآن کی تلاوت سے ہی ہوئی تھی جو خباب بن الارت ایک لکھے ہوئے صحیفہ سے حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو پڑھ کر سنا رہے تھے۔

(ابن ہشام جلد 1صفحہ 119، 120 وزرقانی جلد 1صفحہ 273، 274)

الغرض قرآن شریف شروع سے ہی ساتھ ساتھ ضبط تحریر میں آ کر مرتب ہوتا اور جمع ہوتا گیا تھا۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ اپنی نمازوں میں قرآن شریف کی باقاعدہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات نمازوں میں لمبی لمبی قراءتیں پڑھتے تھے چنانچہ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے ایک ہی تہجد یعنی نصف شب کی نماز میں قرآن شریف کی پہلی پانچ سورتوں کی جو مجموعی طور پر قرآن کریم کے پنجم حصہ کے برابر بنتی ہیں اکٹھی اور بالترتیب قراءت فرمائی تھی۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب مایقول الرجل فی رکوعہ)

اور یہی وہ لمبے قیام ہیں جن کی وجہ سے بسا اوقات آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔

(بخاری ابواب التہجد)

اور بعض روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ ہر سال ماہ رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دور فرمایا کرتے تھے اور آخری سال دو دفعہ مکمل دور فرمایا۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن)

یہ سب باتیں اس بات کو یقینی طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن شریف کی ترتیب اور جمع کا حقیقی کام آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ پس زید بن ثابتؓ کے جمع کرنے سے صرف یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے حکم اور ان کی نگرانی کے ماتحت قرآن مجید کو ایک مصحف یعنی جلد یا کتاب کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا تا کہ آنحضرت ﷺ کے مرتب کردہ قرآن کی ایک مستند اور یکجائی کاپی ضبط میں آ جاوے اور روایات سے پتہ لگتا ہے کہ پھر اسی مصحف سے بعد میں حضرت عثمان خلیفۂ ثالث نے متعدد مصدقہ نقلیں تیار کرا کے انہیں اس وقت کی اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا اور پھر انہی مصدقہ نقول سے آگے مزید اشاعت ہوتی گئی۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن و فتح الباری جلد 9 صفحہ 17، 18)

علاوہ ازیں ہر زمانہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں حفاظ نے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں لفظ بلفظ محفوظ کر کے اس کی حفاظت کا ایک مزید ظاہری سبب مہیا کیا۔ اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف کے حفظ کرنے کا کس قدر شوق رہا ہے صرف یہ روایت کافی ہے کہ جب ایک دفعہ کسی غرض سے حضرت عمرؓ کو قرآن کے حفاظ کے پتہ لینے کی ضرورت پیش آئی تو معلوم ہوا کہ اس وقت کی اسلامی افواج کے صرف ایک دستہ میں تین سو سے زائد حافظ قرآن تھے۔

(کنزالعمال باب فی القرآن فصل فی فضائل القرآن)

موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ لوگوں میں دین کا شوق بہت کم ہو گیا ہے اسلامی دنیا میں حفاظ قرآن کی تعداد یقیناً لاکھوں سے کم نہیں ہوگی۔

ترتیب قرآن

یہ سوال کہ قرآن شریف کی موجودہ ترتیب کسی اصول پر قائم ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس پر؟ تاریخ سے تعلق نہیں رکھتا اور نہ ہی ایک تاریخی تصنیف میں اس قسم کے سوال کا تشریحی جواب دیا جا سکتا ہے مگر اس جگہ اس کے متعلق ایک مختصر سا اشارہ کر دینا غالباً بے سود نہ ہوگا۔ سو جاننا چاہئے کہ جیسا دوست و دشمن میں مسلم ہے اور تاریخ و حدیث اس کے حوالوں سے بھری پڑی ہیں کہ قرآن شریف کی موجودہ ترتیب اس کے نزول کی ترتیب کے مطابق نہیں ہے بلکہ وہ ایک جداگانہ ترتیب ہے جو آنحضرت ﷺ نے خود خدائی تفہیم کے مطابق مقرر فرمائی تھی، چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان علینا جمعہ ۔

(سورۃ قیامۃ 18)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کا نزول قریباً تئیس سال یا زیادہ صحیح طور پر ساڑھے بائیس سال کے عرصہ میں آہستہ آہستہ ہوا تھا اور گو درمیان میں بعض ناغے ہو جاتے تھے اور بعض ایام میں زیادہ حصہ اکٹھا نازل ہو جاتا تھا، لیکن اگر حسابی طور پر قرآن شریف کی مجموعی آیات کو جو قریباً چھ ہزار دو چونتیس (6234) ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے دنوں پر جو قمری حساب سے قریباً سات ہزار نو ستر (7970) بنتے ہیں پھیلا کر دیکھا جاوے تو فی یوم صرف 78. یعنی ایک آیت سے بھی کم کا حساب نکلتا ہے اور یہی اس قرآنی آیت کی عملی تفسیر ہے کہ رتلنٰہ ترتیلا (سورۃ فرقان 33) یعنی ہم نے قرآن کو یکلخت نہیں اتارا بلکہ بہت آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے اتارا ہے۔

یعنی قرآن کا جمع کرنا خود ہمارے ذمہ ہے اور ہم ہی اس کام کو سرانجام دیں گے۔'' اور ظاہر ہے کہ جمع قرآن کا کام خصوصاً جبکہ اسے نزول کی ترتیب سے ہٹا کر دوسری ترتیب میں جمع کیا گیا ہو ترتیب کے ساتھ لازم و ملزوم کے طور پر ہے اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ حدیث میں تو صراحت کے ساتھ ذکر آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر آیت کے نزول پر اور ہر سورۃ کے مکمل ہونے پر خود ہدایت فرماتے تھے کہ اس آیت یا سورۃ کو فلاں جگہ رکھو۔

(ابو داؤد احمد بحوالہ فتح الباری جلد9 صفحہ 19، 20 و صفحہ 39)

اندریں حالات خواہ کسی شخص کو موجودہ قرآنی ترتیب سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس بات میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن میں کوئی نہ کوئی اصول ترتیب ضرور مقصود ہے۔ دراصل غور کیا جاوے تو اصل نزول کی ترتیب کو چھوڑنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ نئی ترتیب میں کوئی نہ کوئی اصول ضرور مدنظر رکھا گیا ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ نزول کی ترتیب کو ترک کر کے کوئی اور ترتیب اختیار کی جاتی۔ مثلاً ایک ہال میں چند آدمی یکے بعد دیگرے داخل ہوتے ہیں۔ اب اگر ہال کا منتظم ان آدمیوں کے متعلق خاص اہتمام کے ساتھ یہ انتظام کرتا ہے کہ وہ داخل ہونے کی ترتیب سے نہ بیٹھیں بلکہ انہیں کسی اور ترتیب کے ساتھ بٹھاتا ہے تو اس کا یہی فعل اس بات کی دلیل ہوگا کہ خواہ اس کا اصول ترتیب کسی کو معلوم ہو یا نہ ہو، مگر اس کے مدنظر کوئی نہ کوئی اصول ضرور ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ داخلہ کی ترتیب کو تبدیل کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی ہوش و حواس رکھنے والا انسان یونہی لغو طور پر بلاوجہ کوئی کام نہیں کرتا۔

اس موقع پر اکثر یورپین محققین یہ کہا کرتے ہیں کہ ہال کے منتظم نے داخلہ کی ترتیب کو بدل کر سائز نگ کے اصول پر لوگوں کو بٹھا دیا ہے۔ یعنی قرآنی سورتوں کو ان کی لمبائی کی لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مگر یہ ایک سراسر بے بنیاد اور غلط خیال ہے۔ کیونکہ اول تو ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں جمع و ترتیب کا کام خود

اشتہارات

آنحضرت ﷺ نے خدائی تفہیم کے ماتحت سرانجام دیا تھا اور آنحضرت ﷺ جیسے انسان کی طرف اس قسم کا عبث فعل کبھی بھی منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا فعل وہی شخص کرسکتا ہے جو عقل وخرد سے بالکل عاری ہو۔ نزول کی ترتیب جس سے کم ازکم بعض تاریخی فوائد کے حصول میں آسانی ہوسکتی تھی اسے محض اس وجہ سے ترک کرنا کہ قرآنی سورتیں لمبے اور چھوٹے ہونے کے لحاظ سے ترتیب دی جاسکیں جس میں کوئی بھی علمی فائدہ متصور نہیں ہے۔، ایک ایسا فعل ہے کہ آنحضرت ﷺ تو درکنار ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اس کا مرتکب نہیں ہوسکتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی ذات تو اس سے بہت ہی بالا وارفع ہے۔ دوسرے سورتوں کا وجود ہی جس کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا ہے کسی ترتیب کا نتیجہ ہے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں قرآن شریف سورتوں کی صورت میں نازل نہیں ہوا بلکہ آیات کی صورت میں بہت آہستہ آہستہ نازل ہوا ہے اور سورتیں آیات کے جمع ہونے سے عالم وجود میں آئی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات عملاً بھی بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ قرآن میں سورتوں کے لمبا چھوٹا ہونے کی ترتیب مدنظر رکھی گئی ہے اور قرآنی سورتوں کی آیات کی تعداد کا ایک سرسری مطالعہ بھی اس کی تردید کے لئے کافی ہے کیونکہ بیسیوں مثالیں ایسی ہیں کہ بعض لمبی سورتیں ہیں جو پیچھے رکھی گئی ہیں اور بعض چھوٹی سورتیں ہیں جو پہلے آ گئی ہیں اور نہ معلوم مغربی محققین اس معاملہ میں اس قدر کوتاہ نظری اور فاش غلطی کے مرتکب کس طرح ہوئے ہیں۔

الغرض اس بات میں ہرگز کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اول قرآن شریف کی موجودہ ترتیب اس کے نزول کی ترتیب کے مطابق نہیں ہے۔ دوم نہ ہی یہ ترتیب سورتوں کے طول وقصر کے لحاظ سے ہے بلکہ۔ سوم یہ کوئی اور ہی ترتیب ہے جو آنحضرت ﷺ نے خود خدائی ارشاد کے ماتحت مقرر فرمائی تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ترتیب کیا ہے؟ اس کے جواب میں اس جگہ صرف اس قدر اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن شریف جو خدا کا قول ہے اس میں اسی قسم کا اصول ترتیب مدنظر رکھا گیا ہے جو خدا کے فعل یعنی صحیفۂ قدرت میں پایا جاتا ہے یعنی جس طرح اس جسمانی عالم میں دنیا کی مادی زندگی اور ترقی بہبودی کے سامان و ذرائع مہیا کئے جاکر اس میں ایک ترتیب رکھی گئی ہے اسی طرح کی خدا کے قول یعنی قرآن شریف میں ایک ترتیب ہے جو علم النفس کے ان ابدی اصول کے ماتحت قائم کی گئی ہے جو دنیا کی اخلاقی اور تمدنی اور روحانی زندگی اور اصلاح وترقی کے لئے بہترین اثر رکھتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ جس طرح بعض لوگوں کو اس عالم جسمانی میں کوئی ترتیب نظر نہیں آتی اسی طرح روحانی بینائی سے محروم لوگوں کو قرآنی ترتیب بھی نظر نہیں آتی۔ مگر جو لوگ گہرے مطالعہ کے عادی ہیں اور روحانی کلام کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اپنے اندر ضروری بینائی اور تقدس وطہارت رکھتے ہیں وہ اس ترتیب کو علیٰ مراتب سمجھتے ہیں اور اس کے اثر کو اپنے نفوس میں محسوس کرتے ہیں۔

اس جگہ اگر یہ سوال پیدا ہو کہ اگر موجودہ ترتیب ہی اصلاح و ترتیب اور روحانی تاثیر کے لحاظ سے بہترین تھی تو پھر اسی کے مطابق قرآن کا نزول کیوں نہ ہوا تا کہ صحابہ کی جماعت بھی جو قرآنی تعلیم کی سب سے پہلی حامل بنتی تھی ان اثرات سے متمتع ہوتی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کے حالات اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے حالات میں اختلاف ہے۔ صحابہ کے لئے وہی ترتیب بہترین تھی جس کے مطابق قرآن شریف نازل ہوا۔ مگر جب ایک ابتدائی جماعت قائم ہوگئی تو پھر آئندہ کے لئے مستقل طور پر وہ ترتیب بہترین تھی جو موجودہ قرآن میں پائی جاتی ہے اور یہ اختلاف دو اصول کے ماتحت ہے۔

اول تو بوجہ اس کے کہ صحابہ کی جماعت وہ پہلی جماعت تھی جو اسلامی شریعت کے مطابق قائم ہوئی اور اس سے پہلے کوئی جماعت اسلامی شریعت کی حامل نہیں تھی اور نہ ہی دنیا میں اسلامی شریعت کا وجود تھا اور قرآن کے ذریعہ سے پہلے طریق وتمدن کو مٹا کر ایک بالکل ہی نئے طریق وتمدن کی بنیاد پڑنی تھی، اس لئے ضروری تھا کہ اس وقت کے لوگوں کے سامنے ان کی ذہنیت اور ماحول کے مناسب حال قرآنی احکامات کا نزول ہوتا تا کہ وہ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بدلنے اور نئی تعلیم کو اپنے اندر جذب کرنے میں آسانی پاتے اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے بہترین صورت یہ تھی کہ سب سے پہلے اس قسم کی آیات کا نزول ہوتا جن میں صرف عقیدہ کی درستی مدنظر ہے اور مشرکانہ خیالات کو مٹا کر توحید کو قائم کیا گیا ہے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ اسلامی طریق عبادات اور اسلامی طریق معاملات اور اسلامی طریق تمدن اور اسلامی طریق سیاست کے متعلق اور اوامر ونواہی نازل ہوتے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب تالیف القرآن وفتح الباری جلد 9 ص 37)

لیکن جب ایک جماعت اسلامی شریعت کی حامل تیار ہوگئی اور آئندہ پھیلاؤ اور ترقی کے لئے ایک وجود بطور تخم کے یعنی ایک نیوکلیس (Nucleus) تیار ہوگیا تو اب اس تخم یا نیوکلیس کی آئندہ ترقی کے لئے وہ ابتدائی ترتیب نزول غیر طبعی اور ناموزوں تھی۔ اس لئے اسے بدل کر وہ ترتیب دی گئی جو اس کے لئے مناسب تھی، چنانچہ قرآن شریف کی موجودہ ترتیب بالکل اس اصول کے ماتحت ہے جو ایک تیار شدہ جماعت کے استحکام۔ اس کے پھیلاؤ اور ترقی کے لئے موزوں ترین ہے۔

دوسرا اصول نزول کی ترتیب کو بدل کر دوسری ترتیب کے اختیار کرنے میں یہ مدنظر تھا کہ نزول کی ترتیب زیادہ تر ان حالات کے مطابق چلتی تھی جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کو پیش آتے تھے۔ مثلاً چونکہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں ابھی کفار پر اتمام حجت ہورہا تھا اور مسلمانوں کو صبر وشکیب کے سانچے میں ڈھال کر نکالنا مقصود تھا۔ اس لئے مکی آیات میں جہاد کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ صبر و برداشت کی تعلیم پر زور ہے۔ لیکن جب اتمام حجت ہو چکا اور صحابہ بھی صبر و برداشت کے سانچے میں ڈھل چکے اور کفار کے مظالم سے مسلمانوں کو اپنا وطن تک چھوڑنا پڑا اور ظالم کی سزا کا وقت آ گیا تو اس وقت جہاد کی آیات نازل ہوئیں اسی طرح مکہ میں چونکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت بصورت جمعیت نہیں تھی اور کفار کے مظالم نے انہیں بالکل منتشر کررکھا تھا۔ یعنی ان کی کوئی اجتماعی زندگی نہیں تھی اس لئے مکہ میں اسلامی طریق تمدن و معاملات کے متعلق آیات نازل نہیں ہوئیں۔ لیکن جب مدینہ میں مسلمانوں کو ایک اجتماعی زندگی نصیب ہوئی تو اس کے مناسب حال آیات کا نزول ہوا اگر اس نزول میں حالات کی مناسبت اور مطابقت کو ملحوظ نہ رکھا جاتا، تو یقیناً ابتدائی مسلمانوں کے لئے نئی شریعت کو اپنے اندر جذب کرنا اور اس پر صحیح طور پر عامل ہونا سخت مشکل ہو جاتا۔ لہٰذا قرآن کے نزول کو حتی الوسع حالات پیش آمدہ کے ساتھ ساتھ چلایا گیا تھا تا کہ اس کی تعلیم صحابہ میں جذب ہوتی جاوے، لیکن جب سب نزول ہو چکا اور ایک جماعت قرآنی شریعت کی حامل وجود میں آ گئی تو پھر اس ترتیب کو قائم رکھنا ضروری نہ تھا، بلکہ پھر اس بات کی ضرورت تھی کہ آئندہ کی مستقل ضروریات کے مطابق اسے ترتیب دی جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اگر اس جگہ کسی کو یہ اعتراض پیدا ہو کہ نزول کی ترتیب بدلنے سے قرآن کی تاریخی حیثیت ضائع ہوگئی ہے تو یہ ایک بودا اور فضول اعتراض ہوگا کیونکہ اول تو جب حدیث و تاریخ میں قرآنی آیات کی نزول کی ترتیب بیشتر طور پر محفوظ ہے اور ذرا سی محنت اور توجہ کے ساتھ اس بات کا پتہ لگ سکتا ہے کہ کوئی آیت یا سورۃ کب نازل ہوئی تھی تو اس صورت میں ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کی تاریخی حیثیت ضائع ہوگئی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ وہ پوری طرح محفوظ ہے اور دوست ودشمن نے اسے تسلیم کیا ہے صرف فرق یہ پیدا ہوا ہے کہ اگر قرآن کو اس کے نزول کے مطابق ترتیب دیا جاتا، تو اس کی تاریخی حیثیت بدیہی اور عیاں ہوتی اور اب وہ محنت اور توجہ کے ساتھ نکالنی پڑتی ہے۔

دوسرے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن شریف کی اصل غرض وغایت تاریخ کی حفاظت نہیں ہے بلکہ اس قانون کا بہترین صورت میں مہیا کرنا ہے جو لوگوں کی تمدنی اور اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے اور جو بندہ کو خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ پس اس کی ترتیب میں بھی انہی اصول کا مدنظر رکھا جانا ضروری تھا جو ان اغراض کو بہترین صورت میں پورا کرسکتے تھے اور اگر اس کی ترتیب میں ان اصولوں کو قربان کرکے تاریخی پہلو کو ترجیح دی جاتی تو یہ ایک نہایت غیر حکیمانہ فعل ہوتا۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف کی موجودہ ترتیب بھی اس رنگ کی ترتیب نہیں ہے جس میں عام کتب کی طرح بابوں اور فصلوں اور پیروں وغیرہ میں مضمون کو تقسیم کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس قسم کی ترتیب قرآن کی غرض وغایت منافی تھی۔ قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ سب اقوام اور سب زمانوں کے لئے ایک شریعت لایا ہے۔

(سورۃ فرقان :2 سورۃ سباء :29۔ سورۃ انعام :13)

اور اس میں علوم کے خزانے مخفی ہیں جو بقدر ضرورت ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(سورۃ بنی اسرائیل :90 سورۃ حجر :22)

حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کی تحقیق سے علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے اور نہ اس کے عجائب کبھی ختم ہوں گے۔

(ترمذی ابواب القرآن جلد 2 ص 149)

اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ قرآنی آیات کے صرف ظاہری معانی پر ہی حصر نہیں ہے بلکہ اس کی ہر آیت کے نیچے متعدد بطون ہیں اور ہر بطن آگے متعدد شاخیں رکھتا ہے۔

(شرح السنہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثانی و طبرانی کبیر بحوالہ الجامع الصغیر سیوطی جلد 1 ص 91)

بالفاظ دیگر اسلام قرآن شریف کو ایک روحانی عالم کے طور پر پیش کرتا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح یہ دنیا ایک جسمانی عالم ہے۔ پس اس کی ترتیب کے اصول کو سمجھنے کے لئے بھی بہترین مثال اس دنیا کی ہو سکتی ہے جس طرح اور اور جس رنگ میں اس دنیا میں ترتیب پائی جاتی ہے کہ ہر چیز باوجود ایک دوسرے سے بظاہر جدا اور لاتعلق نظر آنے کے دراصل اپنی گہرائیوں میں ایک دوسرے سے پیوست اور مربوط ہے اور ایک مخفی زنجیر بلکہ مختلف جہات سے کئی مخفی زنجیریں اس کے مختلف حصوں کو ایک دوسرے سے منسلک کئے ہوئے ہیں اسی طرح قرآن کی گہرائیوں میں ربط واتحاد کی کڑیاں چلتی ہیں اور ٹھیک جس طرح اس جسمانی عالم میں محققین اور سائنس دان اپنی اپنی اہلیت اور اپنی اپنی تحقیق کے مطابق علوم کے جواہر نکالتے رہتے ہیں اسی طرح قرآن کے روحانی عالم کے سمندر میں غوطہ لگانے والوں کے لئے بھی کسی زمانہ میں روحانی موتیوں کی کمی نہیں رہی اور نہ آئندہ ہوگی اور یہ بات قرآن کریم کے سب سے بڑے معجزوں میں سے بڑا معجزہ ہے کہ اس کے الفاظ اور اس کی ترتیب کو ایسے طور پر رکھا گیا ہے کہ وہ باوجود حجم میں ساری آسمانی کتابوں میں سے چھوٹا ہونے کے اپنے اندر روحانی علوم کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ رکھتا ہے جو حسب تحقیق محققین اور حسب ضرورت زمانہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے ہیں اور ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 305 تا 317)

اور یہی وجہ ہے کہ اس ترتیب کو عام کتب کی طرح معین مضمون کے ٹکڑوں میں تقسیم کرکے بابوں اور

فصلوں اور پیروں وغیرہ کی صورت میں نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو اس کے معانی کی ساری وسعت کھوئی جاتی اور اس کا مفہوم ایک محدود اور معین صورت اختیار کر کے اپنی ظاہری اور بدیہی صورت میں بالکل مقید ہو جاتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ قرآن شریف اس بات کا مدعی ہے کہ اس کے اندر علوم کے بے انتہا خزانے مخفی ہیں جو ہمیشہ بقدر ضرورت ظاہر ہوتے رہیں گے اور اس کی تحقیق کا میدان کبھی ختم نہیں ہوگا اور قرآن کی یہ حیثیت اور اس کے نزول کے یہ غرض یقیناً فوت ہو جاتی اگر اس کی ترتیب کو عام کتب کی طرح بابوں اور فصلوں وغیرہ میں مضمون وار تقسیم کر کے ایک ٹھوس صورت میں جکڑ دیا جاتا۔

پس جہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن ایک نہایت مرتب اور منظّم کتاب ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ اس میں کوئی ترتیب نہیں ہے وہاں یہ بات بھی کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ اس کی ترتیب عام کتب کی طرح نہیں ہے بلکہ اس جسمانی عالم کے اصول پر ہے جس میں معانی کی بے شمار گہرائیاں مخفی ہیں اور ان گہرائیوں میں ربط واتحاد کی لاتعداد زنجیریں ایک جال کے طور پر پھیلی ہوئی ہیں جن سے ہر شخص اور ہر زمانہ اپنی کوشش اور اپنی استعداد اور اپنی ضرورت اور اپنے حالات کے مطابق فائدہ اٹھاتا اور اٹھا سکتا ہے۔

ہمارا یہ مختصر نوٹ اس جگہ بے شک ایک دعویٰ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر افسوس ہے کہ اس تاریخی تصنیف میں اس وسیع اور علمی مضمون کے لئے اس مختصر اشارے سے زیادہ کی گنجائش نہیں ورنہ اس دعوٰی کے ثبوت میں دلائل کا ایک سورج چڑھایا جا سکتا ہے۔

(سیرۃ خاتم النبییّن ص 531 تا 539)

اشتہارات

حفاظت قرآن کے سلسلہ میں ایک زبردست آسمانی تدبیر

قرآن کریم کے اعراب اور نقاط کا تاریخی جائزہ

قرآن میں ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں (حضرت مسیح موعود)

ابن رشید

عرب میں اعراب ونقاط کا وجود لکھنے پڑھنے میں زمانہ قدیم سے تھا۔

(ادب العرب جلد اول صفحہ 59 بحوالہ تاریخ قرآن ازعبدالصمد صارم صفحہ 128)

جو کسی زمانہ میں ترک کر دیا گیا......مگر تاریخ سے اس زمانہ کی تعیین نہیں ہوسکی۔

حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت میں نقطوں کے موجد کا نام عامر بن جدرہ بتایا گیا ہے جو قبیلہ بولان کا آدمی تھا۔ (صبح الاعشیٰ جلد 3 ص 8)

پس جب ہم قرآن پر نقطوں کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب نقطوں کی ایجاد نہیں بلکہ قرآن کریم میں ان کا اولین استعمال ہے۔

قرآن کریم کی اولین کتابت میں نقطے اور اعراب نہیں لگائے گئے تھے، اس کا پس منظر معلوم کرنے کے لئے عربی رسم الخط کا ذکر ضروری ہے جو اس زمانے میں نقطوں اور اعراب سے خالی ہوتا تھا۔

ظہور اسلام کے وقت عرب میں جو خط رائج تھا۔ اس کی نسبت حیرہ کی طرف ہے (حیرہ کوفہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا جسے اب ''نجف'' کہتے ہیں)۔

(معجم البلدان)

بعد میں یہی خط ''خط کوفی'' کے نام سے مشہور ہوا۔ (تاریخ القرآن از ابراہیم الابیاری ص 153)

رسول کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں قرآن کریم کی کتابت کس خط میں کروائی اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں قرآن کی تدوین کس خط میں ہوئی؟ اس کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس قرآن کا کوئی نمونہ یا عکس دستیاب نہیں ہوا۔ تاہم قوی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خط کوفی میں ہی ہوگا کیونکہ

(1) عرب میں اس وقت وہی خط متداول اور مروج تھا اور صحابہ نے اسی کو سیکھا تھا۔

(2) رسول کریم ﷺ نے جو تبلیغی خطوط مختلف حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے ان میں سے بعض کے جو عکس اس وقت تک دستیاب ہو چکے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطوط خط کوفی میں ہی تھے۔

(3) صحابہ میں سے جن کے لکھے ہوئے مصاحف ملتے ہیں مثلاً حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسن وغیرہ وہ صاف خط کوفی میں ہیں۔

(4) حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں قرآن کو لغت قریش کے مطابق لکھا گیا جو 30 ہجری میں تیار ہوا۔ یہ نسخہ مصحف امام کہلاتا ہے اور یہ بھی کوفی خط میں تھا۔

خط کوفی

خط کوفی پر اعراب اور نقاط نہیں لگائے جاتے تھے اس لئے مصحف امام اور حضرت عثمان کے عہد کے دوسرے مصاحف پر نہ تو نقاط تھے اور نہ ہی اعراب لگائے گئے تھے، مگر پڑھنے میں اعراب و نقاط محفوظ تھے، یعنی س، س ہی پڑھا جاتا تھا اور ش، ش ہی۔ فتحہ (یعنی زبر) فتحہ ہی پڑھی جاتی تھی۔ کیونکہ عرب اس پر قادر تھے اور وہ حروف کو صحیح طور پر ادا کرنے کے لئے اعراب اور نقطوں سے بے نیاز تھے۔

تاریخ القرآن میں لکھا ہے:۔

لکن ملكة الاعراب موجودة فی نفوسهم قبل اختلاطهم بالامم العجميه صانت لسانهم عن اللحن

(تاریخ القرآن ازعبدالصمد صارم ص 129)

یعنی غیر عرب قوموں کے ساتھ ملنے جلنے سے قبل عربوں کے نفوس میں اعراب کا ملکہ موجود تھا اور اسی نے ان کی زبان کو اغلاط سے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ پس لکھنے والا خالی حرف لکھنے پر اکتفا کرتا تھا اور پڑھنے والے اسی طرز کے عادی تھے کہ انہیں بغیر نقطوں کے تحریر پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی اور سیاق و سباق کی مدد سے مشتبہ حروف میں امتیاز بھی بآسانی ہو جاتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات نقطے ڈالنے کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مؤرخ مدائنی نے ایک ادیب کا مقولہ نقل کیا ہے کہ:

كثرة النقط فی الكتاب سوء ظن بالمكتوب اليه (صبح الاعشیٰ جلد 3 ص 150)

یعنی خط میں کثرت سے نقطے ڈالنا مکتوب الیہ کے فہم پر بدگمانی کرنا ہے۔

اعراب ونقاط کا آغاز

قرآن کریم میں نقاط و اعراب اور اشکال و علامات کا رواج حضرت عثمانؓ کے بعد ہوا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اسلامی سلطنت کے پھیلاؤ کے ساتھ مختلف ممالک کی عجمی اقوام اسلام میں داخل ہوئیں جن کی مادری زبان عربی نہ تھی اور الفاظ وحروف کے صحیح تلفظ کی قدرت ان میں عموماً نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت میں غلطیاں ہونے لگیں۔ اس صورتحال کو حضرت علیؓ کی دوربین نگاہ نے بھانپ لیا اور لوگوں کو تلاوت قرآن کریم میں غلطیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے پہلی اینٹ خدا نے ان کے ہاتھ سے رکھوائی۔

انہوں نے ایک شخص کو قرآن کریم غلط پڑھتے ہوئے سنا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ کوئی ایسا قاعدہ بنا دیا جائے جس سے اعراب میں غلطی واقع نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابوالاسود دئلی کو چند قواعد بتا کر اس فن کی تدوین پر مامور کیا اور اس طرح ''علم النحو'' کے ابتدائی اصول وجود میں آئے۔

(الفہرست ابن ندیم۔ مقالہ دوم ص 105 و تاریخ الخلفاء حالات حضرت علیؓ ص 228)

تھوڑے عرصے کے بعد یہ ضرورت بھی محسوس کی گئی کہ قرآن پر نقاط اور اعراب وغیرہ لگائے جائیں تاکہ نئے آنے والے قرآن صحیح طور پر پڑھ سکیں اور زبانوں اور لہجوں کے اختلاف کے باوجود وحدت کا رنگ پیدا کیا جاسکے۔ یہ کام بھی حضرت علی کے شاگرد ابوالاسود اور اس کے تلامذہ کے ذریعے سرانجام پایا۔

ایک احتیاط

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری اور لفظی حفاظت کے پیش نظر علمائے سلف میں سے اکثر قرآن کریم پر نقاط یا دوسری علامات ونشانات لگانا مکروہ بلکہ ایک طرح کی بدعت سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

''قرآن کو خالص رہنے دو اور اس میں کسی چیز کو مت ملاؤ''۔

(تفسیر الاتقان اردو ترجمہ جلد 2 ص 539)

یہی خیال حضرت ابن عمرؓ، قتادہ، حضرت حسن بصری، ابن سیرین اور امام نخعی کا تھا۔

(صبح الاعشیٰ جلد 3 ص 158)

حضرت امام مالک نے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ وہ نیم خواندہ لوگوں یا بچوں کے لئے تو ایسے مصاحف جائز سمجھتے تھے جن پر نقاط وعلامات لگا دی جائیں، لیکن بالغوں کے لئے اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(الموسوعۃ القرآنیہ المیسرۃ جلد 2 ص 97)

حفاظت قرآن

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم وہ یقینی اور قطعی کلام الٰہی ہے جس میں انسان کا ایک نقطہ یا ایک شعشہ تک دخل نہیں اور وہ اپنے الفاظ اور معانی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کا ہی کلام ہے......اس کی ایک ایک آیت اعلیٰ درجہ کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے وہ وحی متلو ہے جس کے حرف حرف گنے ہوئے ہیں وہ بباعث اپنے اعجاز کے بھی تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 384)

کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 597)

قرآن مجید خاتم الکتب ہے اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 279)

مگر لوگ آہستہ آہستہ نقطوں اور اعراب والے قرآن کی طرف راغب ہوتے گئے اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ اس فعل کو بنظر استحسان دیکھا جانے لگا اور علماء نے اس کو پسندیدہ قرار دیا۔ (الاتقان جلد 2 ص 539)

جس طرح پہلے یہ خطرہ تھا کہ نقطے اور اعراب لگانے سے کہیں قرآنی حروف تبدیل نہ ہو جائیں اب یہ خطرہ دامن گیر ہوا کہ اگر قرآن پر نقطے اور اعراب نہ لگائے گئے تو عجمی لوگ اس کی تلاوت میں غلطیوں کے مرتکب ہوں گے، خلاصہ یہ کہ الفاظ قرآن کی حفاظت کا خیال پہلے نقاط و اعراب سے کراہت کا موجب تھا اور بعد میں یہی جذبہ نقطے اور اعراب لگانے کا محرک بن گیا۔

تدریجی مراحل

قرآن پر اعراب اور نقاط لگانے کا کام تدریجی طور پر کمال کو پہنچا، آغاز کار اعراب سے ہوا مگر وہ اعراب کی موجودہ شکل نہ تھی بلکہ اعراب اور حرکات کا اظہار نقاط کے ذریعہ کیا گیا۔ یعنی نقاط تو لگائے گئے مگر وہ اعراب و حرکات کے قائمقام تھے اور ان کی حیثیت ان نقاط کی نہیں تھی جن سے آج ہم واقف ہیں۔

(علوم القرآن ص 133)

ابوالاسود نے یہ کام حضرت علیؓ کے ارشاد پر کیا۔

(صبح الاعشیٰ جلد 3 ص 151)

لیکن بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام حضرت علیؓ کی وفات کے بعد 42ھ میں کیا۔ (مناہل العرفان بحوالہ علوم القرآن ص 133)

اور یہ بھی ذکر آتا ہے کہ ابوالاسود نے یہ کام والی بصرہ زیاد بن ابی سفیان کے حکم پر کیا تھا۔

(البرہان جلد 1 ص 251)

ابوالاسود (متوفی 69ھ) قاضی بصرہ تھے اور کبار تابعی تھے۔ انہوں نے نقط مصاحف پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس کا تذکرہ مشہور قاری علامہ ابوعمر وانی نے

کتاب المحکم میں کیا ہے۔ (دیباچہ اتقان ص 61)

دوسرا قدم

دوسرا قدم عبدالملک بن مروان (65ھ تا 86ھ) کے زمانہ میں اٹھایا گیا۔اس سلسلہ میں حجاج بن یوسف (م۔95ھ) کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ اس کی سرپرستی میں 70ھ کے لگ بھگ ابوالاسود کے دو شاگردوں یحییٰ بن یعمر (م۔129ھ) اور نصر بن عاصم (م۔89ھ) نے اعراب اور نقاط کے کام کو آگے بڑھایا۔

بعض روایتوں کے مطابق یہ کام 65ھ میں شروع ہوا اور ابوالاسود خود بھی اس میں شریک ہوئے۔نصر بن عاصم کے سلسلہ میں تو یہ وضاحت ملتی ہے کہ انہوں نے حجاج کی منشاء کے مطابق ایک طرف تو باقاعدہ نقطے وضع کئے،جن کے ذریعے ہم شکل حروف میں امتیاز قائم ہو گیا۔یعنی ''د'' پر کوئی نقطہ نہیں دیا اور ''ذ'' پر ایک نقطہ دے دیا گیا۔اس کی وجہ سے حروف کے مابین اشتباہ ختم ہو گیا۔ نصر کی اس خدمت کی وجہ سے اسے ''نصر الحروف'' بھی کہا جاتا ہے۔ (البرہان جلد 1 ص 251)

نصر بصرہ کے قاری تھے اور 89ھ میں وفات پائی۔ ایک اور اہم کام اس دور میں یہ کیا گیا کہ قبل ازیں اعراب کے قائمقام جو نقاط مقرر کئے گئے تھے ان میں اور حروف کے اصل نقاط میں امتیاز کرنے کے لئے الگ الگ رنگ مقرر کئے گئے۔یعنی حروف اصلیہ پر نقطے سیاہ رکھے گئے اور اعراب کے لئے قرمزی یا سرخ رنگ کے نقطے لگائے گئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد نمبر 3 ص 283،اپریل 1970ء)

ان اصلاحات سے الفاظ کا تلفظ اور لہجے آسان ہو گئے اور متشابہ الفاظ و حروف کے درمیان جو پیچیدگی واقع ہو جاتی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا اور اعراب و نقاط لگانے کے جو اصول و قواعد بن گئے تھے اس کی وجہ سے آنے والے مصلحین کا کام بہت سہل ہو گیا۔

نئی شکلیں

زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے رسم الخط کو آسان اور خوبصورت بنانے کی جدوجہد جاری رہی۔اور نئی نئی صورتیں اختیار کرتی رہی۔اس شوق کو علم عروض کے بانی خلیل بن احمد (م۔175ھ) نے ایک نیا رنگ دیا۔ اس نے اعراب کی خاص شکلیں وضع کیں۔یعنی زبر، زیر وغیرہ جس کے بعد اعراب کے لئے مختلف رنگوں کا استعمال ترک کر دیا گیا۔لفظوں کی حسین اور معین شکل متعین کی ایک اور کتاب میں ان اصول و قواعد کو منضبط کیا۔انہوں نے ہمزہ، تشدید اور اشمام کی اصطلاحات بھی ایجاد کیں۔

(تفسیر الاتقان جلد 2 ص 540،صبح الاعشیٰ جلد 3 ص 157)

خلیل کی ان اصطلاحات کے بعد تیسری صدی ہجری کے اختتام تک قرآن کا رسم الخط باقاعدہ ایک فن بن چکا تھا اور لوگ عمدہ خط اختیار کرنے اور نئی نئی علامات ممیّزہ وضع کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کر رہے تھے، چنانچہ کئی نئی علامتیں متعارف کرائی گئیں۔ (علوم القرآن ص 136)

خط نسخ

خط کی تاریخ میں ابن مقلہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس نے رسم الخط میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔

ابن مقلہ عباسی دور میں وزیر بھی رہا۔ (زمانہ 272ھ تا 328ھ) وہ تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل کا ایک باکمال خطاط تھا۔ اس نے قدیم اور مروج خطوط کو پیش نظر رکھتے ہوئے چھ خط ایجاد کئے جن میں سب سے زیادہ مشہور ''نسخ'' ہے۔

خط نسخ 310ھ میں ایجاد کیا گیا اور اپنی عمدگی کی وجہ سے قرآن لکھنے کے لئے مخصوص ہوا۔ چوتھی صدی ہجری تک قرآن خط کوفی میں لکھا جاتا تھا مگر خط نسخ نے آہستہ آہستہ اس کی جگہ لینی شروع کر دی تھی اور پانچویں صدی کے اوائل میں خط کوفی متروک ہو گیا اور نسخ کا دور شروع ہو گیا۔

یہ خط بہت سادہ اور واضح اور آسان ہے اور اس میں سب نقاط حرکات اور علامتیں پائی جاتی ہیں۔اس نے قراءت قرآن کو بہت آسان اور درست کر دیا اور وہ ساری اصولی اور بنیادی ضرورتیں جو ابتدائے کتابت قرآن میں محسوس کی جاتی تھیں اس کے ذریعہ پوری ہو گئیں اور آج تک یہ خط اپنی اسی شان سے کام انجام دے رہا ہے۔

خط نستعلیق

ساتویں صدی ہجری میں ایک اور نیا خط ''نستعلیق'' کے نام سے ایجاد ہوا۔ اس کی ایجاد اور قواعد و ضوابط کا سہرا امیر علی تبریزی کے سر ہے۔ یہ خط بھی بے انتہا مقبول و معروف ہے۔

حفاظت قرآن کا ذریعہ

بعد میں کئی خطوط ایجاد ہوئے جنہوں نے عربی زبان اور قرآن کریم کی بہت خدمت کی اور اس کا ظاہری حسن بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ اعراب و نقاط کا یہ سلسلہ بھی درحقیقت حفاظت قرآن کے سلسلہ میں خدائی تقدیر کے ماتحت تھا۔تا کہ قرآن کا ایک ایک نقطہ اور شعشہ قیامت تک محفوظ رہے اور کوئی مخالف اس میں ذرہ بھر دخل اندازی نہ کر سکے۔سو ایسا ہی ہوا اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

در مدح قرآن کریم

قرآن پاک جہان میں تو وہ بے مثال کتاب ہے
جو کمالِ حسن و جمال میں فقط آپ اپنا جواب ہے
تری سُورتوں میں تجلّیاتِ ربُوبیت کا ظہور ہے
ترے لفظ لفظ میں نور ہے ترے حرف حرف میں آب ہے
تری بسملہ بھی عجیب ہے کہ جو برکتوں کی کلید ہے
جو عمل ہو اپنا اعوذ پہ تو وہ شیطنت پہ شہاب ہے
تری فاتحہ کا وجود بھی ترا معجزہ در معجزہ
تُو لباب سارے علوم کا تو یہ تیرا لُبِّ لُباب ہے
شاداب ہے دل زندگی تری آبیاری کے فیض سے
تری آبیاری اگر نہ ہو تو یہ زندگانی سراب ہے
تیری آیہ آیہ کے ربط میں ترے امرونہی کے ضبط میں
مری زندگی کا ہے ضابطہ مری بندگی کا نصاب ہے
کبھی شرق میں کبھی غرب میں تیری رحمتوں کی ہیں بارشیں
ہے جہاں جہاں پہ کرم تیرا ہمہ گیر تیرا سحاب ہے
جو نہ پی سکا وہ نہ جی سکا، جو نہ جی سکا وہ نہ پی سکا
صفتِ دو گونہ سے متّصف تری زندگی کی شراب ہے
تو کلامِ ربّ خبیر ہے تو نشانِ شان قدیر ہے
ترا کر سکے جو معارضہ بھلا کس غریب کی تاب ہے

ظفر محمد ظفرؔ

اشتہارات

قرآن کریم کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم

قرآن کریم بسم اللہ کی ''ب'' سے لے کر والناس کی ''س'' تک خدا کا کلام ہے اور اس کا حرف حرف خدا تعالیٰ کی حفاظت کے سائے تلے ہے اور ساری امت اس قرآن پر متفق اور متحد ہے۔

قرآن کریم کو اندرونی طور پر سورتوں، آیات، منازل، رکوعات اور پاروں اور پھر پاروں کو نصف، ثلث ربع وغیرہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تاریخ قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب آیات اور ترتیب سُوَر رسول کریم ﷺ نے خدا کے حکم سے اپنی زندگی میں مقرر فرمادی تھی۔ اسی طرح منازل کا تصور بھی ملتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں رکوعات اور پاروں کی اصطلاحات کا کوئی ذکر نہیں ملتا ان کی بنیاد تو صحابہؓ کے دور میں پڑی مگر ان کی ترویج بہت بعد میں ہوئی۔ آیئے اس کا تدریجی طور پر جائزہ لیں۔

قرآن کریم کی رکوعات اور پاروں میں تقسیم کی تاریخ روایات کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت سے شروع ہوتی ہے جس کا مقصد قراءت قرآنی میں تناسب اور سہولت پیدا کرنا تھا۔

قرآن کریم کی رکوعات میں تقسیم

حضرت عمرؓ کے وقت میں جب نماز تراویح کا باقاعدہ آغاز ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تراویح میں فی رکعت تیس آیات پڑھی جائیں تاکہ دس دن میں قرآن مکمل ہو اور پورے رمضان میں قرآن کے تین دور مکمل ہوں۔ (المبسوط للسرخسی جلد 2 ص 146)

(تراویح 20x30 آیات=600 آیات 10x دن=6000 آیات)

تراویح کی رکعتوں کے بارہ میں اصولاً یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ رسول کریم ﷺ تہجد کے وقت آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور یہی آپؐ کا دوامی عمل تھا تاہم آپؐ نے بعض اوقات اسے رات کے اول حصے میں بھی پڑھا۔ پس آٹھ رکعات تراویح پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہے مگر چونکہ تراویح نفل نماز ہے اس لئے اگر کوئی زیادہ رکعت پڑھنا چاہتا ہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھنے لگے تھے تاکہ ہر رکعت کی قراءت جلدی ختم ہو اور ایک ہی رکعت میں لوگوں کو دیر تک کھڑے نہ رہنا پڑے کیونکہ لمبی قراءت کی وجہ سے بعض اوقات لوگ تھک جاتے تھے۔

(فقہ احمدیہ ص 209,208)

واضح رہے کہ قرآن کریم کی کل آیات چھ ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ بعض کے شمار میں چھ ہزار چھ سو کے قریب ہیں۔ (اس اختلاف کی وجہ آیات کی کمی بیشی نہیں بلکہ گنتی کے طریق میں فرق ہے)۔

حضرت عمرؓ کے اس حکم پر عمل کے لئے آیات کے آخر پر نشان لگانے کا آغاز ہوا اور پانچ آیتوں اور دس آیتوں کے بعد باقاعدہ نشان لگائے گئے۔

حضرت عثمانؓ نے غالباً نئے آنے والے اور کمزور لوگوں کا خیال کرتے ہوئے تراویح میں فی رکعت دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا۔

(اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم بحوالہ عرض الانوار ص 105)

انڈیا آفس لائبریری لندن میں عثمانی عہد کا جو قرآن موجود ہے اس میں دس آیتوں کے بعد نشان ہے اور دو سو آیتوں کے بعد حاشیہ پر نشان ہے۔

(بحوالہ تاریخ القرآن عبدالصمد صارم ص 125)

اس طرح رمضان میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل ہوتا تھا۔ آغاز میں اسی پر عمل ہوتا رہا بعد میں یہ خیال ابھرا کہ آیات کی گنتی کو مدنظر رکھنے کی بجائے جہاں مضمون مکمل ہو وہاں پر وقف کیا جائے اور اتنا حصہ ایک رکعت میں تلاوت کیا جائے۔ اس طرح قرآن کریم کے 540 رکوعات قائم ہوئے اور بعض کے خیال میں 551 تھے۔

لیکن اس دور میں ابھی قرآن کریم پر باقاعدہ رکوعوں کے نشان نہیں لگائے گئے تھے۔ یہ سارا عمل زبانی تھا تحریر میں نہ تھا۔ تحریر میں رکوع کا یہ (ع) نشان بعد کے علماء کی ایجاد ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ نشان امام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن طیفور السجاوندی (متوفی آخر صدی ششم ہجری) کی ایجاد ہے۔

(عرض الانوار ص 105)

اور اس کو رکوع اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حصہ قرآن ایک رکعت میں تلاوت کیا جاتا ہے اور اس کے بعد نمازی رکوع میں جاتا ہے۔

(المبسوط للسرخسی جلد 2 ص 146)

قاضی عمادالدین کہتے ہیں کہ مشائخ بخاری نے قرآن کو 540 رکوعات میں تقسیم کیا ہے اور ہر رکوع کے اختتام پر نشان بنادیئے ہیں تاکہ قرآن ستائیسویں رمضان کو ختم ہو جائے۔

کیونکہ عام طور پر ستائیسویں رمضان کو لیلۃ القدر سمجھا جاتا ہے۔

(تراویح 1x20 رکوع=20 رکوع x27 روزے =540 رکوع)

یعنی اس طرح تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھا جائے تو روزانہ بیس تراویح کے لحاظ سے ستائیسویں رمضان کو قرآن کریم کا دور مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح کل 540 رکوع بنتے ہیں۔

(المبسوط للسرخی جلد 2 ص 146 وفتاویٰ ھندیۃ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد اول ص 188 مطبوعہ 1933ء نولکشور لکھنؤ و فتاویٰ قاضی خان ص 171)

یہاں یہ بات دلچسپی کے قابل ہے کہ سنٹرل لائبریری بہاولپور میں قرآن کریم کا ایک قدیم قلمی نسخہ موجود ہے جو چھٹی صدی ہجری میں روسی ترکستان میں لکھا گیا۔ اس قرآن کریم کے متن میں آیات کے نشان سنہری، رکوع کے نشان سرخ، بیان نزول سورۃ کے الفاظ نیلی روشنائی میں ہیں جبکہ تمام اعراب سرخ رنگ کے لگائے گئے ہیں۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم ص 785)

قرآن کریم کی پاروں میں تقسیم

پارہ کا تصور بھی غالباً نماز تراویح ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب رمضان میں ایک بار قرآن کریم کا دور کرنے کا طریق شروع ہوا تو جتنا قرآن ایک دن کی بیس تراویح میں پڑھا جاتا تھا اسے ایک جزء قرار دیا گیا۔

لیکن پھر اس سے وسعت پذیر ہو کر ایک ماہ میں تلاوت قرآن کرنے کی غرض سے اسے تیس حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

اس عمل کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی اس حدیث پر ہے جس میں رسول اللہؐ نے حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے فرمایا تھا کہ قرآن کو ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔

لیکن حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کی کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے تو رسول کریمؐ نے انہیں کم از کم سات دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت فرمائی اور یہیں سے غالباً سات منزلوں کا خیال پیدا ہوا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فی کم یقرء)

حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں جو قرآن لکھا وہ تیس جزو پر مشتمل تھا۔

(مفید القاری بحوالہ عرض الانوار ص 105)

حضرت علیؓ اور صاحبزادگان کے لکھے ہوئے قرآن اور پارے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

(عرض الانوار ص 70)

تابعین کے دور میں یہ کام مزید آگے بڑھا اور باقاعدہ ہر پارہ کا نام تجویز کیا گیا اور ہر پارے کا نام اس کے پہلے لفظ پر لکھا گیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا زیر لفظ قرآن ص 754)

ہارون الرشید کے کاتب نے ایک قرآن تیس ورق پر لکھ کر بادشاہ کو پیش کیا تھا اور اسی سے وہ تلاوت کیا کرتا تھا۔

پاروں کی یہ تقسیم باعتبار حروف ہے اور اس میں یہ لحاظ بھی ہے کہ آیت پوری ہو جائے اور مطلب میں ایسی کمی نہ رہے جس سے تلاوت میں نقص واقع ہو۔ لیکن چونکہ شمار حروف میں صحابہؓ میں اختلاف ہے اس لئے بعض پاروں کی ابتداء اور انتہاء میں بھی اختلاف ہے۔ یہ اختلاف مصر اور مراکش وغیرہ میں رائج ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) ساتواں پارہ جو مصر وغیرہ میں رائج ہے۔ آیت لتجدن اشد الناس (سورۃ المائدہ آیت 83) سے شروع ہوتا ہے اور ہمارا ساتواں پارہ اس سے ایک آیت بعد واذا سمعوا ما انزل (آیت 84) سے شروع ہوتا ہے۔

(2) مصر کا چودھواں پارہ آیت الـر تلك (سورۃ الحجر آیت 2) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ اس سے اگلی آیت ربما یود الذین (آیت 3) سے شروع ہوتا ہے۔

(3) بعض نے انیسویں پارے کو آیت وقدمنا الی ما عملوا (سورۃ الفرقان آیت 24) سے شروع کیا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ وقال الذین (آیت 22) سے شروع ہوتا ہے۔

(4) مصر کا بیسواں پارہ فما کان جواب قومه (سورۃ النمل آیت 57) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ امن خلق السمٰوٰت (آیت 61) سے شروع ہوتا ہے۔

(5) مصر کا اکیسواں پارہ ولا تجادلوا اهل الكتاب (سورۃ العنکبوت آیت 47) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا اتل ما اوحی (آیت 46) سے شروع ہوتا ہے۔

(6) مصر کا تیئیسواں پارہ وما انزلنا علی قومه من بعده (سورۃ یٰس آیت 29) سے شروع ہوتا ہے جبکہ ہمارا ومالی لا اعبد الذی (آیت 23) سے شروع ہوتا ہے۔

(7) بعض نے چھبیسویں پارے کو وبدا لهم (الجاثیہ آیت 34) سے شروع کیا ہے جبکہ ہمارا یہ پارہ حم (الاحقاف کے آغاز) سے شروع ہوتا ہے (یعنی چار آیت بعد سے) (عرض الانوار ص 106)

ہمارا ہر پارہ ربع، نصف، ثلث پر تقسیم ہے مگر مصر وغیرہ کا ہر جز و دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع، نصف، ثلث پر۔ حزب کے ان حصوں کو مقرا بھی کہتے ہیں۔ یہ دونوں تقسیمیں مجلس قراء حجاج بن یوسف نے مقرر کی ہیں۔ یہ تقسیم باعتبار حروف ہوئی ہے۔

ضمناً یہ ذکر ضروری ہے کہ ابتداء میں علماء نے رکوع اور پارہ کی تقسیم آیات کے اختتام پر نشان وغیرہ کو بنظر کراہت دیکھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعود یکره التعشير فی القرآن کہ عبداللہ بن مسعود دس آیتوں کے بعد نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے۔ صحابہؓ کی تقلید میں بعض تابعین اور تبع تابعین بھی اس کو ناپسند کرتے تھے مگر بعد میں ان کے مباح اور مستحب ہونے کے قائل ہو گئے۔

(کتاب المصاحف لابی داؤد بحوالہ عرض الانوار ص 63)

منزلوں اور پاروں کی تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے

امام زرکشی کہتے ہیں۔

امّ التحزیب والتجزئة فقداشتهرت الاجزاء من ثلاثین کما فی الربعات بالمدارس وغیرها۔

(البرہان فی علوم القرآن جلداول ص250)

یعنی جہاں تک قرآن کریم کو منزلوں اور پاروں میں تقسیم کرنے کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کو مدارس میں تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

مندرجہ بالا معلومات اور روایات کی روشنی میں امام زرکشی کے بیان کا مطلب یہ بنتا ہے کہ قرآن کریم کی الگ الگ پاروں کی شکل میں تحریر یا اشاعت اس وقت ہوئی جبکہ قرآنی علوم سکھانے کے لئے مدارس قائم کئے گئے اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پارے الگ الگ لکھے یا شائع کئے گئے۔

اشتہارات

مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب

قرآن کریم کے بعض مفسرین اور ان کی کتب کا تعارف

تفسیر نبوی اور تفسیر صحابہ۔ تفسیر ابن جریر۔ رازی، کشاف، قرطبی بیضاوی، ابن کثیر کا مختصر تعارف

قرآن مجید ایک ایسے ضابطۂ حیات پر مشتمل ہے، جس میں شریعت، اخلاق اور تمدن کے قوانین کو مکمل طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے اب کسی اور ضابطۂ حیات کی ضرورت نہیں۔ دنیا بدل جائے لیکن قرآن مجید کے اصول ہر زمانے کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے کافی ہیں۔ وہ ایک ایسا پاک درخت ہے جو ہر زمانے کی ضرورت اور حالات کے مطابق پھل دیتا چلا جائے گا۔ بظاہر اس کے الفاظ مختصر ہیں لیکن ان الفاظ میں مطالب کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اس کا اسلوب بیان اس قسم کا ہے جیسے کوزہ میں دریا بند کر دیا جائے۔

چونکہ قرآن مجید کے الفاظ اپنے اندر وسیع مطالب رکھتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ اس کے مضامین اور حقائق سے پردہ اٹھایا جائے اور ان بیش قیمت ہیروں، موتیوں اور جواہرات سے لوگوں کو مالا مال کیا جائے جو اس کے خزانوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں جوش پیدا کیا کہ وہ اس کلام پاک کی تفسیر بیان کریں۔ سو ہر زمانے میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے قرآن مجید کی تشریح کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تیرہویں صدی کے وسط تک جس قدر تفاسیر کا علم شائقین کو ہو سکا ان کی تعداد 1161 بیان کی جاتی ہے۔

(تاریخ القرآن مصنفہ قاضی عبدالصمد صاحب ص 118)

اس کے علاوہ قرآن مجید کے متعلقہ علوم پر جو سینکڑوں کی تعداد میں کتب تحریر کی گئیں اور وہ کتب تفسیر جو قلمی تھیں اور شائع نہ ہو سکیں یا ضائع ہو گئیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ پھر ان تفاسیر میں سے بعض کئی کئی جلدوں میں لکھی گئی ہیں مثلاً ''تفسیر'' ذات بهجة '' پانچ سو جلدوں میں اور تفسیر القزوینی تین سو جلدوں میں اور کتاب الاستغناء ایک ہزار جلدوں میں اور تفسیر انوار الفجر اسّی (80) جلدوں میں لکھی گئی۔

پھر چونکہ اس کامل کتاب نے تا قیامت دنیا کے لئے ہادی بننا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرما دیا کہ ایسے لوگ دنیا میں وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہیں جن کا اس ذات باری سے تعلق ہو جس نے اس پاک کتاب کو نازل کیا ہے اور جو اس کے صحیح مفہوم کو جانتا ہے۔ تا یہ آسمانی لوگ چشمہ صافی سے پانی حاصل کر کے دنیا کو سیراب کریں۔ اور جو غلطیاں کتاب پاک کی تشریح میں واقع ہوئی ہوں ان کو واضح کر دیں۔

پس ہر زمانے میں اس کتاب کی شان ظاہر ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی آشکارا ہوتی رہے گی۔ ذیل میں ہم ان لوگوں کا اختصاراً ذکر کریں گے جنہوں نے اس باغ کے پھلوں اور پھولوں کو چن کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان تمام لوگوں پر رحمت نازل کرے جنہوں نے نیک نیتی سے اپنی عمروں کو کلام پاک کی خدمت میں صرف کر دیا۔ اور ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی رحم فرمائے اور اپنے پاک کلام کے خادموں میں سے بنائے۔

مفسر اول رسول اللہ ﷺ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی پر جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا رسول اللہ ﷺ نہ صرف یہ کہ اس کے الفاظ کو لوگوں تک پہنچاتے اسے لکھواتے اور یاد کرواتے بلکہ حکم وانزلنا اليك الذكر لتبين............ (نحل آیت: 44) کے مطابق اسے مناسب تشریح اور تفصیل کے ساتھ سمجھاتے۔ اس لئے قرآن مجید کے سب سے پہلے مفسر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور قرآن کریم کی سب سے پہلی تفسیر احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ تمام صحیح احادیث کا تعلق آیات قرآنی سے ہی ہے اس لئے صحیح احادیث کا ہر مجموعہ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ترتیب دیتے وقت یہی طریق اختیار کیا ہے کہ احادیث کے بیان کرنے سے پہلے وہ آیت لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روایت کردہ احادیث آیت بیان کردہ کی تشریح ہیں۔

صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سورج سے روشنی حاصل کی جس نے ساری دنیا کو منور کر دیا اور پھر خود اس قابل ہوئے کہ دنیا کو منور کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہؓ کی شان میں فرمایا ہے اصحابی کالنجوم چنانچہ ان ستاروں نے کتاب پاک کے نور کو خاص طور پر پھیلانے کی پوری کوشش کی اور جو صحابہؓ اس بات میں پیش پیش تھے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

خلفاء اربعہ۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضی اللہ عنہم،

پہلے تین خلفا سے بہت کم روایات مروی ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں بہت کچھ روایات ہیں۔ آپؓ خود بھی اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! مجھ سے قرآن مجید کی آیات کے متعلق دریافت کرو تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ مجھے ہر ایک آیت کے متعلق علم ہے کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو اور کہاں نازل ہوئی۔ اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ جو خود بھی عالم قرآن تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی ہر آیت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور حضرت علیؓ وہ شخص ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہر دو علم عطا کئے ہیں۔

خلفاء اربعہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ مشہور ہیں۔ اور ازواج مطہراتؓ میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ چھٹے مسلمان تھے۔ گویا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے سے لے کر آخری وقت تک آنحضرتؐ سے فیض حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! چار آدمیوں سے قرآن مجید کا علم سیکھو۔ اور ان میں عبداللہ بن مسعودؓ کا نام بھی لیا۔

حضرت عمرؓ ان کو خزینة العلم کہا کرتے تھے چنانچہ آپ نے ان کو کوفہ میں معلم اور قاضی بھی مقرر کیا۔ آپؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم قرآن مجید کی کوئی آیت نہیں اتری مگر مجھے علم ہے کہ کہاں اتری اور کس کے بارے میں اتری۔ اگر مجھ سے بڑھ کر کوئی اور کسی جگہ اس بات کو جاننے والا ہوتا تو میں اس کے پاس پہنچتا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی قرآن مجید کی تفسیر میں کثرت سے روایات ہیں۔ آپؓ ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ اور گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم سن تھے لیکن انہوں نے باوجود کم سنی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق دعا کی کہ اے اللہ! ان کو دین کی سمجھ عطا فرما کہ وہ اس کو صحیح طور پر سمجھیں اور صحیح طور پر بیان کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دین کا علم دیا اور آپؓ نے اس کو خوب اچھی طرح پھیلایا۔ آپؓ کو سلطان المفسرین، ترجمان القرآن اور حبر الامت کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ کو صحابہ کرامؓ میں سے سب سے بڑا مفسر کہا جاتا ہے۔

آپؓ کے متعلق تفسیر فتح البیان میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ان کو امیر حج مقرر فرمایا۔ آپؓ نے وہاں سورۂ بقرہ یا سورۂ نور کی آیات پڑھ کر ایسی تفسیر کی جو غیر مسلم اگر سن پاتے تو ان کو قرآن مجید کی حقانیت کے اعتراف کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔

تابعین

تابعین میں سے مشہور مفسرین (1) علقمہ۔ (2) اسود۔ (3) مسروق۔ (4) قیس بن ابی حازم۔ (5) مجاہد۔ (6) سعید بن جبیر۔ (7) عکرمہ۔ (8) طاؤس بن کیسان (9) عطاد بن ابی رباح ہیں۔ پہلے چار حضرت عبداللہ بنؓ مسعود کے شاگرد ہیں اور علماء کوفہ کے نام سے مشہور ہیں اور باقی پانچ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد ہیں اور علماء مکہ کے نام سے مشہور ہیں۔

سعید بن جبیر کی تفسیر حسب فرمائش خلیفہ عبدالملک بن مروان لکھی گئی جو شاہی خزانہ میں رہی اور آخر عطا ابن دینار کے ہاتھ آ گئی اور ان کے نام پر مشہور ہوئی۔

تیرھویں صدی کے وسط تک جو تفاسیر لکھی گئیں ان کی تعداد 1161 بتائی جاتی ہے۔

تفسیر ابن جریر

تابعین کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے ایسی کتب لکھیں جن میں اقوال صحابہ اور تابعین جمع کئے۔ حتیٰ کہ چوتھی صدی ہجری میں تفسیر ''ابن جریر'' لکھی گئی جس کی گیارہ جلدیں اور تیس حصے ہیں۔ تفسیر ابن جریر کے لکھنے والے محمد بن جریر بن یزید الامام ابو جعفر الطبری بغدادی ہیں۔ ان کی پیدائش 224 ہجری میں اور وفات 310 ہجری میں ہوئی۔ ابن جریر نے تفسیر کے علاوہ تاریخ کی مشہور کتاب بھی تصنیف کی جس کو آج تک شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر ان کی تصانیف کو دیکھا جائے تو ان کی عمر کے لحاظ سے ان کے لکھے ہوئے روزانہ چودہ صفحات بنتے ہیں۔

ابن جریر کی تفسیر میں روایات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین کی آ گئی ہیں۔ اسی طرح ایک حد تک لغت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ بہرحال جامع اور نہایت عمدہ تفسیر ہے۔

تفسیر کشاف

ابن جریر کے بعد جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں سے ایک مشہور اور مستند تفسیر کشاف ہے۔ کشاف کے مصنف علامہ ابو القاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری ہیں۔ آپ 467 ہجری میں پیدا ہوئے اور 538 ہجری میں وفات پائی۔ ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہے اور وہاں رہنے کی وجہ سے ''جاراللہ'' کا لقب پایا۔ نہایت معتبر عالم اور لغت عربی کے ماہر تھے۔ آپ نے کثرت سے تصانیف کی ہیں۔ جن میں سے زیادہ مشہور ادب عربی کی ہیں۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ معتزلی تھے لیکن پھر بھی ان کی کتاب نے مقبولیت عام حاصل کی۔ چنانچہ کئی مصنفین نے اس کے متعلق کتب لکھی ہیں بعض نے اس کی شرح کی ہے۔ بعض نے اس پر حواشی لکھے ہیں اور بعض نے اس کا خلاصہ نکال کر پیش کیا ہے۔

تفسیر رازی

ساتویں صدی میں جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں سے مشہور حسب ذیل ہیں:۔

تفسیر رازی۔ تفسیر ابن العربی۔ تفسیر قرطبی۔ انوار التنزیل المعروف بہ تفسیر بیضاوی۔

تفسیر رازی (جس کا نام مفاتیح الغیب ہے) کے مصنف امام فخر الدین محمدؒ بن عمر الرازی ہیں۔ آپ کی وفات 606 ہجری میں ہوئی۔ آپ نے سورۂ انبیاء تک تفسیر لکھی لیکن پھر وفات کا وقت آ گیا۔ بعد ازاں شیخ نجم الدین احمدؒ بن محمدؒ متوفی 777ھ نے اس کو مکمل کیا۔ امام رازیؒ نے جس زمانہ میں تفسیر لکھی اس وقت دین پر علوم عقلیہ کی رو سے اعتراض ہو رہے تھے۔ چونکہ آپ کو خدا نے ذہن رسا دے دیا ہوا تھا اور آپ بڑے بھاری مناظر تھے اس لئے آپ نے مروجہ علوم کو مدنظر رکھ کر تفسیر لکھی اور جو اعتراض کئے جاتے تھے ان کا رد کیا۔ امام صاحب بہت بڑے عالم تھے خوارزم میں معتزلہ کے ساتھ مناظرات کیا کرتے تھے۔ عربی اور فارسی زبان میں وعظ و نصیحت کرنے میں یدطولیٰ رکھتے تھے اسی وجہ سے ان کو امام المتکلمین کہا جاتا ہے۔ اس تفسیر کے علاوہ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔

تفسیر ابن العربی

محی الدین محمدؒ بن علی بن احمدؒ المعروف شیخ اکبر کی تصنیف ہے۔ آپ کی پیدائش 561 ہجری میں ہوئی اور وفات 628 ہجری میں۔ آپ کی تفسیر اپنے اندر بہت سے عجائبات رکھتی ہے اور آپ نے متعدد آیات کی تفسیر میں مسیح موعود کی آمد کا ذکر کیا ہے۔ تفسیر کے علاوہ ان کی تصانیف میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم مشہور ہیں۔

تفسیر القرطبی

تفسیر قرطبی امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی کی ہے۔ یہ بہت بڑے مفسر تھے۔ آپ کی کتاب پندرہ جلدوں میں ہے آپ نے اس میں فقہی امور کو بیان کرنے میں توجہ کی ہے۔ متعدد تفاسیر میں اس کتاب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی

تفسیر بیضاوی امام ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن علی الشیرازی البیضاوی کی تصنیف ہے۔ شیراز کے قاضی تھے۔ آخر میں ترک شیخ محمد بن تحتان کی خدمت میں رہے اور انہی کے ایماء سے تفسیر لکھی۔ امام بیضاوی نے اپنی تفسیر کے لئے تفسیر کشاف کو بطور بنیاد کے استعمال کیا خدا تعالیٰ نے آپ کی کتاب کو بہت قبولیت عطا کی اور یہ کتاب دنیا میں کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ کتاب پر اکتیس تعلیقات اور بائیس حواشی لکھے ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تفسیر کی تلخیص بھی کی ہے۔

تفسیر بحر محیط

یہ تفسیر شیخ اثیر الدین ابوحیان محمدؒ بن یوسف اندلسی کی تصنیف ہے جو 745 ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ تفسیر دس جلدوں میں ہے۔ انہوں نے اپنی اس تفسیر کو دو جلدوں کو مختصر کر کے بھی لکھا ہے اور اس کا نام النہر المادمن البحر رکھا۔

ان کی تفسیر نہایت عمدہ ہے۔ پہلے لغت کی تشریح کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد آیت کی تشریح کرتے ہیں۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سور کی ترتیب کو بیان کیا ہے۔

ابن کثیر

یہ کتاب امام ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی کی تصنیف ہے۔ آپ شافعی المذہب تھے اور آپ نے دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں سے مشہور ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ ہیں۔ 710 ہجری میں پیدا ہوئے اور 774 ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی کتاب دس جلدوں میں ہے اور ابن جریر کے بعد یہ دوسری ایسی کتاب ہے جس میں آیات قرآنیہ کی تشریح میں احادیث اور آثار کو بالالتزام بیان کیا گیا ہے اور ان پر حسب ضرورت جرح بھی کی گئی ہے۔

تفسیر جلالین

یہ کتاب شیخ جلال الدین محمد ابن احمد محلی متوفی 864 ہجری کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ابھی سورۃ الاسراء تک لکھی گئی تھی کہ مصنف کا انتقال ہو گیا۔ بعد ازاں اس کی تکمیل امام جلال الدین السیوطی متوفی 911 ہجری نے کی۔ بوجہ مختصر اور علمی ہونے کے بغیر دماغ کو تشویش میں ڈالے آسان طرز سے آیت کا مفہوم بیان کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے بہت سے حواشی اور شروح لکھی گئی ہیں اور اس کا نام جلالین اس لئے رکھا گیا کہ دو ایسے شخصوں نے اس کو لکھا جن کے نام میں لفظ جلال آتا ہے۔

الدر المنثور

درمنثور امام جلال الدین سیوطی متوفی 911 ہجری کی تصنیف ہے۔ سیوط علاقہ مصر میں ایک جگہ ہے اور اس کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سیوطی کہلاتے ہیں۔ علامہ سیوطی بہت بڑے عالم اور کثیر التصانیف ہیں۔ جن میں سے 89 کتب صرف فن حدیث پر ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے اتقان فی علوم القرآن نہایت ہی مشہور کتاب ہے۔ جس میں 80 علوم القرآن پر بحث کی گئی ہے۔ درمنثور میں بھی ابن جریر اور ابن کثیر کی طرح احادیث اور روایات کو زیادہ مدنظر رکھا گیا ہے۔

فتح القدیر

یہ کتاب امام محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی کی تصنیف ہے جو 1172 ہجری میں شوکان میں پیدا ہوئے اور 1250 ہجری میں وفات پائی۔ آپ نے تفسیر قرطبی، بیضاوی اور کشاف کو ملحوظ رکھا ہے۔ اسی کتاب کو نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال نے 1304 ہجری میں فتح البیان کے نام سے موسوم کر کے شائع کیا۔

روح المعانی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کے مصنف علامہ محمود آلوسی بغدادی ہیں جو 1270ء ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ کتاب 6 جلدوں میں اور تیس (30) حصص میں ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں پہلی تفاسیر کو مدنظر رکھا ہے۔ لغت روایات اور مطالب میں سے ہر ایک کو بیان کیا ہے۔ کئی ایک مقامات پر امام رازیؒ پر جرح کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب ایک خواب کی بناء پر لکھی جس کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں کیا ہے۔ چونکہ یہ تفسیر آخر میں لکھی گئی ہے اس لئے نہایت عمدہ معلومات پر مشتمل ہے۔

تفسیر المنار

یہ کتاب الشیخ محمدؒ رشید رضا المصری کی تالیف ہے جس میں آپ نے اپنے استاد الشیخ مفتی محمدؒ عبدہ کے دروس کو مدنظر رکھا ہے۔ مفتی محمدؒ عبدہ السید جمال الدین افغانی کو بھی ملے ہیں جو حنفی مدرسۂ خیال سے تعلق رکھتے تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ تفسیر المنار مکمل نہیں بلکہ سورۂ یوسف کی آیت توفنی مسلما تک ہے۔

تفسیر الجواہر

مصنفہ علامہ طنطاوی مصری یہ تفسیر بیس جلدوں میں ہے۔ بسیط ہے اور انہوں نے کوشش کی ہے کہ ہر مضمون کو کھول کر بیان کریں۔

اشتہارات

مرتبہ: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب .... ترتیب بلحاظ زمانہ

عربی اور فارسی زبان میں

چند مشہور مفسرین اور ان کی تفاسیر

نمبر شمار	کتب	اسماء مفسرین	ولادت	وفات	مقام	مسلک
1	تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	-	68ھ	مدینہ	-
2	الصافی فی تفسیر القرآن الکریم	ملامحسن کاشی۔ محمد بن شاہ مرتضیٰ	-	100ھ	قم (ایران)	شیعہ
3	تفسیر القرآن العظیم	تستری۔ ابو محمد سہل بن عبداللہ	-	200ھ	تستر (ایران)	-
4	معانی القرآن	الفراء۔ ابوزکریا یحییٰ بن زیاد دیلمی	144ھ	207ھ	کوفہ	-
5	(تفسیر طبری) جامع البیان فی تفسیر القرآن	ابن جریر طبری۔ محمد بن جریر	224ھ	310ھ	طبرستان بغداد	غیر مقلد
6	تنزیہ القرآن عن المطاعن	قاضی عبدالجبار احمد ہمدانی	-	415ھ	ہمدان	شافعی معتزلی
7	امالی الشریف المرتضیٰ۔ غرر الفوائد و درر القلائد	شیخ المرتضیٰ۔ ابوالقاسم علی بن طاہر	355ھ	436ھ	ایران	شیعہ معتزلی
8	المفردات فی غریب القرآن	راغب اصفہانی۔ حسین بن محمد	-	502ھ	بغداد	سنی
9	تفسیر بغوی۔ معالم التنزیل	بغوی۔ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء	434ھ	516ھ	خراسان	شافعی
10	الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل	زمخشری۔ جاراللہ ابوالقاسم محمود بن عمر	467ھ	538ھ	زمخشر۔ خوارزم	حنفی معتزلی
11	مجمع البیان لعلوم القرآن	طبرسی۔ ابوعلی فضل بن حسن	-	548ھ	طبرستان	اثنا عشری۔ شیعہ
12	(تفسیر ابن عطیہ) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز	ابن عطیہ۔ ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر	481ھ	546ھ	غرناطہ	-
13	البیان فی غریب اعراب القرآن	ابن الانباری۔ عبدالرحمٰن بن محمد	513ھ	577ھ	بغداد	-
14	(تفسیر کبیر رازی)۔ مفاتیح الغیب	امام رازی۔ فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی	544ھ	606ھ	رے (ایران) ہرات	سنی
15	عرائس البیان فی حقائق القرآن	ابو محمد شیرازی۔ روزبہان بن ابی نصر البقلی القسوی	-	606ھ	-	-
16	املاء مامن بہ الرحمٰن من وجوہ الاعراب والقراءت فی جمیع القرآن	ابوالبقاء العکبری۔ عبداللہ بن حسین	538ھ	616ھ	بغداد	-
17	تفسیر الشیخ الاکبر	ابن عربیؒ محی الدین محمد بن علی الشیخ الاکبر	-	628ھ	مرسیہ (اندلس) دمشق	صوفی
18	(تفسیر قرطبی) الجامع الاحکام القرآن	قرطبی۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر	-	671	قرطبہ	مالکی
19	(تفسیر بیضاوی) انوار التنزیل واسرار التاویل	علامہ بیضاوی۔ ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد	-	685ھ	بیضاء (شیراز) تبریز	شافعی
20	مدارک التنزیل وحقائق التاویل	علامہ نسفی ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود	-	710ھ	نسف (سمرقند) ایذوج	حنفی

اشتہارات

نمبر شمار	کتب	اسماء مفسرین	ولادت	وفات	مقام	مسلک
21	(تفسیر ابن تیمیہ) التفسیر الکبیر	ابن تیمیہ۔ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین	661ھ	728ھ	دمشق	حنبلی
22	غرائب القرآن ورغائب الفرقان	النظام الاغرح۔ حسن بن محمد نیشاپوری	-	728ھ	قم (ایران)	-
23	لباب التاویل فی معانی التنزیل	خازن۔ ابوالحسین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی	678ھ	741ھ	بغداد۔ حلب	شافعی
24	ابوحیان ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی	البحر المحیط	654ھ	745ھ	غرناطہ۔ قاہرہ	شافعی
25	(تفسیر ابن کثیر) تفسیر القرآن العظیم	علامہ ابن کثیر۔ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بصری	710ھ	774ھ	دمشق۔ بصرہ	شافعی
26	البرہان فی علوم القرآن	الزرکشی۔ امام بدرالدین محمد بن عبداللہ	745ھ	794ھ	قاہرہ (مصر)	-
27	**تفسیر جلالین**۔ تفسیر از محلی سورۃ بقرۃ تا بنی اسرائیل تفسیر از السیوطی سورۃ فاتحہ۔ کہف تا الناس	جلال الدین محمد ابن احمد المحلی شافعی جلال الدین السیوطی	791ھ	864ھ	مصر	شافعی
28	جامع البیان فی تفسیر القرآن	سید معین الدین محمد بن عبداللہ الحسنی الحسینی	832ھ	894ھ	ایج (ایران)	شافعی
29	(1) الاتقان فی علوم القرآن (2) الدر المنثور فی التفسیر الماثور	جلال الدین السیوطی۔ ابوالفضل عبدالرحمان بن ابی بکر	849ھ	911ھ	قاہرہ (مصر)	-
30	السراج المنیر	الخطیب شمس الدین محمد بن محمد الشربینی	-	977ھ	مصر	شافعی
31	ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم	ابوالسعود۔ محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی	898ھ	982ھ	قسطنطنیہ	حنفی
32	روح البیان	البروسوی شیخ اسماعیل حقی۔ مولی الروم	1063ھ	1137ھ	ایدوس (ترکی) بروسہ	صوفی
33	قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی	تفسیر مظہری	-	1225ھ	پانی پت (بھارت)	حنفی
34	حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی	تفسیر فتح العزیز (فارسی میں ہے)	-	1239ھ	دہلی (بھارت)	سنی
35	فتح القدیر	الشوکانی۔ محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ	1173ھ	1250ھ	ہجرہ شوکان (یمن)	زیدی (شیعہ)
36	روح المعانی	آلوسی شہاب الدین سید محمود بن عبداللہ آفندی	1217ھ	1270ھ	آلوس (بغداد)	شافعی
37	فتح البیان فی مقاصد القرآن	نواب صدیق حسن خان قنوجی	1248ھ	1306ھ	بریلی بھوپال	-
38	المنار۔ تفسیر القرآن الحکیم پارہ نمبر 30 اور سورۃ فاتحہ تا ابتدا سورۃ یوسف ان کے درس ان کے شاگرد رشید رضا نے مرتب کر کے شائع کئے۔ ان کی وفات پر رشید رضا نے بقیہ حصہ کی تفسیر مکمل کی۔	شیخ محمد عبدہ	-	1323ھ	مصر	غیر مقلد
39	الجواہر فی تفسیر القرآن	طنطاوی۔ شیخ طنطاوی الجوہری	-	1359ھ	مصر	-
40	فی ظلال القرآن	سید قطب	1324ھ	1386ھ	مصر	-
41	صفوۃ التفاسیر	صابونی۔ محمد علی الاستاذ بکلیۃ الشریعۃ والدراسات	-	-	سعودی عرب	-
42	منہج الصادقین (فارسی میں ہے)	ملا فتح اللہ کاشانی	-	-	-	شیعہ
43	المیزان فی تفسیر القرآن	طباطبائی۔ سید محمد حسین	-	-	-	-
44	اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن	الشنقطی۔ محمد الامین بن المختار الجکنی	-	-	-	-

چشمۂ ہدیٰ

قرآں کلامِ حضرتِ عالی جناب ہے
جس میں نہیں کوئی بھی شک یہ وہ کتاب ہے
اس کے ہر ایک لفظ میں ہے نورِ لم یزل
جو حرف جس جگہ ہے وہیں انتخاب ہے
ہے طالبانِ حق کے لئے چشمہ ہدیٰ
یہ منبعِ فیوض ہے اُم الکتاب ہے
روحانیت کے پھول کِھلے ہیں ہر ایک سُو
اور فاتحہ تو واقعی رشکِ گلاب ہے
عقبیٰ کے امتحاں کا یہی ایک ہے نصاب
جو حرزِ جاں بنائے اسے کامیاب ہے
سارے علومِ معنوی اس سے ہیں فیض یاب
یہ آسمانِ علم کا وہ آفتاب ہے
اس پر عمل ہے سب کے لئے باعث نجات
پڑھنا ہی اس کتاب کا کارِ ثواب ہے
انسان کی فلاح کا منشور ہے یہی
جنت کی یہ کلید ہے رحمت کا باب ہے
جو اس سے پیار کرتے ہیں وہ خوش نصیب ہیں
ان پر خدا کا فضل و کرم بے حساب ہے
عشق کلام پاک ہے پروانۂ نجات
اعراض اس سے موجب کفر و تباب ہے
اس کے بغیر امیدِ رضائے خدائے پاک
یکسر خیالِ خام سراسر سراب ہے
اس کی ہے پیاس جس کو وہ ہوتا نہیں ہے سیر
جس کا نشہ ہے دائمی یہ وہ شراب ہے
ہے اس کا ایک وصف الف لام میم بھی
اس میں ہر اعتراض کا شافی جواب ہے
ہے یہ کتاب ظاہر و باطن میں بے مثال
یعنی کہ ہر لحاظ سے یہ لاجواب ہے
بسملؔ کو بھی بفضلہٖ قرآن سے ہے عشق
محبوب جان و دل سے اُسے یہ کتاب ہے

آفتاب احمد بسملؔ

اشتہارات

حفاظت قرآن کا ایک بڑا ذریعہ حفظ قرآن ہے

قرآن کریم کی الٰہی حفاظت کے وعدے

از افاضات حضرت مسیح موعود و حضرت مصلح موعود

قرآن مجید کی حفاظت

حضرت مسیح موعودفرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے (-) (سورہ حجر) یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔سو تیرہ سو برس سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت ہورہی ہے۔اب تک قرآن شریف میں پہلی کتابوں کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی۔اور آئندہ بھی عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ اس میں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہوسکے۔کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں۔پانچ وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ہر روز اس کی تلاوت کی جاتی ہے''۔

(براہین احمدیہ۔روحانی خزائن جلد1 ص102)

قرآن سینوں سے محو نہیں ہوگا

قرآن کریم بحیثیت ذکر ہونے کے قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔اور اس پر ایک اور آیت بھی بین قرینہ ہے اور وہ یہ ہے بل ھو اٰیات بینات ...... یعنی قرآن کریم آیات بینات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں۔پس ظاہر ہے کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مومنوں کو قرآن کریم کا علم اور نیز اس پر عمل عطا کیا گیا ہے اور جبکہ قرآن کریم کی جگہ مومنوں کے سینے ٹھہرے تو یہ آیت کہ انا نحن نزلنا ...... بجز اس کے اور کیا معنی رکھتی ہے کہ قرآن سینوں سے محو نہیں کیا جائے گا۔

(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد6 ص350)

چار قسم کی حفاظت

خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے (انا لہ لحٰفظون ۔ناقل) چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا۔اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں۔

(ایام الصلح۔روحانی خزائن جلد14 ص288)

عشاق قرآن

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ اتفاق ہے؟ کہ قرآن شریف آج تک محفوظ ہے۔اسلامی تاریخ بتلاتی ہے کہ یہ اتفاق نہیں بلکہ اس کی ظاہری حفاظت الکتاب اور قرآن مبین کے ذریعوں سے ہوتی ہے جن کا ذکر اس سورۃ کے شروع ہی میں کیا گیا ہے۔شروع نزول ہی سے اس کی آیات لکھی جانے لگیں اور اس کی حفاظت ہوتی گئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے عشاق عطاء کیے جو اس کے ایک ایک لفظ کو حفظ کرتے اور رات دن خود پڑھتے اور دوسروں کو سناتے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم ص17)

قرآن کے کروڑوں حفاظ

یہ بھی یاد رہے کہ ایسے آدمیوں کا میسر آنا جو اسے حفظ کرتے اور نمازوں میں پڑھتے تھے۔آنحضرت ﷺ کی طاقت میں نہ تھا، ان کا مہیا کرنا آپؐ کے اختیار سے باہر تھا۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انا نحن نزلنا ......فرمایا کہ ایسے لوگ ہم پیدا کرتے رہیں گے جو اسے حفظ کریں گے۔آج اس اعلان پر تیرہ سو سال ہوچکے ہیں اور قرآن مجید کے کروڑوں حافظ گزر چکے ہیں......''

''......اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اپنے خاص تصرف سے ایسے الفاظ اور ایسی ترکیب سے نازل فرمایا ہے کہ وہ سہولت سے حفظ ہوجاتا ہے''

(تفسیر کبیر جلد چہارم ص18)

قرآن کی حفاظت کا سامان

دوسرا سامان خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کے لیے یہ کیا کہ حفاظ وقراء کو پیدا اس کثرت کے ساتھ کردیا کہ دنیا میں اس کی اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔قرآن کریم پہلی الہامی کتاب نہیں جو دنیا میں نازل ہوئی۔بلکہ اس سے پہلے اور بھی کئی الہامی کتابیں نازل ہوچکی ہیں مگر کسی ایک کتاب کو بھی یہ بات میسر نہیں آئی کہ اس کے ماننے والوں نے حفظ کیا ہو۔لیکن قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کے لاکھوں حفاظ آج بھی دنیا میں موجود ہیں''۔ (تفسیر کبیر جلد8 ص424)

حفاظ کے ذریعے قرآن کی خدمت

قرآن کریم کی خدمت اور اس کی حفاظت ظاہری کا کام حفاظ اور قراء کے سپرد ہے۔وہ قرآن کریم کے خادم ہیں اور اس کی حفاظت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔جس طرح مہر کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کوئی چیز باہر سے اندر داخل نہ ہو اور کوئی چیز اندر سے باہر خارج نہ ہو۔اسی طرح اس آیت میں یہ بتایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی خدمت پر ایسے انسان مقرر کیے جائیں گے جو مشک کی طرح خوشبودار ہوں گے۔یعنی وہ اعلیٰ درجہ کے نیک، اپنی ذمہ داری کو سمجھنے والے اور قرآن کریم کی حفاظت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال گزر چکے ہیں مگر کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوا جس میں حفاظ کی ایک بڑی بھاری جماعت دنیا میں موجود نہ ہو اور قرآن کی خدمت نہ کررہی ہو۔

(تفسیر کبیر جلد8 ص320)

حفاظت قرآن کا زبردست معجزہ

معروف محقق ڈاکٹر محمد حمیداللہ لکھتے ہیں:۔

کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے، جرمنی کے عیسائی پادریوں نے یہ سوچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں آرامی زبان میں جو انجیل تھی وہ تو اب دنیا میں موجود نہیں۔اس وقت قدیم ترین انجیل یونانی زبان میں ہے اور یونانی سے ہی ساری زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں۔لہٰذا یونانی مخطوطوں کو جمع کیا جائے اور ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔چنانچہ یونانی زبان میں انجیل کے نسخے جتنے دنیا میں پائے جاتے تھے کامل ہوں کہ جزئی ان سب کو جمع کیا گیا اور ان کے ایک ایک لفظ کا باہم مقابلہ (Collation) کیا گیا اس کی جو رپورٹ شائع ہوئی اس کے لفظ یہ ہیں ''کوئی دو لاکھ اختلافی روایات ملتی ہیں'' اس کے بعد یہ جملہ ملتا ہے ان میں سے 1/8 اہم ہیں۔یہ ہے انجیل کا قصہ۔غالباً اس رپورٹ کی اشاعت کے بعد کچھ لوگوں کو قرآن کے متعلق حسد پیدا ہوا۔جرمنی ہی میں میونخ یونیورسٹی میں ایک ادارہ قائم کیا گیا ''قرآن مجید کی تحقیقات کا ادارہ''۔اس کا مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا سے قرآن مجید کے قدیم ترین دستیاب نسخے خرید کر، فوٹو لے کر، جس طرح بھی ممکن ہو جمع کئے جائیں۔جمع کرنے کا یہ سلسلہ تین نسلوں تک جاری رہا۔جب میں 1933ء میں پیرس یونیورسٹی میں تھا تو اس کا تیسرا ڈائریکٹر پرتسل Pretzl پیرس آیا تاکہ پیرس کی پبلک لائبریری میں قرآن مجید کے جو قدیم نسخے پائے جاتے ہیں۔ان کے فوٹو حاصل کرے۔پروفیسر نے مجھ سے شخصاً بیان کیا کہ اس وقت (یہ 1933ء کی بات ہے) ہمارے انسٹیٹیوٹ میں قرآن کے بیالیس ہزار نسخوں کے فوٹو موجود ہیں اور مقابلے (Collation) کا کام جاری ہے۔دوسری جنگ عظیم میں اس ادارے کی عمارت پر ایک امریکی بم گرا اور عمارت، اس کا کتب خانہ اور عملہ سب کچھ برباد ہوگیا۔لیکن جنگ کے شروع ہونے سے کچھ ہی پہلے ایک عارضی رپورٹ شائع ہوئی تھی۔اس رپورٹ کے الفاظ یہ ہیں کہ قرآن مجید کے نسخوں میں مقابلہ کا کام ہم نے شروع کیا تھا، وہ ابھی مکمل نہیں ہوا لیکن اب تک جو نتیجہ نکلا ہے وہ یہ ہے کہ ان نسخوں میں کہیں کتابت کی غلطیاں تو ملتی ہیں لیکن اختلاف روایت ایک بھی نہیں۔ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ کتابت کی جو غلطی ایک نسخے میں ہوگی وہ کسی دوسرے نسخوں میں نہیں ہوگی۔مثلاً فرض کیجئے بسم اللہ الرحیم میں الرحمٰن کا لفظ نہیں۔لیکن یہ صرف ایک نسخے میں ہے باقی کسی نسخے میں ایسا نہیں ہے۔سب میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ہے باقی نسخوں میں نہیں ہے، تو اسے کاتب کی غلطی قرار دیں گے۔وہ کہتے ہیں کہ ایسی چیزیں کہیں کہیں سہو قلم یعنی کاتب کی غلطی سے ملتی ہیں۔لیکن اختلاف روایت یعنی ایک فرق کئی نسخوں میں ہو، ایسا کہیں نہیں ہے۔

(نگارشات ڈاکٹر محمد حمیداللہ ص35)

دادا کے دربار میں پانچ سو حفاظ

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود اپنے دادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان کے دربار میں پانچ سو حافظ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی وغیرہ ہر قسم کے پیشہ کے لوگ جو ان کے دربار میں تھے ان میں سے ایک کثیر حصہ نے قرآن کریم کو حفظ کیا ہوا تھا۔ .... میں سمجھتا ہوں کہ لاکھوں لاکھ حفاظ ہندوستان میں سے ہی نکل سکتے ہیں۔غرض دوسرا ذریعہ قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ حفاظ وقراء کی کثرت پیدا کردی اور یہ چیز بھی ایسی ہے جو کسی کے بس کی نہیں۔غرض قرآن کریم کی حفاظت کا ایک سامان خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ دلوں میں اس کے حفظ کی رغبت پیدا کردی اور اس طرح لاکھوں لوگوں کے سینوں میں قرآن کا ایک ایک لفظ بلکہ زیر اور زبر تک محفوظ کردی۔ (تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 424)

قرآن اور آرکیالوجی

آرکیالوجی Archaeology علم آثار قدیمہ یا اثریات کے لئے بین الاقوامی طور پر معروف نام آرکیالوجی ہے۔

بنی نوع انسان کے ماضی کا وہ مطالعہ جو ان مادی آثار کی مدد سے کیا جائے جو اس نے تہذیب وتمدن کے ارتقاء کے دوران پیچھے چھوڑے ہیں آرکیالوجی کہلاتا ہے۔ان ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات Prehistory اور جب ان کے واضح اور ٹھوس ثبوت مل جائیں تو Protohistory کہلاتی ہیں۔چونکہ مختلف ادوار کے مطالعے کے لئے الگ الگ ذرائع اور طریقہ ہائے کار ہیں اس لئے اب آرکیالوجی کئی شاخوں میں بٹ گئی ہے جن میں علماء الگ الگ تخصص کرتے ہیں مثلاً کلاسیکل آرکیالوجی، قرون وسطیٰ کی آرکیالوجی، انڈسٹریل آرکیالوجی بیبلیکل (Biblical) آرکیالوجی وغیرہ، علم تاریخ اور علم بشریات (Anthropology) آرکیالوجی سے سب سے زیادہ استفادہ کرتے ہیں۔

مذہبی تاریخ اور مذہبی کتب میں مذکور تاریخ کی تصدیق کے لئے بھی آرکیالوجی کو بڑے پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اس علم کی تحصیل کا ارشاد اور اس علم کے اصول اور مختلف آثار کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم تباہ شدہ اقوام کے آثار کے حوالے سے دنیا کو ذنوب یعنی ایسے قومی گناہوں یا بداعمالیوں سے منع فرماتا ہے جن کا طبعی نتیجہ تباہی اور ہلاکت ہے۔قرآن کریم نافرمان قدیم اقوام کی تباہی کے پیچھے الٰہی تقدیر کی کارفرمائی کی خوب کھول کر وضاحت کرتا ہے۔

اشتہارات

ماخوذ

مکرم غلام مصطفی تبسم صاحب

قرآن کریم آن لائن۔حفاظت قرآن کا جدید ذریعہ

انٹرنیٹ پر قرآن کریم کا عربی متن، تراجم اور بعض قیمتی معلومات

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً قرآن کو لکھنے کے لئے کھجور کے پتے، اونٹ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں اور چمڑا وغیرہ استعمال کیا گیا۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے بعد اس کی اشاعت کے لئے کاغذ استعمال ہونے لگا اور اب یہ موجودہ دور کے جدید ترین میڈیم یعنی سی ڈیز پر بھی دستیاب ہے۔ یہ تو ظاہری اسباب ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا میں بے شمار حفاظ موجود ہیں جن کے قلب وذہن پر یہ نقش ہے۔

قرآن کے چاہنے والوں نے اس کی نشرواشاعت کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی سہولتوں سے بھی فائدہ اٹھایا ہے اور انٹرنیٹ پر ایسی کئی ویب سائٹس موجود ہیں جن پر قرآن کا عربی متن اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے دن کا بیشتر حصہ انٹرنیٹ پر گزارتے ہیں انہیں بھی یہ آسانی حاصل ہوگئی ہے کہ وہ ایک کلک سے قرآن مجید کھول کر اس کی تلاوت کی سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔

کمپیوٹر استعمال کرنے والے لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ جب کوئی چیز اس پر ایک ڈیٹا بیس کی صورت میں آجاتی ہے تو اسے کئی طریقوں اور کئی انداز سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔قرآن مجید کے متن اور اس کے ترجمے میں سے مختلف موضوعات کو تلاش کرنے میں اس سہولت نے بہت فائدہ پہنچایا ہے اور اب پورے قرآن مجید میں مختلف حوالوں سے تلاش کا عمل بڑی ہی آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔

آج ہم آپ کو ایسی ہی چند ویب سائٹس کے بارے میں بتارہے ہیں جن پر پورا قرآن مجید مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ ویسے تو قرآنی تعلیمات کے حوالے سے انٹرنیٹ پر ہزاروں ویب سائٹس موجود ہیں لیکن ہم نے ان میں سے صرف ایسی سائٹس کا انتخاب کیا ہے جو کسی نہ کسی حوالے سے منفرد ہیں۔

http://al-islam.org/quran/

ویب سائٹ پر آپ کو قرآن کا عربی متن اور انگریزی تراجم مل سکتے ہیں۔ یہ ایک خوبصورت ویب سائٹ ہے جس میں بائیں طرف مختلف آپشنز دیئے گئے ہیں۔ اگر بائیں طرف والے حصے کو نیچے کی طرف سکرول کریں تو قرآن کی تمام سورتوں کے عربی نام اور ان کا سیریل نمبر مل جائے گا۔ اس فہرست میں سے اپنی مطلوبہ سورت کا نمبر نوٹ کرلیں گے تو اسے تلاش کرنا آسان ہوجائے گا۔

بائیں طرف والے حصے میں اوپر کی طرف پانچ چیک باکسز دیئے گئے ہیں۔ جب آپ اس ویب سائٹ کو کھولتے ہیں تو Arabic کے نام سے دیا گیا پہلا چیک باکس مارک ہوتا ہے۔اس کے مارک ہونے کی وجہ سے ہی عربی ٹیکسٹ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اس میں سے چیک مارک ختم کردیں گے تو عربی ٹیکسٹ دکھائی نہیں دے گا۔ نیچے دیئے گئے چیک باکسز مختلف انگریزی تراجم کے لئے دیئے گئے ہیں۔ان میں سے آپ کسی ایک ترجمے کا بھی انتخاب کرسکتے ہیں اور اگر تمام تراجم کو ایک ساتھ ظاہر کرنا چاہیں تو یہ کام تمام چیک باکسز پر چیک مارک لگا کر کیا جاسکتا ہے۔

سب سے نچلا چیک باکس تفسیر کے لئے ہے۔اگر آپ قرآنی آیات کی انگریزی میں تشریح دیکھنا چاہیں تو اس چیک باکس پر کلک کرسکتے ہیں۔ ہر آیت کی تفصیل کے ساتھ تشریح بھی دستیاب ہوجائے گی۔

جب آپ ویب سائٹ کھولتے ہیں تو ماسوائے تسمیہ کے کوئی اور عربی ٹیکسٹ ظاہر نہیں ہوتا۔اس کے لئے پہلے آپ کو مطلوبہ سورۃ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ سورۃ کا انتخاب کرنے کے لئے بائیں طرف ان چیک باکسز کے نیچے ایک مستطیل باکس دیا گیا ہے۔اس میں ترتیب کے ساتھ تمام سورتوں کی فہرست دے دی گئی ہے۔اس باکس کے دائیں طرف ایک سکرول بار دی گئی ہے جس کے ذریعہ آپ اپنی مطلوبہ سورۃ کو سامنے لاسکتے ہیں۔

اس فہرست میں سے جب آپ کسی سورت کو سلیکٹ کریں گے تو نیچے ''آیات'' کے عنوان سے دیئے گئے From اور To ٹیکس باکس میں اس سورۃ کی آیات کی کل تعداد ظاہر ہوجائے گی۔ مثلاً سورۃ فاتحہ، جو قرآن کی پہلی سورۃ ہے، کو سلیکٹ کرنے پر From میں 1 اور To میں 7 لکھا نظر آتا ہے۔ایک طرف تو ان باکسز کا فائدہ یہ ہے کہ کسی سورۃ کو منتخب کرنے پر اس کی کل آیات کا علم ہوجاتا ہے دوسری طرف ان کا یہ بھی فائدہ ہے کہ آپ کسی طویل سورۃ میں سے اپنی مطلوبہ آیات کو بھی سامنے لاسکتے ہیں۔ مثلاً اگر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 62 سے 70 تک کو سامنے لانا ہو تو From باکس میں 62 اور To باکس میں 70 ٹائپ کریں اور باکسز کے دائیں طرف Display بٹن پر کلک کردیں۔ ویب پیج کے دائیں طرف والے حصے میں عربی متن، اور اگر آپ نے ترجمے کے لئے کسی چیک باکس کو سلیکٹ کیا ہوگا تو انگریزی ترجمہ ظاہر ہوجائے گا۔ اگر آپ نے آیات کی تخصیص نہیں کی ہوگی تو لسٹ میں سے کسی سورۃ کو منتخب کرنے کے بعد Display بٹن پر کلک کرنے سے وہ مکمل سورۃ دائیں طرف والے حصے میں ظاہر ہوجاتی ہے۔ اگر سورۃ طویل ہوگی اور ایک ہی مرتبہ سکرین پر ظاہر نہیں ہوسکے گی تو دائیں طرف والے حصے میں بھی ایک سکرول بار ظاہر ہوجائے گی جس کے ذریعے آپ اس سورۃ کی مختلف آیات کو سامنے لاسکتے ہیں۔

Display بٹن کے نیچے Search کے نام سے بھی ایک بٹن دیا گیا ہے اور اس بٹن کے بائیں طرف ایک ٹیکسٹ باکس بھی موجود ہے۔ اس کے ذریعے آپ آیت تلاش کرکے براہ راست کسی بھی آیت پر جاسکتے ہیں۔اس کے نیچے Display of Arabic کے عنوان کے تحت ریڈیو بٹن دیئے گئے ہیں۔ ان کے ذریعے آپ ظاہر ہونے والے عربی متن کے لئے رسم الخط کا انتخاب کرسکتے ہیں۔لکھائی کا جو انداز آپ آسانی سے پڑھ سکتے ہوں اس کا انتخاب کرلیجئے۔

اگر آپ خود قرآن کی تلاوت کرنے کی بجائے اسے سننے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی ایک ویب سائٹ موجود ہے جہاں پر پورا قرآن مجید MP3 فارمیٹ میں ریکارڈ کیا ہوا مل سکتا ہے۔

http://www.drzakirnaik.com/pages/quranonline/index.php

اس ویب ایڈریس پر ریکارڈ کی گئی تلاوت دستیاب ہے۔ اپنے ویب براؤزر میں جب یہ ایڈریس ٹائپ کریں گے تو اس سائٹ کا مین پیج سامنے آجائے گا۔ اسی پیج پر تمام سورتوں کی ترتیب وار فہرست دی گئی ہے اور ہر سورۃ کے سامنے Play کے نام سے ایک بٹن دیا گیا ہے۔جس سورۃ کے سامنے دیئے گئے Play بٹن پر کلک کریں گے اس کی تلاوت ڈاؤن لوڈ ہوجائے گی اور آپ کے ڈیفالٹ ساؤنڈ پلیئر، جو کہ عام طور پر ونڈوز کا میڈیا پلیئر ہی ہوتا ہے، کے ذریعے سنائی دینے لگے گی۔ بعض صورتوں میں آپ کو ساؤنڈ پلیئر منتخب کرنے کا آپشن بھی ملتا ہے۔

چھوٹی سورتیں تو جلد ہی ڈاؤن لوڈ ہوجاتی ہیں لیکن اگر آپ کسی بڑی سورۃ کے لئے کلک کریں گے تو اس کے لئے آپ کو کافی دیر تک انتظار کرنا پڑے گا۔ دائیں طرف دی گئی فہرست میں صرف سورتوں کے نام ہی نہیں ہیں بلکہ یہ لنک بھی ہیں۔لسٹ میں سے کسی بھی سورۃ کے نام پر کلک کریں گے تو ایک اور پیج کھل جائے گا جس میں اس سورۃ کا انگریزی ترجمہ دیا گیا ہوگا۔ ہر آیت کو الگ الگ نمبر دے کر لکھا گیا ہے۔

قرآنی معلومات کے حوالے سے ایک اور ویب سائٹ بہت معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ اگرچہ اس میں عربی ٹیکسٹ نہیں دیا گیا لیکن مطلوبہ موضوعات کی تلاش کے لئے بہت سے آپشن دیئے گئے ہیں۔ مثلاً اگر آپ حفاظ سے یہ پوچھیں گے کہ پورے قرآن میں لفظ ''شمس'' کتنی مرتبہ آیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ بعض حفاظ کرام ان کی صحیح تعداد بتادیں لیکن اس کے لئے یقیناً انہیں بہت سا وقت صرف کرنا پڑے گا۔ اس ویب سائٹ کی خوبی یہی ہے کہ اس طرح کے کام ایک کلک سے کئے جاسکتے ہیں۔

قرآنی موضوعات کے محققین، مفسرین علماء کرام اور ایسے طلبا وطالبات جنہیں اپنے مقالہ جات میں مختلف قرآنی آیات کے حوالے دینے کی ضرورت پڑتی ہے ان کے لئے یہ ویب سائٹ خصوصی طور پر معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ اس ویب سائٹ پر جانے کے لئے اپنے براؤزر کی ایڈریس فیلڈ میں یہ ایڈریس؛

http//www.hti.umich.edu/k/koran/

ٹائپ کریں۔ آپ کے سامنے اس ویب سائٹ کا مرکزی پیج آجائے گا۔اس کے بالائی حصے میں دیئے گئے آپشنز سے معلوم ہوجاتا ہے کہ قرآن کے ترجمے کو کن کن طریقوں سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

Simple Searches کے ذریعے پورے قرآن مجید میں سے کسی ایک لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ جب اس لنک پر کلک کریں گے تو Simple Searches کے نام سے ایک اور پیج سامنے آجائے گا۔ یہ ایک سادہ سا پیج ہے جس پر Word or Phrase کے نام سے ایک ٹیکسٹ باکس دیا گیا ہے۔ آپ جو لفظ، یا الفاظ تلاش کرنا چاہتے ہیں انہیں اس ٹیکسٹ باکس میں ٹائپ کریں اور ٹیکسٹ باکس کے دائیں طرف دیئے گئے Search بٹن پر کلک کردیں۔اس میں صرف ایک چیز کی ضرورت ہے کہ آپ کو عربی لفظ کا انگریزی ترجمہ معلوم ہونا چاہئے، کیوں کہ اس سائٹ کے ذریعے تلاش کا عمل کرنے کے لئے انگریزی الفاظ ہی قبول کئے جاتے ہیں۔ جب آپ مطلوبہ لفظ ٹائپ کرکے ''سرچ'' بٹن پر کلک کریں گے تو پورے قرآن مجید میں جن جن آیات کے اندر وہ لفظ آیا ہوگا وہ آیات ظاہر ہوجائیں گی۔ ساتھ میں ان کا حوالہ، یعنی سورۃ کا نام اور آیت نمبر بھی دیا ہوگا۔ آپ نے جو لفظ تلاش کے لئے دیا ہوگا ہر آیت کے اندر وہ لفظ 'بولڈ' دکھائی دے گا۔ اس طریقے سے آپ اپنی سہولت کے لئے مختلف موضوعات کو تلاش کرسکتے ہیں۔ مثلاً اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ پورے قرآن میں لفظ 'شمس' کہاں کہاں پر آیا ہے تو ٹیکسٹ باکس کے اندر لفظ sun ٹائپ کریں اور 'سرچ' بٹن پر کلک کردیں۔ چشم زدن میں آپ کے سامنے وہ تمام آیات ظاہر ہوجائیں گی جس کے ترجمے میں لفظ sun آیا ہوگا۔

یہ دیکھنے کے لئے کہ دو یا تین مطلوبہ الفاظ کس کس آیت میں اکٹھے استعمال ہوئے ہیں Proximity

Searches کے نام سے دیا گیا لنک استعمال ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ 'شمس' اور 'قمر' کے الفاظ کن آیات میں آئے ہیں تو اس پیج کے اندر سرچ سٹرنگ کے طور پر sun اور moon ٹائپ کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے الگ الگ خانے دیئے گئے ہیں اور ڈراپ ڈاؤن باکسز کی صورت میں کئی اضافی آپشنز بھی دستیاب ہیں۔

کسی دی گئی آیت میں دو یا تین الفاظ کے امتزاج کو تلاش کرنا ہو تو اس کے لئے ویب سائٹ کے مرکزی پیج پر Boolean Searches کے نام سے دیئے گئے لنک پر کلک کیا جاسکتا ہے۔

Boolean Searches بڑے مزے کی چیز ہے۔ جو لوگ کمپیوٹر یا ریاضی سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں بولیئن آپریٹرز کے بارے میں لازمی طور پر معلوم ہو گا۔ یہ آپریٹرز or`and اور not ہیں۔ ان کی خصوصیات بڑی زبردست ہیں اور جہاں کہیں ان کے ذریعے تلاش کا عمل کرنے کی سہولت ملے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کو کئی آپشن اور تلاش کے حوالے سے انتہائی لچک مل جائے گی۔ ریاضی، الجبرا اور کمپیوٹر کے طالب علموں کے لئے تو ان آپریٹرز کے طرز عمل کو سمجھنا مشکل نہیں ہے لیکن عام لوگوں کے لئے یقیناً مشکل ہو گا۔ فرض کریں کہ آپ دو الفاظ 'شمس' اور 'قمر' کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے پہلے خانے میں sun ٹائپ کریں اور دوسرے خانے میں moon ٹائپ کریں۔ ان دونوں کے درمیان اگر آپ AND آپریٹر کو استعمال کریں گے تو صرف وہی آیات سامنے آئیں گی جن میں یہ دونوں لفظ موجود ہوں گے۔ اگر ان کے درمیان OR آپریٹر لگا دیں گے تو وہ آیات بھی آ جائیں گی جن کے ترجمے میں sun کا لفظ آیا ہے، وہ آیات بھی آ جائیں گی جن کے ترجمے میں moon کا لفظ ہے اور وہ آیات بھی آ جائیں گی جن کے ترجمہ میں یہ دونوں لفظ آئے ہوں گے۔

اسی طرح اگر آپ تین لفظ تلاش کرنا چاہ رہے ہوں تو ان کے درمیان دو مرتبہ AND آپریٹر استعمال کرنے سے صرف وہی آیات سامنے آئیں گی جن میں یہ تینوں لفظ آئے ہوں گے۔

اگر انفرادی طور پر کسی سورۃ کا انتخاب کرنا ہو تو مرکزی پیج پر "براؤز دی قرآن" کے نام سے دیئے گئے لنک کے ذریعے یہ کام کیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت مورخہ 27/ اکتوبر 2004ء رنگین ایڈیشن)

عرفان کا سورج

قرآن زمانے کی ہدایت کے لئے ہے
اللہ کی عظمت کی شہادت کے لئے ہے

آیات ہیں عرفاں کا چمکتا ہوا سورج
ہر لفظ محمدؐ کی صداقت کیلئے ہے

رہ نیکی پہ چلنا ہو یا ٹلنا ہو بدی سے
ہر حکمِ خداوند اطاعت کیلئے ہے

جو صاحب ایمان ہے دیوانہ ہے اس کا
یہ باعث تزئین عبادت کے لئے ہے

ہم کتنے بھی ڈوبے ہوں غم و رنج و الم میں
قرآن دل و جاں کی سکینت کے لئے ہے

اک سحر ہے اعجاز ہے یہ پاک صحیفہ
جس گھر میں یا سینہ میں ہے برکت کے لئے ہے

کچھ رکھتے ہیں جُزدان میں بس اس کو سجا کر
وہ سوچتے ہیں صرف یہ زینت کیلئے ہے

لیکن جو عمل کرتے ہیں قرآن پہ عابدؔ
پروانہ یہ ان لوگوں کا جنت کے لئے ہے

مبارک احمد عابدؔ

اشتہارات

اشتہارات

قرآن کریم کی برکات اور اس کا علم حاصل کرنے کے ذرائع اور تلاوت قرآن کی اہمیت

تلاوت قرآن کریم کی اصل غرض یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے

(محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب۔ ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی)

ہماری الہامی کتاب کا نام ''قرآن'' ہے اس نام میں ایک عظیم الشان پیشگوئی پائی جاتی ہے اِس کتاب کا یہ مشہور نام ہے۔ اگرچہ اور بھی بہت سے نام خود اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔

پیشگوئی یہ ہے کہ یہ کتاب کثرت سے پڑھی جائے گی اور اس کے پڑھنے والے بھی بہت ہوں گے۔ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک الہامی کتاب ہے جو اپنی الہامی زبان میں لفظ بہ لفظ محفوظ ہے اور بکثرت پڑھی جاتی ہے اور ہر طبقہ میں اس کے جزوی یا مکمل طور پر قاری و حافظ اور تلاوت کرنے والے موجود ہیں۔

مردوں، عورتوں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں میں سے ہر طبقہ اس کی روزانہ تلاوت کرتا ہے مثلاً نمازوں میں ہر مومن اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تلاوت کرتا ہے لیکن صبح کے وقت خاص طور پر تلاوت کی ہدایت فرمائی جیسا کہ فرمایا:۔

فجر یعنی صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا لازم سمجھ اور صبح کے وقت قرآن کریم کو پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 79)

صبح کو پڑھنا اس لئے بھی بابرکت ہوتا ہے کہ سچا قاری سارا دن قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق گذارتا ہے اور اس کو گذارنا بھی چاہئے گویا دست بکار دل بیار کا ساماں ہوتا ہے۔ اگر اِس نیت سے تلاوت کی جائے تو یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ ہر شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے اس دنیا کو خوبصورت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہم کو توفیق دے۔

قرآن کریم کی تلاوت صاف و پاک اور باوضو ہونے کی حالت میں کی جائے۔ جیسا کہ فرمایا۔ یعنی قرآن پڑھنے والے کو ظاہری اور جسمانی لحاظ سے بھی پاک وصاف ہونا چاہئے۔ (سورہ واقعہ آیت نمبر 80) اگر پانی نہ ہو تو تیمّم کر سکتا ہے نیز قرآن کے معانی و معارف بھی روحانی اور جسمانی لحاظ سے پاک لوگوں پر کھولے جاتے ہیں۔

تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورہ نحل آیت نمبر 99) کہ جب تو قرآن کریم پڑھے یا پڑھ کر سنائے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ پڑھ لیا کر۔ اسی حکم کی تعمیل میں ہر قاری اور واعظ تشہد و تعوذ پڑھنے کے بعد امر بالمعروف کرتا ہے۔

تعوذ پڑھنے کا حکم ہمیں اُس مشہور واقعہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدمؑ کے مشن میں اس کی حمایت کا حکم دیا۔ تو شیطان نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے وہ دربار الٰہی سے نکالا گیا، دھتکارا گیا۔ یہ حکم ہر قاری کو اسی واقعہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اب تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگا ہے اس میں کچھ کام کرنے کا حکم ہے اور کچھ سے باز رہنے کی ہدایت ہے۔ جن کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔ اس لئے تو شیطان کے انجام کو سامنے رکھ کر عبرت حاصل کر۔ جو ایک حکم کی تعمیل سے انکار کر کے دھتکارا گیا۔ پس تو خدائی احکام پر عمل کرنے والا بننے کا عزم کر۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو توجہ سے سُنا کرو اور چپ رہا کرو۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(اعراف آیت نمبر 205)

اس آیت کریمہ میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اتنی بلند آواز سے کی جائے تا کہ دوسرے احباب جو موجود ہوں اور سوئے ہوئے نہ ہوں۔ وہ سُن سکیں۔

دیکھا جاتا ہے کہ ریڈیو یا ٹی وی پر یا گھر پر کوئی تلاوت کر رہا ہو تو اس کو توجہ سے نہیں سُنا جاتا۔ بچے بڑے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح اس ارشاد ربانی کی خلاف ورزی ہو رہی ہوتی ہے۔ گھروں میں بھی اونچی آواز سے تلاوت کرنی چاہئے اور اہل خانہ کو توجہ سے سننا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کا نظارہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ہر ایک امت کو اس کی اپنی الہامی کتاب کی طرف بلایا جائے گا۔ اور کہا جائے گا آج کے دن تمہارے اعمال کے مطابق تم کو جزا دی جائے گی۔ گویا ان کے اعمال ان کی شریعت کے مطابق پرکھے جائیں گے۔

اعمال کا جائزہ اور محاسبہ

اس آیت کی روشنی میں ہر تلاوت کرنے والے کو اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کیا میرے اعمال و اقوال قرآن کریم کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو مبارک ہے اگر نہیں ہیں تو فکر کرنی چاہئے۔ پس ہم کو ان ہدایات اور اُصولوں کو سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کریم کرنی چاہیئے اور ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کہ ہم کہاں تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر قاری کو ترجمہ بھی آنا چاہیئے تا کہ وہ اپنا محاسبہ کرتا رہے یا ترجمہ والے قرآن کی مدد سے ترجمہ سیکھے تا کہ جب وہ آیت سنے یا پڑھے تو اس کا ترجمہ اس کو آتا ہو تا وہ اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنائے۔

قرآن کریم میں جنتیوں اور دوزخیوں کا ایک مکالمہ بیان ہوا ہے جو اس طرح ہے کہ جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ ''تم کو کیا چیز دوزخ میں لے گئی۔ تمہارا کیا جرم تھا تو وہ جواب میں کہیں گے۔ ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ہم غریبوں، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔ گویا حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غافل تھے بلکہ اس کے برعکس بیہودہ اور لغو قصے کہانیاں بیان کرنے والوں کے ساتھ مل کر لغو اور فضول باتوں میں وقت ضائع کیا کرتے تھے (سورہ مدثر) جبکہ قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے متقیوں اور ہدایت یافتہ لوگوں کی یہ صفات بیان کی ہیں کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

(البقرۃ آیت نمبر 4)

آج کل صوتی، تصویری اور تحریری ذرائع کے ذریعہ لغویات اور بے حیائی کی تشہیر اور اشاعت کی جاتی ہے۔ یعنی ٹی۔وی۔ اخبارات و رسائل ایسی لغویات سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسے اخبارات و رسائل بہت مہنگے بھی ہوتے ہیں باوجود اس کے بعض لوگ بڑے شوق سے اِن کو خرید کر گھروں میں لے جاتے ہیں۔ سورہ مومنون پارہ نمبر 18 کے شروع میں مومنوں اور جنتیوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ نمازوں کو خشوع وخضوع اور عاجزی سے ادا کرتے ہیں۔ لغویات سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں''۔

قرآن کریم میں مومنوں اور کافروں کی بالفاظ دیگر جنتیوں اور دوزخیوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ہر قاری یعنی قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کو اِن آیات کی تلاوت کرتے ہوئے اپنا محاسبہ اور جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ وہ کن لوگوں میں سے ہے۔ اِس طرح نیکیوں کے اختیار کرنے اور اُن پر قائم رہنے والے کو نیکیوں کی توفیق ملے گی۔

لیکن یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو اس لئے ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے ہر شخص ترجمہ والے قرآن کی مدد سے ترجمہ سیکھنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرتا رہے کہ میں کن لوگوں میں سے ہوں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ''انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ اور جب اُس میں دعا کا مقام آوے۔ تو دُعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ جہاں عذاب کا مقام آوے۔ تو اس سے پناہ مانگے اور اُن بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔

دل کی اگر سختی ہو۔ تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے۔ کہ قرآن شریف کو بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دُعا ہوتی ہے۔ وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے۔ کہ یہی رحمت میرے شامل حال ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 519)

ساری قرآنی نصائح کا مغز

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

یہ میری نصیحت ہے۔ جس کو میں ساری نصائح قرآن کا مغز سمجھتا ہوں قرآن شریف کے تیس سپارے ہیں اور سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ اُن میں سے وہ نصیحت کونسی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں۔ اور اس پر پورا عمل درآمد کریں۔ تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں۔ کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 149)

قرآن کریم کے متعلق حضرت مسیح موعود کی ایک دعا

''اے قادر خدا! اے اپنے بندوں کے راہنما۔ جیسا تو نے اِس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے۔ ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق و معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور (۔) کم ہو گیا۔

اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ایک ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں اے ہادی تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ تو کلنا علیک

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 حاشیہ صفحہ (214-213

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 147)

قرآن شریف اپنے سچے پیروکار کو خدا سے ملاتا ہے اور اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے

اشتہارات

اپنے سچے پیروکار کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑا ٹکڑا کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا سے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے۔ اور علوم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔

اور ہر ایک جو اُس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے۔ خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اُس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ وہ اِس بندہ کے ساتھ ہے۔ جو اُس کے کلام کی پیروی کرتا ہے۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308-309)

جب ان کے مارنے کے لئے چال چلتے ہیں
جب اُن سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں
جب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رُعب نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

(درثمین صفحہ 110)

آدابِ تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور اس کی برکات

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

میں نے قرآن کے لفظ میں غور کیا تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت (۔) کی عزت بچانے کے لئے اور بُطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہونگی۔

(تفسیر سورۃ بقرہ جلد اول صفحہ 647 بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود)

حضور مزید فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف تدبر و تفکر سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ (۔) یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں۔ جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے۔ اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 157)

اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ قرآن بھی اُن لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے۔ جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتداء میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 536)

قرآن کریم کی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ

حضور فرماتے ہیں:۔

قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری اور معنوی اعراض نہ ہو۔

صوری اور معنوی اعراض کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صوری اور ایک معنوی۔ صوری یہ ہے کہ کبھی کلام الٰہی پڑھا ہی نہ جاوے۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے۔ مگر اس کی برکات اور انوار اور رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی ہو۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 519)

تلاوت قرآن کریم کی غرض

حضور فرماتے ہیں:۔

لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے نہ خود سمجھتا ہے۔ اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے۔ کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ''ق'' ''ع'' کو پورے طور پر ادا کر دیا۔

قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اُس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اِس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدنظر نہ رکھا جاوے اس پر پورا غور نہ کیا جاوے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔

(تفسیر سورۃ البقرۃ از حضرت مسیح موعود جلد اوّل صفحہ 419-420)

بار بار قرآن شریف پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔

(تفسیر سورۃ الانعام از حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ 404)

قرآن کریم کے نزول کی غرض

اللہ تعالیٰ کی جو دُنیا میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا رہا ہے۔ اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن کریم کو نازل فرمایا تو اِس کے نزول کی غرض کیا تھی؟

حضور فرماتے ہیں۔

پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کو بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا (۔) (سورہ انبیاء آیت نمبر 108) اور ایسے ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی۔ کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 3) یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ اُن کی نظیر نہیں پائی جا سکتی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے وجود میں جمع کر دیئے۔

اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمتوں میں تھے وہ اس اُمت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 227,226)

قرآن شریف میں روح کی لذت ہے

حضور فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں۔ کاش دنیا کو معلوم ہوتا کہ روح کی لذت کس چیز میں ہے اور پھر وہ معلوم کرتی کہ وہ قرآن شریف اور صرف قرآن شریف میں موجود ہے۔ دیکھو جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک وہ ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو...... ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر از حضرت مسیح موعود سورۃ البقرہ جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 405)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول عاشق قرآن کی دعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق دے کہ قرآن ہمارا دستور العمل ہو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطاع اور یہ زمانہ جو دین اور ایمان کے لئے ہے ہم اس کی قدر کریں۔

علم قرآن حاصل کرنے کا ذریعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

خدا کی راہوں کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے (۔) (سورۃ البقرہ آیت: 283) تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تم کو علم عطا کرے گا۔ جس سے تم اُس کی رضامندی کی راہ پر چل سکو گے۔ تقویٰ یہی ہے۔ کہ انسان بالکل خدا کا ہو جاوے۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ کھانا پینا ہر ایک حرکت و سکون خدا کے لئے ہو۔ جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لئے بنا دے گا۔ تو پھر خدا بھی اس کا بن جائے گا۔

علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں درس و تدریس سے آ ہی نہیں سکتے۔ بلکہ وہ تقویٰ اور محض تقویٰ سے ملتے ہیں۔ (۔) اگر محض درس و تدریس سے آ سکتے تو پھر قرآن مجید میں (۔) (سورۃ الجمعہ آیت نمبر 6) کیوں ہوتا۔ (یعنی جن لوگوں پر تورات کی اطاعت واجب کی گئی ہے۔ انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی مثال گدھے کی ہے)

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 436)

آدابِ تلاوت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

یاد رکھو قرآن شریف پڑھو۔ اس لئے کہ اس پر عمل ہو ایسی صورت میں اگر تم قرآن شریف کھول کر اس کا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے آخیر تک دیکھتے جاؤ۔ کہ تم کس گروہ میں ہو۔ کیا منعم علیہم ہو۔ یا مغضوب ہو۔ یا ضالین ہو اور کیا بننا چاہئے۔ منعم علیہم بننے کے لئے سچی خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر اس کے لئے دعائیں کرو جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعام الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں۔ ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔

اس طریق پر اگر صرف سورۃ فاتحہ ہی پڑھ لو۔ تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف کے مطالب و معانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا یہ اللہ کا کام ہے۔

(حقائق القرآن جلد اوّل صفحہ 4)

''ہر ایک شخص کا جو قرآن شریف پڑھتا ہے یا سنتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اس رکوع کے آگے نہ چلے۔ جب تک اپنے دل میں یہ فیصلہ نہ کر لے۔ کہ مجھ میں یہ صفات یہ کمالات ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو وہ مبارک ہے اور اگر نہیں تو اسے فکر کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگنی چاہئیں کہ وہ ایمان صحیح عطا فرماوے''

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 101)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں۔

قرآن شریف میں مطالعہ کرو کہ نابکار خدا سے نہ

اشتہارات

ڈرنے والوں اور انبیاء علیہم السّلام کا مقابلہ کرنے والے شریروں کا انجام کیا ہوا۔ کس طرح وہ ذلت کی مار سے ہلاک ہوئے۔ (خطبات نور صفحہ :47)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

تلاوت تب مفید ہو سکتی ہے کہ علم ہو اور علم تب مفید ہو سکتا ہے۔ جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے اور علم مُعلّم سے ملتا ہے۔

(خطبات نور جلد اوّل صفحہ 98)

''(۔) سب کے سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو''۔

''اس رسّہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہو۔ تمہارے ہر ایک کام، ہر حرکت ہر سکون میں جو چیز، تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو، جو نور اور شفا ہے۔

......پس اس وقت ضرورت ہے کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو۔ تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں (۔) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ کرو''۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 517)

عاشقِ قرآن کا آداب تلاوت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف میری غذا ہے اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے۔ اور میں جب تک ہر روز اس کو مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا۔ مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے اور میں ہمیشہ دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کرتا ہوں۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 82)

میرے پیارو تم خدا کی کتاب پڑھو۔ اس پر عمل کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں

خُذُوا مَآ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ جیسے بنی اسرائیل کو تورات محکم پکڑنے کا حکم تھا ایسا ہی ہمیں قرآن مجید کے بارے میں حکم ہے۔ اگر مانو گے تو فائدہ ہوگا نہ مانو گے تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ عورتوں کا بڑا حصہ تو قرآن سنتا ہی نہیں۔ امیر بھی بدقسمتی سے قرآن نہیں سُن سکتے۔ نہ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں...... آرام میں آسودگی میں انسان اپنے مولیٰ اپنے حقیقی محسن کو بھول جاتا ہے...... میرے پیارو تم خدا کی کتاب پڑھو۔ اس پر عمل کرو۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 198)

لطف اور راحت دینے والی کتاب

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں۔ مگر ایسی کتاب دنیا کی دلربا۔ راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو نہیں دیکھی۔ جس کو بار بار پڑھتے ہوئے، مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے۔ طبیعت نہ بھر جائے اور یا بدخُو دل نہ اکتائے اور اسے چھوڑنہ دینا پڑا ہو۔ میں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میری عمر میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرات دلاتے ہیں۔ کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے اگر ہے۔ تو وہ ایک ہی کتاب ہے وہ کونسی؟ ذٰلِکَ الکتاب لا ریب فیہ کیسا پیارا نام ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو۔ جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو۔ اُسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اُکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اسی پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 34)

قرآن کریم کیونکر آ سکتا ہے اور اس کی غرض

حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں:۔

''لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقوٰی اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ پھر ایک بار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کر لو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس وقت مشکلات باقی رہ جائیں۔ ان کو نوٹ کرو۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کرے گا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عمل درآمد کی ہے''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۱۵)

قرآن کریم کے صحیح اور درست معنی کرنے کا گُر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے کہو۔ یا اسماء الٰہی کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے۔ غرض یہ ایک غلطی پیدا ہو گئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالیٰ کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنے کر لئے جاتے ہیں۔ جو اس کی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس کے لئے میں تمہیں ایک گُر بتاتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کے معنی کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنی ایسے نہ کئے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں۔ اسماء الٰہی کو مدّنظر رکھو اور ایسے معنے کرو اور دیکھو کہ قدوسیّت کو بٹّہ تو نہیں لگتا۔ لغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں اور ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندے معنے بھی تجویز کر سکتا ہے۔ اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے۔ مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنے کرو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیّت کے خلاف تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سارے کلام حق و حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جس سے اُس کی اور اُس کے رسول اور عامۃ المومنین کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 84)

میری آرزو

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اللہ کے بڑے بڑے انعامات اور فضلوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

''اب میری آرزو ہے اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہوں۔ کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا۔ کہ تم میں سے اللہ کی محبت رکھنے والے۔ اللہ کے کلام سے پیار کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے اللہ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میرا دل ٹھنڈا ہو''

(خطبات نور صفحہ 486)

کیا قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا؟

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

''غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر نہایت ہی معاملات پر اپنی رسوم میں عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے تو شادی کو ایجاب وقبول اور غمی کو جنازہ اور اِنَّا لِلّٰہ پر ختم کر دیا ہے اور لوگوں کو ان کے دونوں امور میں جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں۔ شریعت پر عمل مشکل ہے۔ اور شادیوں کے لئے تو اپنی زمینوں تک رھن کر دینے سے نہیں جھجکتے۔ کیا خدا کے نام کچھ دینے کا حکم ناقابل برداشت کہا جا سکتا ہے۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 204)

قرآن کریم کے پڑھنے اور سننے والوں کیلئے چند ضروری ہدایات

☆ سورۃ فاتحہ کے آخر میں اور ایسے ہی دوسری دعائیہ آیات پڑھتے ہوئے یا سنتے ہوئے (آمین) کہا جائے۔ (اے اللہ تو ہماری دعا قبول فرما) خواہ اونچی آواز سے یا دھیمی آواز سے۔

نوٹ:۔ بعض احباب جہاں اور جب رَبَّنَا کا لفظ سنتے ہیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہاں کوئی دعا ہو گی وہ آمین کہہ دیتے ہیں حالانکہ بعض اوقات وہ موقع آمین کہنے کا نہیں ہوتا۔

☆ قرآن کریم پڑھنے یا سننے میں جہاں بھی سیدنا حضرت محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مبارک نام آئے تو وہاں دلی محبت سے صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے۔ قرآن کریم میں نبی کریمؐ کا مبارک نام چار دفعہ آیا ہے۔

☆ سورۃ بقرہ کی آخری آیت کے جواب میں جو رَبَّنَا کے ساتھ دعائیں کی گئی ہیں ان کے ساتھ ساتھ آمین کے ساتھ قبولیت کی درخواست کی جائے اور جب یہ الفاظ پڑھے یا سنے جائیں (۔) (یعنی ہم سے درگزر فرما۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما) تو اس کے جواب میں کہے آمین۔ اور ساتھ یہ دعا بھی پڑھی جائے۔ (۔) اے اللہ یہ دعا قبول فرما۔ میرے رب میرے گزشتہ گناہ بخش دے اور آئندہ مجھے ہر قسم کے گناہوں سے بچا اور محفوظ رکھ۔ اے ہمارے رب تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔

☆ سورۃ آل عمران میں آتا ہے کہ (آل عمران:19)

کہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور علم والے بھی انصاف پر قائم ہوتے ہوئے یہی گواہی دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں اقرار کیا جائے (۔) کہ میں بھی گواہ ہوں کہ اے میرے رب! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ سورۃ بنی اسرائیل کے آخر میں ہے (۔) (آیت:112) کہ تو اس (خدا) کی اچھی طرح بڑائی بیان کر۔ اس کے جواب میں اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہا جائے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔

☆ جہاں جنت کا ذکر ہو تو دعا کریں۔ (۔) کہ اے اللہ ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اس میں نیکی کرنے اور اس پر قائم رہنے کی دعا ہے۔ جو جنت میں لے جانے کا موجب ہے۔

☆ اور جہاں عذاب کا ذکر ہو تو وہاں دعا کی جائے۔ (۔) اے اللہ ہمیں عذاب نہ دینا۔ گویا بدیوں' بے عملیوں سے جو عذاب و سزا کا موجب ہوتی ہیں بچنے کی دعا ہے۔

☆ آپ جب یہ کلام سنیں یا پڑھیں جیسا کہ سورۃ واقعہ رکوع نمبر 2-3 میں آیا ہے کہ (۔) تو اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کر۔ اس کا بے عیب ہونا بیان کر۔ تو اس کے جواب میں (۔) کہا جائے کہ پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔

☆ اور جہاں آپ یہ کلام سنیں یا پڑھیں (سورۃ الاعلیٰ) کہ تو اپنے بلند شان والے رب کے نام کا بے عیب ہونا بیان کر تو جواب میں کہیں (۔) پاک ہے میرا رب ہر قسم کے عیب سے بلند شان والا ہے۔

☆ سورۃ قیامَۃ پارہ نمبر 29 میں آتا ہے۔ (۔) کہ کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کرے؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے۔ (۔)

ہاں بیشک وہ جس چیز کا ارادہ کرے اس کے کرنے پر قادر ہے۔

☆سورۃ الملک پارہ نمبر 29 کے آخر میں آتا ہے۔ (۔) کہ اگر تمہارا پانی زمین کی گہرائی میں غائب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے چشموں کا پانی لائے گا؟ اس کے جواب میں کہا جائے۔ (۔) کہ اللہ ہی اس کو ہمارے پاس لائے گا اور وہ سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

☆قرآن کریم میں مختلف مقامات پر استغفار کرنے کا حکم ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ آیت 200 سورۃ النساء آیت 107 سورۃ ھود آیت 53 وغیرہ۔ اس کے جواب میں کہا جائے۔(۔) کہ میں اللہ کی بخشش چاہتا ہوں۔

☆سورۃ الغاشیہ پارہ 30 میں آتا ہے۔(۔) یقیناً ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے اور پھر ان سے حساب لینا بھی یقیناً ہمارا ہی کام ہے۔

اس کو سننے یا پڑھنے پر یہ دعا کرنی چاہئے۔(۔) کہ اے اللہ میرا حساب آسان کیجیو۔

☆سورۃ التین کے آخر میں ہے کہ (۔) کیا اللہ سب حاکموں سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے۔ (۔) ہاں کیوں نہیں۔ میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔

☆سورۃ النصر میں آیا ہے۔(۔) کہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کر اور اسی سے بخشش مانگ اس پر کہا جائے۔(۔) یعنی پاک ہے تو اے اللہ ہمارے رب اپنی تعریف کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔

☆سورۃ واقعہ پارہ 27 کی مندرجہ ذیل آیات کے جواب میں (۔) پڑھیں۔(ترجمہ: بلکہ تو ہی اے میرے رب یہ کام کرتا ہے)۔

☆آیت نمبر 60۔(۔) ترجمہ کیا تم اس (نطفہ) کو پیدا کرتے ہو یا ہم اسے پیدا کرتے ہیں؟ (۔) بیشک تو ہی اے میرے رب اس (مادہ تولید) کو پیدا کرنے والا ہے)۔

☆آیت نمبر 65 (۔) ترجمہ: کیا تم اس (درخت) کے بیج کو اگاتے ہو یا ہم اس کو اگاتے ہیں۔(۔) اے میرے رب بیشک تو ہی اس کو اگاتا ہے۔ ایک حقیر بیج کو بڑا درخت بنا دیتا ہے۔

☆آیت نمبر 70 (۔) ترجمہ: کیا تم نے اس (پانی) کو بادل سے اتارا ہے یا ہم اسے اتارتے ہیں؟ (۔) اے میرے رب بیشک تو نے ہی اس کو اتارا ہے)۔

☆آیت نمبر 73 (۔) ترجمہ: کیا تم نے اس (آگ) کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم اس کو پیدا کرتے ہیں۔(۔) اے میرے رب بیشک تو نے ہی اس آگ کے درخت کو پیدا کیا ہے)۔

☆سورۃ یٰسٓ آیت نمبر 79 و 80 میں (۔) ترجمہ: جب ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ان کو بھلا کون زندہ کرے گا۔ اس کے جواب میں (۔) ترجمہ: ایسی ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر قسم کی خلق کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

☆سورۃ یٰسٓ آیت نمبر 82 میں (۔) ترجمہ: کیا وہ (خدا) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر نہیں کہ ان کی طرح کی اور مخلوق پیدا کر دے؟ جواب (۔) ایسا خیال (کہ وہ پیدا نہیں کر سکتا) درست نہیں بلکہ وہ بہت پیدا کرنے والا اور بہت علم (جاننے) والا ہے۔

☆سورۃ شمس آیت نمبر 9 (۔) ترجمہ: کہ اس (اللہ) نے نفس پر اس کی بدکاری (کی راہوں کو بھی) اور اس کے تقویٰ (کی راستوں) کو بھی اچھی طرح کھول دیا ہے۔ اس کے جواب میں پڑھا جائے۔ (۔) ترجمہ: اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ عطاء فرما اور اسے پاک کر دے تو ہی بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا ساتھی اور مالک ہے۔

☆قرآن کریم کی سورۃ احزاب آیت نمبر 57 میں آیا ہے۔(۔) کہ یقیناً اللہ اس نبی پر رحمت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہو اور دعائیں کرتے رہو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہو۔ اس آیت کے سننے یا پڑھنے پر اس کے جواب میں نماز والی درود پڑھی جائے یا کم از کم دلی محبت اور چاہت کے ساتھ اس طرح دعا کی جائے۔(آمین)۔ کہ اے نبیؐ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔(آمین)

سجدات تلاوت کی دعائیں

قرآن کریم میں چند جگہ سجدات آئے ہیں۔ قاری اور سننے والے کو اسی وقت سجدہ کرنا چاہئے اور جہاں سجدہ آتا ہے اگر اس کے سیاق و سباق کو دیکھ کر اور سمجھ کر سجدہ کیا جائے کہ کس بنا پر سجدہ کیا گیا ہے تو اس میں ایک روحانی سرور نصیب ہوتا ہے اور انسان سچے خلوص اور محبت سے اپنے آقا کے سامنے سربسجود ہو کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرتا ہے۔ سجدہ تلاوت کی مختلف دعائیں کتب احادیث اور صلحاء کی تحریروں سے ملتی ہیں۔ اگر وہ یاد نہ ہوں تو سجدہ نماز والی تسبیح ہی پڑھ لی جائے اور اپنی زبان میں بھی دعائیں کی جائیں۔ بعض دعائیں جو ملتی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں درج کی جاتی ہیں۔(۔)

ترجمہ:- میرا چہرہ اس ہستی کے سامنے جھک گیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی قوت اور طاقت سے قوت شنوائی اور بینائی بھی عطا کی۔

(ترمذی باب الدعوات ماجاء یقول فی سجود القرآن)

اے میرے اللہ! میرا سارا وجود اور ساری طاقتیں تیری اطاعت اور فرمانبرداری میں جھک گئیں۔

اور میرا دل تجھ پر ایمان لے آیا۔

میری روح اور میرا دل تیری فرمانبرداری میں لگ گیا۔

ہمارا چاند قرآں ہے

خدائے لم یزل کا ہم پہ یہ اِک خاص احساں ہے
ہمارا پرچمِ اخلاق اس کا دینِ فرقاں ہے

وہی جلوہ جسے فاران کی چوٹی نے دیکھا تھا
اسی کے دم سے اس دل میں چراغاں تھا چراغاں ہے

دیا تھا ہم نے جو پیغامِ حق تاریک راہوں کو
وہی پیغامِ حق ہر ایک ذرے میں درخشاں ہے

خبر بھی ہے ترے پیہم کچوکوں پر بھی اے ناداں
ہمارا دل نہایت مطمئن ہے چہرہ خنداں ہے

ہمارے واسطے آیات ہیں تنویر کے دھارے
''قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے''

مرادوں کے گُہر سے دامنِ دل آج بھر لیں گے
کرم فرما گنہگاروں کے سر پہ ابر نیساں ہے

خدا کی راہ میں مٹ کر ملے گی زندگی ثاقبؔ
جو اس کے در کا ہو جائے وہی دراصل انساں ہے

ثاقبؔ زیروی

اشتہارات

قرآن کریم زندہ و جاوداں کلام ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قرآنی تعلیمات کی فضیلت اور علم تجوید وقراءت کی اہمیت

جس شخص نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب ہے۔ ارشاد نبویؐ

قاری حافظ مسرور احمد صاحب

قرآن کریم کو دیگر الہامی کتب کے مقابل بہت سی امتیازی خصوصیات حاصل ہیں جو درج ذیل ہیں قرآن کریم زندہ و جاوداں کلام ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جبکہ دیگر الہامی کتب کے بارہ میں کوئی ایسا وعدہ نہیں ہے قرآن کریم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ لاکھوں افراد نے اس کو حفظ کرنے کی سعادت پائی جبکہ دیگر مذاہب کی کتب تورات اور انجیل وغیرہ کو حفظ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں قرآن کریم کی تعلیمات اور اس کے علوم اتنے وسیع ہیں کہ ہر زمانے کے انسان کے لئے یہ فلاح اور نجات کا سرچشمہ ہیں۔ ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ پھر ایک یہ اعزاز اور فضیلت بھی صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایک اور امتیازی خصوصیت اس کی تلاوت ہے۔ اس کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (سورۃ مزمل: آیت 5)

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
(حضرت مسیح موعود)

قرآنی تعلیمات کو پھیلانے کی فضیلت

قرآن کریم ہدایت کا وہ سرچشمہ ہے جس نے ہزاروں گمراہ انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ آج کے مادہ پرست دور میں جبکہ انسانیت پر لادینیت چھائی ہوئی ہے ضرورت ہے کہ اس کلام کو زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے اور سمجھا جائے تا کہ انسان اپنی زندگی کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک کامیاب اور روشن زندگی بنا سکے۔ حامل وحی قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)

آنحضرتؐ نے تلاوت قرآن کے اجر وثواب کا یوں ذکر فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب ہے۔ (سنن الدارمی کتاب فضائل القرآن) تلاوت قرآن کریم کی فضیلت کے بارے میں بہت احادیث موجود ہیں مگر اس فضیلت اور ثواب کے حق دار ہم اس وقت ہوں گے جب قرآن کریم کو صحیح لب ولہجہ اور معروف طریق سے پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے یہ کتاب دی وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ (بقرہ آیت: 121) اب یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کون سا معروف طریق ہے جس سے قرآن کریم کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے؟۔ وہ معروف طریق اور قواعد جن پر عمل کرنے سے انسان صحیح قرآن پڑھ سکتا ہے وہ تجوید وقراءت کا علم ہے۔ دراصل یہ ایک نہایت مبارک علم ہے کیونکہ یہ کلام الٰہی کی تلاوت سے متعلق ہے۔

سنوار کر پڑھنے کی اہمیت

قرآن کریم واضح اور فصیح عربی زبان میں ہے جو ہر قسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ قرآن اس طرح تلاوت کیا جائے جس طرح یہ عربی میں نازل ہوا۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ تم قرآن کریم کو عربوں کے لب ولہجہ اور ان کی آواز کی طرح پڑھو۔
(شعب الایمان۔ کتاب التاسع عشر۔ باب فی تعظیم القرآن)

جہاں تک ممکن ہو قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم اپنی آوازوں سے قرآن کریم کو مزین کر کے پڑھو۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید)

ایک اور حدیث پاک میں آنحضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ تم اپنی عمدہ آوازوں کے ساتھ قرآن کریم پڑھو کیونکہ اچھی اور عمدہ آواز قرآن کریم کو حسن میں بڑھا دیتی ہے۔ اس طرح اور بھی احادیث اور واقعات ملتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کو خوش آوازی اور عربی لب ولہجہ میں پڑھنا سنت نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے طریق کے عین مطابق ہے۔

تجوید یا قراءت

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرتے تھے آپؐ ہر حرف جدا کر کے خوبصورتی سے پڑھتے۔ یعنی الحمدللہ رب العالمین پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر الرحمان الرحیم پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔ (ترمذی۔ ابواب القراءت)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہؐ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر اور الفاظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے اور مدات کو لمبا کر کے خوبصورتی سے پڑھتے تھے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)

دراصل اسی تحدید وتمدید کا نام تجوید ہے جسے عرف عام میں قراءت کہا جاتا ہے۔ یہی ترتیل ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر عمدگی سے پڑھو (مزمل آیت 5)

حضرت علیؓ سے ترتیل کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپؓ نے اس سے مراد تجوید ہی لیا اور فرمایا کہ ترتیل سے مراد حروف کی تجوید ہے یعنی حروف کی عمدہ ادائیگی اور معرفت وقوف یعنی اوقاف کی پہچان کہ کہاں کیسے وقف کیا جائے۔ (الاتقان)

تجوید کے لغوی معنی: تجوید کا مادہ ج ود ہے۔ جس کے معنی صاف ستھرا اور اچھا کرنے کے ہیں۔ اس لحاظ سے تجوید کے معنی کسی کام کو عمدگی سے کرنے کے ہیں۔

تجوید کی اصطلاحی تعریف: اصطلاح قراء میں تمام عربی حروف کو ان کے مخارج سے اور ان کی صفات کے ساتھ ادا کرنا۔ دوران تلاوت وقف بھی درست ہوں اور اس میں کوئی تصنع یا تکلف بھی نہ ہو۔

تجوید کی غرض وغایت: علم التجوید کا مقصد اور غرض وغایت یہی ہے کہ قرآن کریم صحیح تلفظ سے پڑھا جائے اور حروف کی ادائیگی صحیح کی جائے تا کہ تلاوت کا جو اجر وثواب مقدر ہے وہ پورے طور پر تلاوت کرنے والے کو عطا ہو۔

تجوید کی مختصر تاریخ: فن تجوید وقراءت کا آغاز آنحضورؐ کے دور سے ہی ہوا۔ آنحضورؐ نے اپنے صحابہؓ کو تجوید اور قراءت کے قواعد کے مطابق قرآن کریم پڑھایا تھا اور صحابہؓ کو تاکید فرمائی تھی کہ جو اچھا قرآن کریم پڑھنے والے ہیں ان سے سیکھیں۔ حضرت رسول اللہؐ نے قرآن پڑھانے والوں کی ایک جماعت تیار کی جنہوں نے سارا قرآن آنحضورؐ سے سیکھا اور آگے لوگوں کو سکھایا۔ تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپؐ نے خاص طور پر چار استاذ مقرر کیے جنہوں نے رسول اللہؐ سے ہی قرآن کی قراءت سیکھی اور آگے لوگوں کو قراءت سکھا کر بطور استاد تیار کیا۔ پھر ان کے ماتحت اور بہت سے صحابہ نے قرآن سیکھا اور عام لوگوں کو سکھایا۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کو استاذ الاساتذہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قراءت کی سند آج تک دنیا میں مسلّم ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ 2۔ حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ۔ 3۔ حضرت ابی بن کعبؓ 4۔ حضرت معاذ بن جبلؓ۔

ان چار کے علاوہ مسلمانوں میں اور بھی بڑے بڑے استاذ القراء تھے مثلاً حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ۔ (جن کو آنحضورؐ آخری زمانے میں اپنی وحی لکھوایا کرتے تھے) آنحضورؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں قرآن کریم کی ترتیب وتدوین کا اہم کام شروع ہوا اس وقت صحابہؓ کی جو جماعت اس خدمت پر مامور کی گئی حضرت ابی بن کعبؓ ان کے سربراہ تھے۔ تاریخ و سیرت کی کتب سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت ابیؓ کا خاص فن قراءت ہے۔ اس فن میں ان کو اتنا کمال حاصل تھا کہ آنحضورؐ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ صحابہ میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعبؓ ہیں۔
(ترمذی کتاب المناقب۔ مناقب معاذ بن جبل)

قرآن کریم کی تلاوت صحیح تلفظ کے ساتھ ابتداء اسلام سے لازمی قرار دی گئی اور اشاعت اسلام کے مختلف ادوار میں خلفاء راشدین نے بھی اس سلسلہ میں متعدد اقدامات کئے۔ سیدنا حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں قواعد تجوید مرتب کرنے کی ضرورت بھی پیش آئی جب کثرت سے عجمی لوگ اسلام قبول کر کے اہل عرب سے آملے۔ اہل عرب میں تو قدرتی ملکہ تھا کیونکہ عربی ان کی زبان تھی لیکن عجمیوں اور عربوں کے باہمی اختلاط سے خدشہ پیدا ہوا کہ اب لوگ قرآن کریم کی غلط تلاوت نہ شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں ابو اسود دوئلی کو حکم دیا گیا کہ وہ قواعد نحو وضع کریں۔ اس کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ عجمی لوگوں کو قرآن کریم کی قراءت میں غلطیوں سے بچایا جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرامؓ کے اجماع سے قرآن کریم کے سات نسخے تیار کروائے اور ان میں تمام قراءتوں کو جمع کر دیا۔ ان نسخوں کا نام مصاحف عثمانی مشہور ہوا۔ آپ نے ان مصاحف کو اسلامی مملکت کے معروف مراکز میں بھجوایا اور تاکید فرمائی کہ آئندہ انہی مصاحف کے مطابق

اشتہارات

قرآن کریم کی اشاعت اور تلاوت ہو۔

علم تجوید کی ضرورت

اس علم کا سیکھنا عربوں کے علاوہ باقی لوگوں کے لئے خصوصاً بہت اہم ہے کیونکہ وہ عربی سے عدم واقفیت کی بناء پر عربی حروف میں فرق وتمیز نہیں کرسکتے اور عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کا تو یہ حال ہے کہ بعض دفعہ آواز کے معمولی اتار چڑھاؤ سے عبارت کا مفہوم بدل جاتا ہے اور حروف کی آواز بدلنے سے اس کے معنی غلط ہو جاتے ہیں۔ مثلاً الحمدللہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ الحمد کو الھمد پڑھنا جس کے معنی ہیں بے جان چیز جس کی کوئی تعریف نہ ہو۔ تو ایک حرف ''ح'' کی غلط ادائیگی سے معنی الٹ ہو جاتے ہیں۔ قل ھو اللّٰہ احد۔ ''قل'' قاف سے ہو تو اس کا مطلب ہے کہہ دو یہاں قل کی بجائے کل پڑھ دیا جائے تو اس کے معنی ہیں کھالو۔ اسی طرح لفظ ''وثق'' اگر ث کے ساتھ ہو تو بھروسہ کرنا اور اگر ''وسق'' سین کے ساتھ ہو تو یہ ایک معروف پیمانے کا نام بن جاتا ہے۔ اس طرح اور سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں جن کی صرف آواز بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس طرح کی غلطیوں سے بچنے کے لئے تجوید وقراءت کے علم کی ضرورت پڑتی ہے۔ عربی میں حروف کے مخارج اور صفات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ تجوید اس پر بھی حاوی ہے یعنی حروف کو ان کے مخارج سے نکال کر ادا کرنا۔

اہل عرب قدرتی طور پر اپنی زبان کے ماہر ہوتے ہیں لیکن آنحضورؐ نے اپنے صحابہؓ کو جو سب کے سب عربی تھے ان کو قراءت کی تعلیم دی، اساتذہ تیار کئے پھر انہوں نے آگے قراءت سکھائی۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اگر عربوں کے لئے قراءت سیکھنا ضروری تھا تو ہمیں اس علم کو حاصل کرنے کے لئے کتنی محنت کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو، سمجھو اور سیکھو۔ جب کہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں''۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 245)

بہت سے لوگ علم التجوید کی اہمیت سے آشنا نہیں ہیں۔ حالانکہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑے حامل قرآن اور معلم قرآن تھے انہوں نے اس علم کے حصول کی اہمیت بیان فرمائی اور قرآن کریم کو صحت تلفظ سے اور خوش آوازی سے پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

تجوید زیادہ مشکل علم نہیں ہے۔ معروف عربی طریق کے مطابق تلاوت ہی تجوید ہے۔ عربی کے علاوہ دیگر زبانوں خصوصاً ہمارے ملک میں پنجابی اور اردو لہجہ میں بھی قرآن کریم پڑھ لیا جاتا ہے اس کو مجہول طریق کہا جاتا ہے قرآن کریم کو معروف عربی طریق یعنی عربی لب ولہجہ میں صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اگر تجوید کے قواعد کا علم نہیں تو شوق اور لگن سے یہ قواعد معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عربی زبان کی فضیلت

عربی زبان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کو تمام زبانوں کی ماں قرار دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کا پاکیزہ الہامی کلام بھی عربی میں ہے تو عربی کو اس حد تک ضرور سیکھنا چاہئے کہ قرآن کریم صحیح پڑھا جا سکے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ عربی سے محبت اور مانوسیت پیدا کی جائے کیونکہ خدا تعالیٰ کا الہامی کلام عربی میں ہے۔ آنحضورؐ نے بھی عربی زبان کو ہی پسند فرمایا اور ایک موقع پر فرمایا مجھے عربی بہت پسند ہے کیونکہ میں عربی ہوں اور خدا کا کلام عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

اوقاف القرآن کا بیان

حضرت علیؓ نے جو تجوید کی تعریف بیان فرمائی اس کے مطابق ضروری ہے کہ قرآن کریم میں ''رموز اوقاف'' یعنی وقف کی علامتوں سے بھی واقفیت ہو۔ رموز اوقاف اس لئے وضع کئے گئے کہ تلاوت کرنے والوں کو علم ہو کہ کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں ملا کر پڑھنا ہے۔ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ان امور کا خیال نہ رکھا جائے تو قرآن کریم کے معنی اور مفاہیم میں ردوبدل ہو جاتی ہے مثلاً اردو زبان کے جملے کی مثال پیش کرتا ہوں۔ 1۔ روکو۔ مت جانے دو۔ 2۔ روکو مت۔ جانے دو۔ ان دونوں جملوں کے درمیان وقف کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علامت وقف کو آگے پیچھے کرنے سے معانی بدل جاتے ہیں بعینہٖ عربی زبان میں بھی وقف اور وصل کی بہت اہمیت ہے۔

حسن قراءت کا بیان

حسن قراءت کا مطلب ہے اچھی آواز سے قرآن کریم پڑھنا۔ خوش الحانی سے خوبصورت کرکے قرآن کریم کی تلاوت کرنا مسنون ہے جیسا کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں سے خوبصورت کرکے پڑھو۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ ہر چیز کے لئے ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کریم کا زیور خوش آوازی ہے۔ (معجم الاوسط حدیث نمبر 7531)

اور پھر فرمایا کہ جو شخص خوش الحانی سے اور سنوار کر قرآن کریم نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ ہم جیسا نہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

یاد رہے کہ خوش الحانی سے پڑھنا اگرچہ محاسن قراءت سے ہے لیکن صحت قرآنی اس پر موقوف نہیں۔ خوش الحانی کی خاطر اگر قواعد تجوید بگڑ جائیں۔ حروف کے مخارج اور اوقاف کا خیال نہ رکھا جائے اور اپنی مرضی کی سریں نکالی جائیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ خوش آوازی فن تجوید سے زائد امر ہے۔ آواز اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ بعض کی اچھی ہوتی ہے اور بعض کی اچھی نہیں ہوتی۔ اگر قاری کی آواز اچھی نہ ہو تو تجوید کے قواعد کا خیال رکھنا ہی تلاوت قرآن کے لئے کافی ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضورؐ کو نماز عشاء میں سورۃ التین تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں نے کسی کو اتنا اچھا قرآن پڑھتے نہیں سنا جس کی آواز آنحضورؐ سے زیادہ اچھی ہو۔ (بخاری کتاب الاذان)

ایک حدیث میں آنحضورؐ نے فرمایا تم اپنی آوازوں سے قرآن کریم کو خوبصورت کرکے پڑھو۔ اچھی آواز سے پڑھنا یقیناً قرآن کریم کے حسن کو بڑھا دیتا ہے۔ (الدارمی)

حسن صوت سے قراءت میں تاثیر پیدا ہوتی ہے اور سننے والے کو بھی متاثر کرتی ہے لیکن قرآن کریم پڑھنے کا مقصد صرف اچھی آواز نکالنے تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اچھی تلاوت کا اثر انسان کے جسم وروح پر پڑنا چاہئے۔

آنحضورؐ نے فرمایا دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے ایک وہ جسے خدا تعالیٰ قرآن سکھائے اور وہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہو یہاں تک کہ اس کا ہمسایہ بھی متاثر ہو کر کہے کہ اے کاش مجھے بھی اس طرح قرآن پڑھنا آتا اور میں بھی ایسا کرتا۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)

صحابہؓ کی خوبصورت تلاوت

حضرت ابوبکرؓ کا مشہور واقعہ ہے جب آپ اپنے گھر میں تلاوت فرماتے تو اردگرد کے لوگ خوب متاثر ہوتے اور جمگھٹا لگا کر آپ کی خوبصورت آواز میں تلاوت سنتے۔

صحابہ کرامؓ قرآن کریم کے اتنے عاشق تھے کہ نہایت خوش آوازی سے قرآن کریم میں بہت ڈوب کر تلاوت کرتے۔ حضرت مصلح موعود دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 273 پر تحریر فرماتے ہیں کہ'' وہ (صحابہ) اپنی مجالس میں رات دن قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے چنانچہ حافظ ابویعلیٰ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہؐ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ ابوموسیٰ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے اردگرد جمع ہیں وہ ان کو قرآن یاد کرا رہے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا تم مجھے وہاں کسی ایسی جگہ بٹھا سکتے ہو جہاں سے وہ لوگ مجھے دیکھ نہ سکیں۔ اس نے کہا ہاں۔ اس پر وہ شخص رسول اللہؐ کو لے گیا اور گھر کے کسی ایسے کونے میں جا کر بٹھا دیا جہاں آپؐ لوگوں کو نظر نہ آتے تھے۔ حضرت رسول اللہؐ نے ابوموسیٰ کی قراءت سنی تو وہ بالکل درست تھی اور بہت اچھی طرح وہ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ تو حضرت داؤدؑ کے (سروں کی طرح) خوبصورت طریق پر قرآن پڑھ رہا ہے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن ص 273)

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھتے تھے کہ ایک مرتبہ آنحضورؐ اور حضرت عائشہؓ اپنے حجرے کی طرف جا رہے تھے حضرت عائشہؓ نہایت خوبصورت تلاوت سننے کے لئے رک گئیں پھر جب آنحضورؐ کو معلوم ہوا تو رداء مبارک سنبھالتے ہوئے باہر تشریف لائے اور حضرت سالمؓ کی خوبصورت تلاوت سنتے رہے۔ آپؐ بہت زیادہ خوش ہوئے اور خدا تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا الحمدللہ جس نے میری امت میں تم جیسے آدمی کو پیدا کیا۔ اللہ اللہ کیا شان کے وہ صحابہؓ تھے اور کیا شان کا وہ رسولؐ تھا جو خدا کے کلام سے محبت کرکے دنیا کی ہر چیز بھول جاتے تھے۔

حضرت مسیح موعود کا عشق قرآن

حضرت مسیح موعود نے دیواروں پر قرآنی آیات لکھ رکھی تھیں جن پر غور کرتے رہتے تھے۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ آپ بہت کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے پاس ایک قرآن تھا جس پر نشان لگاتے تھے اور آپ نے دس ہزار سے زیادہ مرتبہ قرآن ضرور پڑھا ہے۔

(حیات النبی صفحہ 108)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ کثرت سے قرآن شریف پڑھے............

قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔

(الحکم 31 جنوری 1904ء)

اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے۔ اس کا ظاہر بھی نور ہے اور اس کا باطن بھی نور ہے اور اس کے ہر لفظ اور کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے پھلوں سے جھکے ہوئے ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں............ اگر قرآن نہ ہوتا تو مجھے میری زندگی کا مزہ نہ آتا میں نے اس کے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے بڑھ کر پایا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام)

فرمایا: خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص 162)

حضرت مسیح موعود قرآن کریم کے سچے عاشق تھے یہاں تک کہ قرآن آپ کی روح کی غذا بن گیا تھا۔ ایک دفعہ آپ سیر کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حافظ محبوب الرحمان صاحب بھی تھے آپ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم اچھا پڑھتے ہیں اسی واسطے ان کو یہاں رکھ لیا ہے کہ روزانہ ان سے قرآن سنا کریں گے مجھے بہت شوق ہے کہ کوئی شخص صحیح اور خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والا ہو۔ پھر نہایت سادگی سے آپ ایک کھیت کے کنارے بیٹھ گئے اور حافظ صاحب

اشتہارات

موصوف نے نہایت خوش الحانی سے سورۃ الدھر پڑھی۔ (ملفوظات جلد 9 ص 255)

ایک دفعہ آپ کے سر میں بہت درد ہو رہا تھا تو آپ نے انہی حافظ صاحب موصوف سے قرآن سنانے کو کہا چنانچہ جب انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو آپ کو سر درد کا آرام آ گیا۔ آپ کے دل کا نقشہ تو یہ تھا۔ ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت خلیفہ اول کا عشق قرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

''مجھے قرآن سے بہت محبت ہے۔ قرآن مجید میری غذا ہے میں سخت کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آ جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ میں قرآن مجید دن میں کئی بار پڑھتا ہوں مگر میری روح کبھی بھی سیر نہیں ہوتی۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 596)

''خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سناؤں۔

(تذکرۃ المہدی جلد اول ص 246)

قادیان میں قرآن ہی قرآن

قران کریم سے محبت اور عشق کا یہی حال اہل قادیان کا تھا چنانچہ محمد اسلم صاحب صحافی تاثرات قادیان ص 139 میں لکھتے ہیں۔

''قرآن کریم کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں میں نے دیکھی کہیں نہیں دیکھی صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی (بیت) مبارک میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کیا تو تمام احمدیوں کے میں نے بلاتمیز بوڑھے اور بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا دونوں احمدی (بیوت الذکر) میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا حتیٰ کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دوکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیدا کر رہی تھی گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدوسیوں کے گروہ درگروہ آسمان سے اتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا۔''

آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اسی جذبہ، محبت اور عشق سے تلاوت قرآن کریم کریں اور صحیح تلفظ سے سیکھیں اور آگے کثرت سے دوسروں کو سکھانے والے ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریک

صحت تلفظ کو فروغ دینے کے سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے متعدد بار خطبات کے ذریعے احباب جماعت کو قرآن کریم صحیح تلفظ اور عربی لہجہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ اس سلسلہ میں آپ نے جماعت کے تمام افراد کو صحت تلفظ سے قرآن سیکھنے کی طرف توجہ دلائی اور جماعت کے عہدیداران اور ذیلی تنظیموں کو صحیح تلفظ سے قرآن سکھانے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور انہیں تاکید کی کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں کہ ''میں تو کسی ایسے احمدی کا تصور بھی نہیں کر سکتا جو عربی میں صحیح قرآن نہ پڑھ سکے۔ (الفضل 8 فروری 1994ء)

آپ مزید فرماتے ہیں۔'' قرآن کریم پڑھانا کوئی معمولی بات نہیں۔ قرآن کریم کو سمجھنا پہلے اس کی تلاوت کرنا پھر اسے سمجھ کر اس پیغام کو دنیا بھر میں پہنچانا ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہے پس یہ میری آرزو ہے بلکہ شاید آرزو کا لفظ اس سلسلہ میں درست نہ ہو یہ صرف آرزو نہیں ہے بلکہ میرا مطمح نظر یہ ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے کہ تمام احمدیوں سے یہ خدا تعالیٰ کا مطالبہ ہے چنانچہ ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کے کم از کم مطالبے کے میرے تصور کے مطابق ہر احمدی کو قرآن کریم کی عربی زبان میں تلاوت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔

(الفضل 25 فروری 2000ء)

قرآن کریم ایسی بابرکت کتاب ہے جس کے مطالعہ سے علماء کبھی سیر نہ ہوں گے اور نہ ہی کثرت تلاوت سے اس کے لطف میں کمی آئے گی اور نہ اس کے عجائبات کا خزانہ کبھی ختم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کریم کے ساتھ سچی محبت عطا فرمائے اور ہمیں تلاوت قرآن کریم کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اشتہارات

اشتہارات

تعلیم القرآن کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریکات اور خدمات

قرآن کریم سیکھنے، سکھانے اور اشاعت کے عظیم منصوبے اور ان کے ثمرات

عبدالسمیع خان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو قرآن کریم کا عشق اپنے بزرگ والد اور دادا سے ورثہ میں ملا تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کیا اور خاندان مسیح موعود میں سب سے پہلے باقاعدہ واقف زندگی کا اعزاز حاصل کر کے ساری عمر قرآن کی خدمت میں کوشاں رہے۔

آپ نے اپنے پیشروؤں سے جو کچھ سیکھا تھا اس کا خلاصہ آپ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی یوں بیان فرمایا:۔

''خلیفہ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا اور نگرانی کرنے والا ہو''۔

(الفضل 27 جولائی 1966ء۔ خطبات ناصر جلد اول ص 298)

ناظرہ قرآن سکھانے کا منصوبہ

چنانچہ آپ نے تمام جماعت کو علوم قرآنی سے بہرہ ور کرنے کے لئے ایک عظیم منصوبہ کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ 4 فروری 1966ء میں فرمایا:۔

''ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو...... اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے چند مربی یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں۔ یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمیں اساتذہ درکار ہیں۔ ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضاکار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔

حضور نے اس بارہ میں ابتدائی منصوبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اس سلسلہ میں جو ابتدائی منصوبہ میں جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے تمام بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے اور کراچی کی جماعت کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام میں مجلس انصار اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ضلع سیالکوٹ کی دیہاتی جماعتوں میں یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ کرے۔ ضلع جھنگ میں جو جماعتیں ہیں ان کے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا کام مجلس انصار اللہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ جو جماعتیں ہیں ان میں اس اہم کام کی طرف نظارت اصلاح وارشاد کو خصوصی توجہ دینی چاہئے......

اس منصوبہ کی تفاصیل متعلقہ محکمے تیار کریں اور ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے پہنچائیں''۔

(الفضل 19 فروری 1966ء)

پھر حضور نے قرآن کریم کی برکتوں، عظمتوں اور روحانی تاثیرات پر مشتمل خطبات جمعہ کا ایک سلسلہ شروع کیا جو 24 جون تا 16 ستمبر 1966ء جاری رہے اور قرآنی انوار کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ ان سلسلہ خطبات میں حضور نے جماعت کے عہدیداران کو اس اہم تحریک کو کامیاب بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''میں پھر تمام جماعتوں کو تمام عہدیداران خصوصاً امرائے اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا، جاننا اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولے ہیں از بس ضروری ہے اس کے بغیر ہم وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو''۔

(الفضل 27 جولائی 1966ء۔ خطبات ناصر جلد 1 ص 298)

تعلیم القرآن کو ہی منظم کرنے کے لئے حضور نے 1966ء میں وقف عارضی کی سکیم کا اجراء فرمایا اور بیشمار احباب نے اس ذریعہ سے قرآن ناظرہ اور ترجمہ سیکھا اور روحانی پاکیزگی حاصل کی۔

مرکزی نظام میں اضافے

3 سال بعد حضور نے اس تحریک کے نتائج کا جائزہ لیتے ہوئے خطبہ جمعہ 28 مارچ 1969ء میں فرمایا:۔

اس تحریک پر قریباً تین سال ہو چکے ہیں اور اس کا پہلا دور ختم ہو گیا ہے۔ اس عرصہ میں ایک حد تک مخلصین جماعت نے اس طرف توجہ دی اور ایک حد تک اس کے اچھے نتائج نکلے۔ لجنہ اماء اللہ ربوہ نے ربوہ میں بڑا اچھا کام کیا ہے۔ اسی طرح ربوہ سے باہر بعض لجنات نے بھی اور خدام اور انصار اور دوسرے عہدیداران نے بھی اس کی طرف بہت توجہ دی اور اپنے ماحول میں قرآن کریم کے علوم کے سکھانے، ان کے سمجھنے سمجھانے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو فضل سے نوازا اور بڑے خوش کن نتائج نکلے لیکن پھر بھی ہماری کوشش کا نتیجہ سو فیصدی نہیں نکلا یعنی ان تین سالوں میں ہر وہ شخص جو اپنی عمر اور سمجھ اور استعداد کے لحاظ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا سیکھ سکتا تھا یا ترجمہ سیکھ سکتا تھا یا اس کی تفسیر کے بعض حصے سیکھ سکتا تھا اس نے ایسا نہیں کیا...... اس جدوجہد کا ایک دور ختم ہو گیا ہے اور اب ہمیں ایک نیا دور شروع کرنا چاہئے۔

اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ اصلاح وارشاد میں ایک ایڈیشنل ناظر مقرر ہو جو تعلیم قرآنی اور جو اس کے دیگر لوازم ہیں ان کا انچارج ہو۔ مثلاً وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔ وقف عارضی کا نظام بھی اسی ناظر اصلاح وارشاد کے سپرد ہونا چاہئے اور اور بہت سی تفاصیل ہیں ان کو انشاء اللہ مشاورت میں مشورہ کے ساتھ طے کرلیا جائے گا اور ایک نگران کمیٹی ہوگی جو مشتمل ہو، ناظر اصلاح وارشاد، ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد اور ایک تیسرے ہمارے ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد ہیں ان پر، نیز انصار اللہ کے صدر اور خدام الاحمدیہ کے صدر پر۔ یہ پانچ عہدیدار ایک کمیٹی کی حیثیت سے اس بات کی نگرانی کریں کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی محبت پیدا کی جائے''۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 557,554)

انجمن موصیان کے فرائض

5 اگست 1966ء کو حضور نے انجمن موصیان اور موصیات قائم کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ خطبہ جمعہ 4 اپریل 1969ء میں حضور نے موصیان کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا خاص فریضہ سپرد کیا۔ فرمایا:۔

''خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے''۔

پھر ان کے معین فرائض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایک تو موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موصی کو قرآن کریم آتا ہو اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موصی پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے''۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 563)

حضور نے اس مقصد کے لئے 6 ماہ کا عرصہ مقرر فرمایا۔

اسی خطبہ میں حضور نے مجلس انصار اللہ کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خود قرآن سیکھیں اور جن کے راعی ہیں ان کو بھی سکھائیں اسی طرح حضور نے خدام اور لجنہ کو بھی تعلیم القرآن کی نگرانی کا ارشاد فرمایا:۔

حضور نے موصیان کے سپرد تعلیم القرآن کے فریضہ کا ذکر کرتے ہوئے 20 جون 1969ء کے خطبہ میں فرمایا:۔

''میں نے اس کے لئے چھ ماہ کا عرصہ رکھا تھا لیکن بہت سے دوستوں نے میری توجہ اس طرف پھیری ہے کہ چھ مہینے کے اندر سارے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لینا یا بہتوں کے لئے ناظرہ پڑھ لینا بھی ممکن نہیں۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ قرآن کریم نہ ختم ہونے والا سمندر ہے۔ انسان ساری عمر قرآن کریم سیکھتا رہے پھر بھی وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے قرآنی علوم سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔

بہر حال چونکہ بہت سوں کے لئے چھ ماہ کے عرصہ میں قرآن کریم ناظرہ سیکھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا

اشتہارات

مشکل ہے۔ بعض کے لئے شائد ممکن ہی نہ ہو اس لئے اس مدت کو چھ ماہ سے بڑھا کر جیسا کہ دوستوں نے مشورہ دیا ہے میں ڈیڑھ سال تک کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ڈیڑھ سال میں سارے نہیں تو بڑی بھاری اکثریت اگر وہ دل سے قرآن کریم پڑھیں تو قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیں گے اور ترجمہ سیکھنے والے ترجمہ سیکھ لیں گے۔ (خطبات ناصر جلد 2ص690)

فضل عمر درس القرآن کلاس

نظارت اصلاح و ارشاد کے تحت تعلیم القرآن کلاس 1964ء میں شروع ہو چکی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ذاتی توجہ اور رہنمائی نے اس کو نئی جلا بخشی۔ یہ کلاس ایک ماہ کے لئے مرکز میں منعقد ہوتی تھی۔ حضور نے اسے نظارت تعلیم القرآن سے منسلک کر دیا اور 1972ء میں حضور نے فیصلہ فرمایا کہ 4 ہفتوں میں سے پہلا ہفتہ ضلع کی جماعتوں کے زیر اہتمام ہوگا اور 3 ہفتے طلباء مرکز میں گزاریں گے۔

(خطبات ناصر جلد 4ص253)

یہ کلاس بڑی کامیابی سے جاری ہے۔ حضور کی خلافت کے آخری سال 1981ء میں طلباء و طالبات کی تعداد 2 ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ حضور کم و بیش ہر سال اس سے افتتاحی یا اختتامی خطاب فرماتے رہے نیز درمیان میں بھی طلباء کو ہدایات اور ملاقات کا شرف عطا فرماتے رہے۔ اسی طرح ہفتہ قرآن مجید کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا۔ چنانچہ جماعت نے یکم تا 6 مارچ 1970ء کو ہفتہ قرآن مجید منایا۔

تفسیر مسیح موعود کے مطالعہ کی تحریک

قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ پڑھنے کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود کی تفسیر قرآنی کے مطالعہ کی طرف بار بار توجہ دلائی کیونکہ وہ علوم قرآن کا زبردست خزانہ ہے۔

حضرت مسیح موعود کی تفسیر کتابی شکل میں یکجا نہیں تھی اس لئے 1969ء میں آپ نے اپنی براہ راست نگرانی میں حضرت مسیح موعود کی تفسیر اور آپ کے ارشادات کو قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق یکجا کروا کر شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ کہف تک یعنی 15 پارے سے زائد کی تفسیر پانچ جلدوں میں نہایت اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر شائع ہوئی اور اب سارے قرآن کی تفسیر شدہ آیات کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔

تفسیر مسیح موعود کی پہلی جلد جو تفسیر سورۃ فاتحہ پر مشتمل تھی جون 1969ء میں شائع ہوئی۔ حضور نے احباب کو اس سے مستفیض ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو غور کے ساتھ اس پہلی جلد کو پڑھ لینا چاہئے اور اس نیت سے پڑھنا چاہئے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس اجمال کی تفصیل ہے۔ اگر کسی شخص کی عقل اور سمجھ اور اس کی محبت ان علوم پر حاوی ہو جائے جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تو قرآن کریم کے بہت سے مطالب اس کے لئے آسان ہو جائیں گے...... اسے بار بار پڑھیں جو شخص چار پانچ دفعہ اس کو غور سے پڑھ جائے اس کے لئے مضمون سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ (خطبات ناصر جلد 2ص693)

قرآنی معارف کے مقابلہ کی دعوت

حضرت مسیح موعود نے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو قرآن کریم کے معارف و حقائق کے مقابلہ کا جو چیلنج دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس کو بار بار دہرایا۔ 20 جون 1969ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

کیتھولک فرقہ کا سربراہ اس وقت پوپ ہے اگر پوپ صاحب یہ چیلنج قبول کریں تو ہم مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں یا ہندوؤں کے دوسرے فرقے ہیں ان کے جو سردار ہیں وہ مقابلہ کے لئے آئیں۔ ...... جو مختلف فرقوں کے سردار ہیں وہ اکیلے اس دعوت کو قبول کریں یا اپنے ساتھ سو یا ہزار یا دس ہزار آدمی ملا کر بھی مقابلہ کرنا چاہیں تو ہم اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 2ص692)

22 جولائی 1967ء کو دورہ یورپ کے دوران حضور نے کوپن ہیگن میں عیسائی دنیا کو حضرت مسیح موعود کا چیلنج دیا کہ اگر آپ سورۃ فاتحہ کے معارف ساری بائبل سے دکھا دیں تو مسیح موعود کی مقرر کردہ انعامی رقم 500 کو بڑھا کر 50 ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

خصوصی درس قرآن

حضور کے سارے خطبات و تقاریر قرآن کریم ہی کی تفسیر و توضیح پر مشتمل ہیں۔ تاہم آپ نے خصوصی درس قرآن کا بھی اہتمام فرمایا۔ چنانچہ حضور نے 23 مارچ 1968ء کو حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے گھر مستورات میں درس قرآن کا آغاز فرمایا۔

اسی طرح آپ رمضان المبارک میں کم و بیش ہر سال درس القرآن کے اختتام پر آخری چند سورتوں کا درس دیتے رہے اور اختتامی دعا کرواتے رہے۔

تعلیم القرآن کی 10 سالہ تحریک

جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے 10 سال قبل حضور نے 28 اکتوبر 1979ء کو غلبہ احمدیت کی صدی کے لئے حضور نے دس سالہ تحریک کا اعلان فرمایا۔ اس تحریک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آئندہ دس برس کے اندر اندر

1۔ ہر بچہ قاعدہ یسرنا القرآن جانتا ہو۔
2۔ قرآن مجید ناظرہ جاننے والے ترجمہ اور تفسیر سیکھیں۔
3۔ ہر بچہ ازکم میٹرک تک تعلیم حاصل کرے۔
4۔ ہر احمدی دین کی حسین تعلیم پر قائم ہو۔

حضور نے مجلس مشاورت 1980ء میں فرمایا:۔

آئندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق سیکھے۔ یہ کام خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کے ذمہ ہے۔ خدام نے کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن انجام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ لجنہ کی رپورٹ آ چکی ہے۔ کراچی میں میں نے 7 مارچ کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ پہلے مرحلہ میں ہر احمدی گھرانے میں ایک تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر قرآن بھی پڑھنی ضروری ہے۔ سورۃ کہف تک پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی تھی کہ وہ ان کے خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ان ہر سہ تنظیموں میں Co-ordination پیدا کرے اور یہ دیکھے کہ ایک کتاب ایک گھر میں چار راستوں سے داخل نہ ہو۔ خدام الاحمدیہ کی تنظیم اگر اپنے خادم کو دے تو پھر لجنہ کو یا انصار کو یا جماعتی لحاظ سے اس گھر میں اس کتاب کو پہنچانے کی اس مرحلہ میں ضرورت نہیں۔ یہ جو سکیم میں نے کراچی سے شروع کی تھی۔ آج اس میں وسعت پیدا کر رہا ہوں اور اس سے ساری جماعت کے لئے دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد بنا رہا ہوں۔ یہ سکیم اس سال مکمل ہو جانی چاہئے۔

(الفضل 18 اکتوبر 1980ء ص1)

حفظ قرآن کی تحریک

حضور نے اپنی خلافت کے آغاز میں جہاں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس پر غور و تدبر کرنے کی تلقین فرمائی، تعلیم القرآن کے لئے وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔ وہاں قرآن کریم کو حفظ کرنے کے سلسلہ میں حضور نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جب ایک پارہ حفظ ہو جائے تو دوسرا پارہ حفظ کیا جائے اس سکیم سے حضور کا مقصد قرآن مجید کے زیادہ سے زیادہ حفاظ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ نے اس تحریک پر کماحقہٗ عمل کرنے کی کوشش کی اور خدام کو ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی سکیم تیار کی بعد میں اس کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا اور ان خدام کے نام جنہوں نے ایک پارہ حفظ کر لیا تھا۔ حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے گئے۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر)

سورۃ بقرہ کی 17 آیات یاد کرنے اور سمجھنے کی تحریک

حضور نے 12 ستمبر 1969ء کو کراچی میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی بھی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستر اسی صفحات کا ایک رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اول اور حضرت مصلح موعود کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا، شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبہ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو از بر کر لیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔

(خطبات ناصر جلد 2ص851)

حضور نے متعدد بار ان آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی اور جماعت کے کثیر احباب نے اس تحریک پر لبیک کہا۔

اشاعت قرآن کی تحریکات

جماعت احمدیہ خلافت ثالثہ میں اشاعت قرآن کے لحاظ سے ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل میں اشاعت قرآن کریم کا بے پناہ جذبہ پیدا کیا تھا اور اس کی تسکین کے لئے بشارتیں بھی دی تھیں۔

آپ نے 4 جولائی 1980ء کو فرینکفرٹ میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:۔

ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ تیرے دور خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کا کام ہوگا۔ چنانچہ اب تک میرے زمانہ میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانوں سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہو چکی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن مجید کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

(الفضل 15 جولائی 1980ء ص2)

اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کو بے پناہ جدوجہد کرنی پڑی اور متعدد تحریکات اور سکیمیں آپ نے شروع فرمائیں۔

آپ نے اپنی دلی تمنا بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے کہ اگلے پانچ سال میں قرآن کریم کی کم از کم دس لاکھ کاپیاں دس لاکھ افراد کے پاس یا یوں کہنا چاہئے کہ دس لاکھ گھروں میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ میں

نے یہ کام کروا دیا ہے۔ میں خود حیران ہوں میرا زمانہ خلافت ابھی بہت تھوڑا ہے۔ پانچ چھ سال کے اس تھوڑے سے عرصہ میں قرآن کریم کی ایک لاکھ کاپیاں چھپ چکی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ میں سے کسی دوست کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی ہوگی کہ کتنا بڑا انقلاب آ گیا ہے...... میں نے امرائے ضلع کو ایک آسان سکیم بنا کر دی تھی کہ ہر تحصیل اشاعت قرآن کے لئے دو ہزار روپے جمع کرے......اگر ہم اوسطاً فی تحصیل دو ہزار روپیہ بطور سرمایہ اشاعت قرآن کے لئے جمع کریں تو مغربی پاکستان کی کل 152 تحصیلیں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ 3 لاکھ 4 ہزار روپے جمع ہو سکتے ہیں۔ (خطبات ناصر جلد 4 ص 275,274)

پریس کے قیام کی تحریک

جماعت کا اپنا پریس نہ ہونے کی وجہ سے اشاعت قرآن کے منصوبہ میں دیر ہوئی تھی اور دیگر مشکلات پیش آئی تھیں۔ چنانچہ حضور نے اللہ تعالیٰ کی منشاء سے 9 جنوری 1970ء کے خطبہ میں پریس کے قیام کی تحریک فرمائی۔ حضور نے فرمایا:۔

بڑے زور سے میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا گیا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دو چیزیں ہمارے پاس اپنی ہوں۔ ایک تو ہمارے پاس بہت اچھا پریس ہو...... اس اچھے پریس کے لئے ہمیں 10,5 لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی......اگر اپنا پریس ہوگا تو قرآن کریم سادہ یعنی قرآن کریم کا متن بھی ہم شائع کرلیا کریں گے اس کی اشاعت کا بھی تو ہمیں بڑا شوق اور جنون ہے یہ بات کرتے ہوئے بھی میں اپنے آپ کو جذباتی محسوس کر رہا ہوں ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ہر گھر میں قرآن کریم کا متن پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی اس میں برکت ڈالے گا تو پھر بہتوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم یہ زبان سیکھیں یا اس کا ترجمہ سیکھیں پھر اور بھی بہت سارے کام ہیں جو ہم صرف اس وجہ سے نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں لیکن میرے دل میں جو شوق پیدا کیا گیا ہے اور جو خواہش پیدا کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سارے پاکستان میں اس جیسا اچھا پریس کوئی نہ ہو اور پھر اس پریس کو اپنی عمارت کے لحاظ سے اور دوسری چیزوں کا خیال رکھ کر اچھا رکھا جائے۔ عمارت کو ڈسٹ پروف (Dust Proof) بنایا جائے تا ہم ایک دفعہ دنیا میں اپنی کتب کی اشاعت کر جائیں۔

(خطبات ناصر جلد 3 ص 25,24)

اشاعت قرآن کے 3 مراحل

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 18 فروری 1973ء کو ربوہ میں ایک جدید پریس کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں اس کا نام نصرت پرنٹرز اینڈ پبلشرز کر دیا گیا۔ حضور نے اس پریس کے قیام کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے اشاعت قرآن کے عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے فرمایا:۔

اشاعت قرآن کے سلسلہ میں تین مرحلے آتے ہیں ایک یہ کہ متن قرآن کریم کو ہر...... کے ہاتھ میں پہنچا دیا جاوے یہی نہیں بلکہ قرآن عظیم کو دنیا کے ہر انسان کے ہاتھوں تک ہی پہنچا دیا جائے۔

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہر قوم اور ہر ملک کی زبان میں کیا جائے تا کہ دنیا کے ہر خطہ کے لوگوں تک قرآن کریم کو اس کے معنی و مفہوم کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ چونکہ ہم نے ہر زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا ہے اس لئے پہلے ہم ان کے حروف بنائیں پھر اس کی طباعت کریں گے۔ یعنی قرآن کریم کا ترجمہ اس زبان میں بھی شائع کریں گے۔ جو اس وقت بولی جاتی ہے مگر لکھی نہیں جاتی۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ جو لوگ یا تو میں قرآن کریم کا متن پڑھنے لگ جائیں اور اس کا ترجمہ سمجھنے لگ جائیں ان کو ہم قرآن عظیم کی تفسیر سے روشناس کرائیں، تفاسیر کی طباعت ہو۔ ہر زبان میں ہو۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر ص 44)

پریس کے لئے وقار عمل کی تحریک

پریس کے قیام اور قرآن کریم سے قلبی تعلق کے اظہار کے لئے آپ نے تحریک فرمائی کہ اس کے تہہ خانہ کی کھدائی وقار عمل کے ذریعہ کی جائے۔ چنانچہ 18 مارچ تا 24 اپریل 1973ء کو انصار، خدام اور اطفال نے بے حد ذوق و شوق کے ساتھ اس وقار عمل میں حصہ لیا اور ایک خوبصورت عمارت کھڑی ہوگئی۔

پھر بے پناہ خرچ کے ساتھ مشینیں بھی آ گئیں مگر ملکی حالات بدل گئے اور حکومتی پابندیوں کی وجہ سے یہ جدید پریس کام شروع نہ کر سکا لیکن اللہ کے وعدوں کے مطابق اشاعت قرآن کے کام میں کوئی روک پیدا نہ ہوئی اور اللہ کے فضل سے لاکھوں کی تعداد میں سادہ قرآن کریم اور مترجم قرآن شائع کئے جاتے رہے۔

یہ پریس قرآنی علوم کی اشاعت کا اس پہلو سے مرکز بن گیا کہ اس کی عمارت کے ایک حصہ میں دفتر الفضل اور دوسرے حصہ میں نمائش قائم کی گئی ہے۔

طرز اشاعت میں اصلاح

ترجمہ قرآن کریم کی طرز اشاعت میں بھی آپ نے ایک بہت اہم اصلاح فرمائی۔ قرآن کریم عربی میں دائیں سے بائیں لکھا جاتا ہے مگر جو زبانیں بائیں سے دائیں کو لکھی جاتی ہیں ان میں ترجمہ کتاب کے بائیں طرف سے شروع ہوتا تھا اور قرآن کریم کا متن ترجمے کا پیچھا کرتا تھا۔ یعنی جہاں سورۃ فاتحہ ہونی چاہئے وہاں سورۃ الناس آتی تھی حضور نے اس طرز میں تبدیلی کی اور فرمایا:۔

اب پہلی دفعہ میں نے حالات کو دیکھ کر ترجمہ کی طرز میں تبدیلی کی۔ چنانچہ اب قرآن کریم کا ترجمہ متن کے پیچھے چل رہا ہے یعنی سورۃ الحمد پہلے صفحہ پر ہے آخری صفحہ پر نہیں...... میرے علم میں پہلی دفعہ یہ واقعہ ہوا ہے کہ قرآن کے ترجمہ کرتے وقت متن کو Follow کیا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 4 ص 272,271)

قرآن کے نئے تراجم

سابقہ تراجم قرآن کی اشاعت کے ساتھ آپ نئی زبانوں میں ترجمہ کے لئے کوشاں رہے۔ جماعت کے وسائل اور طاقت کے لحاظ سے یہ ایک کٹھن کام تھا مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دور خلافت میں 6 نئی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا۔

(ماہنامہ مصباح دسمبر 1982ء ص 68)

آپ کی تحریکات کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک کے اہم ہوٹلوں کے ہزاروں کمروں میں خاص اہتمام سے قرآن کریم کے تراجم سیاحوں کے مطالعہ کے لئے رکھوائے گئے۔ قرآن کریم کی وسیع اشاعت کے لئے تین ادارے قائم کئے گئے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا نے دنیا کے انتہائی شمال میں واقع آخری انسانی بستیوں تک قرآن کریم پہنچایا۔ (دورہ مغرب ص 471)

انگریزی تفسیر القرآن

انگریزی دان طبقے کو قرآن کریم کے حقائق و معارف سے روشناس کرانے کے لئے انگریزی تفسیر القرآن کی پانچ ضخیم جلدوں کو ایک جلد میں مختصر کر کے انگریزی تفسیر القرآن شائع کی گئی جو علمی طبقہ کے لئے نہایت درجہ ایک قیمتی تحفہ ہے۔ تفسیری نوٹوں پر مشتمل یہ جلد 1460 صفحات پر مشتمل ہے۔

الغرض آپ نے تعلیم قرآن کی سابقہ تحریکوں کے ساتھ نئے منصوبے اور پروگرام شروع کئے اور لاریب لاکھوں سینوں میں محبت قرآن کی شمع روشن کی اور لاکھوں نئے دلوں کو اس سے متعارف کرانے کی کوشش میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس عاشق قرآن کو بلند مراتب سے نوازے۔

اشتہارات

فرمانِ نبویؐ ہے: جو قرآن حفظ کریگا روز قیامت قرآن اس کو دوزخ سے بچائے گا

ادارۃ الحفظ ربوہ کا تعارف اور قواعد وضوابط

ادارۃ الحفظ میں اندرون وبیرون ملک سے 1957ء سے اکتوبر 2007ء تک 369 طلباء حفظ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں

حفظ قرآن کی اہمیت

قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ واحد الہامی کتاب ہے جو ہر قسم کے اندرونی وبیرونی تحریفات سے محفوظ ہے۔ اس کی کوئی آیت، لفظ، نقطہ یا شعشہ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ یہ وہ زندہ وجاوداں کلام ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود خدائے لم یزل نے کیا ہے۔ قرآن کریم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ لاکھوں افراد نے اس کو حفظ کرنے کی سعادت پائی اور آج بھی ہزاروں افراد کے سینوں میں یہ قرآن محفوظ ہے۔ یہ فضیلت صرف قرآن کریم کو حاصل ہے جب کہ دیگر مذاہب کی کتب کو حفظ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

چنانچہ ابتداء اسلام سے صحابہ کرامؓ پھر تابعین اور تبع تابعین اور عام لوگ کثرت سے قرآن کریم حفظ کرتے رہے یہاں تک کہ بعض خاندانوں میں یہ سلسلہ نسل درنسل چلتا رہا۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفظ قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جو شخص قرآن کریم کو حفظ کرے گا قیامت کے دن قرآن اس کو دوزخ سے بچائے گا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو عذاب نہیں دے گا'' آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے صحابہؓ عطا کیے تھے جو ہر ثواب کے لئے جان توڑ کوشش کیا کرتے تھے اس لئے جب آپؐ نے یہ اعلان فرمایا تو کثرت سے صحابہ کرامؓ نے قرآن حفظ کرنا شروع کر دیا۔

قرآن کریم کی حفاظت کا ایک طریق یہ ہے، جس پر صدیوں سے عمل ہو رہا ہے کہ ہر سال رمضان المبارک میں حفاظ کرام نماز تراویح میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ نیز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقرر امام کے اصول بیان کرتے ہوئے ایک اصول یہ بھی بیان فرمایا کہ لوگوں میں سے وہ نماز کے لئے امام بنے جس کو زیادہ قرآن یاد ہو۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو قرآن سے محبت کے نئے انداز سکھائے۔ آپ نے اپنے کلام نظم ونثر میں قرآن کریم کے معارف اور نکات بیان فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا الخیر کلہ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں''۔ (کشتی نوح صفحہ 26)

حضرت مسیح موعود کی دلی تمنا تھی کہ آپ کی قائم کردہ جماعت قرآن کریم سے وابستہ ہو جائے اور آپ کی یہ بھی دلی خواہش تھی کہ کوئی ایسا انتظام ہو جس کے ماتحت لوگ قرآن کریم حفظ کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے آپ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک حافظ قرآن مقرر کیا جائے جو قرآن مجید حفظ کرائے۔ آپ نے فرمایا ''میرا بھی دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا''۔

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 177)

آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ادارۃ الحفظ کا قیام اور مختصر تاریخ

سیدنا حضرت مسیح موعود کی دلی تمنا کی تکمیل کے لئے حضرت مصلح موعود کی تحریک کے نتیجہ میں خلافت ثانیہ کے آغاز میں 1920ء سے قبل حافظ کلاس کی ابتداء ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) نے اسی کلاس سے 17 اپریل 1922ء کو تیرہ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ کے ساتھ 12 طلباء اس حافظ کلاس میں شامل تھے۔ اس وقت مکرم حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی حافظ کلاس کے استاد تھے۔ حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے 1922ء کے رمضان المبارک میں قادیان میں نماز تراویح پڑھائی۔

(بحوالہ قادیان گائیڈ صفحہ 91)

1932ء میں مکرم حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی کے انتقال کے بعد مکرم حافظ کرم الٰہی صاحب آف گولیکی ضلع گجرات اس کلاس کے معلم مقرر ہوئے۔ بعد ازاں 1935ء سے حافظ کلاس مدرسہ احمدیہ کے زیر انتظام مکرم حافظ شفیق احمد صاحب کی نگرانی میں جاری رہی اور قیام پاکستان کے بعد احمد نگر اور بعد ازاں بیت المبارک ربوہ میں منتقل ہوگئی۔

1969ء میں مکرم حافظ صاحب موصوف کی وفات کے بعد کچھ عرصہ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب اس کلاس کو پڑھاتے رہے۔ جون 1969ء میں یہ سعادت مکرم حافظ قاری محمد عاشق صاحب کے حصہ میں آئی۔ محترم قاری صاحب کی سرکردگی میں اس درسگاہ نے ایک باقاعدہ مدرسہ کی شکل اختیار کر لی۔ یہ مدرسہ پہلے جامعہ احمدیہ کے کوارٹرز کے ایک کمرہ میں قائم رہا پھر جب طلباء کی تعداد بڑھنا شروع ہوئی تو یہ کلاس بیت حسن اقبال (جامعہ احمدیہ) میں منتقل ہو گئی۔ بعد ازاں حافظ کلاس کو طبیہ کالج کی عمارت واقع دارالنصر غربی میں منتقل کر دیا گیا۔

حافظ کلاس کے نام کی تبدیلی

مورخہ 4 فروری 1976ء کو حافظ کلاس کا نام تبدیل کر کے ''مدرسۃ الحفظ'' رکھ دیا گیا۔ یکم مارچ 1999ء کو مدرسۃ الحفظ کو جلسہ سالانہ کی بیرکس واقع دارالنصر غربی میں منتقل کر دیا گیا۔ جون 2000ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی منظوری سے مدرسہ کا انتظام نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے سپرد کر کے اس کو نصرت جہاں اکیڈمی سے متصل راولپنڈی گیسٹ ہاؤس میں منتقل کر دیا گیا۔

مدرسۃ الحفظ کے قیام کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ زیادہ تعداد میں حفاظ تیار کر کے جماعت احمدیہ کے لئے مفید اور نافع وجود تیار کئے جائیں اور زیادہ سے زیادہ افراد جماعت اس کلام کو حفظ کر کے خدمت قرآن کا علم اپنے ہاتھوں میں تھام لیں۔ اس مدرسہ سے قرآن کریم کا فیض پانے والے طلباء ایسے ہوں جو علوم قرآن کے حامل ہوں۔ اس کی تعلیمات پر خود بھی عمل کرنے والے ہوں اور بنی نوع انسان کو بھی قرآن کریم کے زیور سے آراستہ کریں اور انہیں اس سے محبت کرنا سکھائیں۔

طریق وقواعد تدریس

پڑھائی کے طریق کار میں پیریڈ سسٹم نہیں ہے۔ اساتذہ کرام اپنی کلاسز میں تمام وقت تدریس میں مصروف رہتے ہیں۔ صبح اسمبلی سے تدریس کا آغاز ہوتا ہے۔ جس میں تلاوت ترتیل اور حدر کے ساتھ سنی جاتی ہے۔ نیز تجوید کے بنیادی قواعد، قرآنی دعائیں اور عام معلومات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کا عمومی جائزہ لیا جاتا ہے جس میں طلباء کا لباس، ناخن اور دانتوں کی صفائی، بالوں کی کٹنگ اور تربیتی امور مثلاً نماز باجماعت، خطبہ حضور انور کا جائزہ شامل ہے۔ تدریسی اوقات چھ گھنٹے ہوتے ہیں جس میں طلباء باری باری اپنا سبق، گزشتہ سات دنوں کے اسباق اور حفظ کیے ہوئے پاروں میں سے نصف پارہ بطور منزل سناتے ہیں۔ مدرسۃ الحفظ میں اس وقت 120 طلباء کی گنجائش موجود ہے۔ مدرسۃ الحفظ میں تدریسی لحاظ سے طلباء کو چھ احزاب میں تقسیم کیا گیا ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ احمد حزب۔ 2۔ نور حزب۔ 3۔ محمود حزب۔
4۔ ناصر حزب۔ 5۔ طاہر حزب۔ 6۔ دہرائی کلاس

اس کے علاوہ مکرم قاری محمد عاشق صاحب روزانہ نئے داخل ہونے والے طلباء کے علاوہ دہرائی کرنے والے طلباء کی باقاعدگی سے تجوید القرآن کلاس لیتے رہے۔ اسی طرح شعبہ سمعی بصری کے تحت تلاوت قرآن کریم کی سی ڈیز اور کیسٹس رکھی گئی ہیں۔ طلباء کے تلفظ کو بہتر بنانے کے لئے روزانہ آدھا گھنٹہ آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کے ذریعے تلاوت ترتیل اور حدر کے ساتھ سکھائی جاتی ہے۔

عرصہ حفظ

مدرسۃ الحفظ میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے تین سال اور دہرائی کے لئے مزید چھ ماہ کا کورس مقرر ہے۔ پہلے سال آٹھ، دوسرے سال دس اور تیسرے سال بارہ پارے حفظ کرنے ہوتے ہیں۔ حفظ مکمل کرنے کے بعد دو مرتبہ دہرائی کروائی جاتی ہے۔ دو مرتبہ دہرائی کرنے کے بعد حافظ قرآن طلباء کا امتحان پہلے ادارے میں لیا جاتا ہے اور بعد میں External Examiner امتحان لیتے ہیں۔ آجکل محترم حافظ مظفر احمد صاحب یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ امتحان پاس کرنے والے حفاظ کو تکمیل حفظ کی سند دی جاتی ہے۔

ڈائری سسٹم

طلباء روزانہ ڈائری لکھتے ہیں جس میں ان کی یومیہ کارکردگی درج ہوتی ہے۔ والدین اور اساتذہ روزانہ ڈائریاں چیک کرتے ہیں جس سے وہ طلباء کی کارکردگی سے باخبر رہتے ہیں اور حسب موقع طلباء کو متحرک کرنے کے لئے حوصلہ افزائی اور کمزور طلباء کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ ڈائری سسٹم کے نگران مکرم حافظ عبدالکریم صاحب ہیں۔ جو روزانہ باری باری ہر کلاس کی ڈائریاں چیک کرتے ہیں۔

انعامی وظیفہ

طلباء میں تدریسی شوق اور مقابلے کی روح پیدا کرنے کے لئے ہر ماہ معیار کے مطابق اور معیار سے زائد حفظ کرنے والوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ معیار کے مطابق 100 روپے، معیار سے زائد حفظ کرنے پر 200 سے 500 روپے تک انعامی وظائف دیئے جاتے ہیں۔

رحمۃ للعالمینؐ ایوارڈ

امسال 2007ء سے مدرسۃ الحفظ کے لئے

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت رحمۃ للعالمینؐ ایوارڈ دیئے جانے کی منظوری عنایت فرمائی ہے۔ یہ ایوارڈ اول، دوم اور سوم آنے والے ان طلباء کو نقد رقم کی صورت میں دیا جائے گا جنہوں نے دوران سال کم عرصہ میں حفظ کیا ہو اور اس کے علاوہ دہرائی، ابتدائی اور فائنل ٹیسٹ میں مجموعی طور پر سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوں۔ اول انعام کے لئے مبلغ 25,000 روپے۔ دوم کے لئے مبلغ 15,000 روپے جبکہ سوم کے لئے مبلغ 10,000 روپے کی رقم مقرر کی گئی ہے۔

ریکارڈ حفاظ کرام

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے مارچ 1957ء سے جون 2000ء تک 187 جبکہ جولائی 2000ء سے اکتوبر 2007ء تک 182 طلباء نے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح شروع سے اب تک کل 369 طلباء نے حفظ کی سعادت حاصل کی۔ ان حفاظ میں پاکستان کے علاوہ نائیجیریا، فجی، ماریشس، یوگنڈا اور سیرالیون کے طلباء شامل ہیں۔ کم سے کم عرصہ میں تکمیل حفظ کی سعادت عزیزم حافظ سفیر احمد ورک ربوہ نے حاصل کی جنہوں نے 10 ماہ کے قلیل عرصہ میں حفظ مکمل کیا۔

داخلہ کا طریق کار

مدرسۃ الحفظ میں ہر سال داخلہ کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو اگست میں ہوتا ہے۔ داخلہ ٹیسٹ کے لئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:۔

1۔ امیدوار کی عمر 12 سال سے زائد نہ ہو۔

2۔ پرائمری پاس ہو۔

3۔ ناظرہ قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

داخلہ کے لئے درخواست صدر جماعت/امیر حلقہ کی تصدیق کے ساتھ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام آنی چاہئے۔ نیز درخواست کے ساتھ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ اور برتھ سرٹیفکیٹ یا 'ب' فارم ہونا ضروری ہے۔ حتمی داخلہ 6 ماہ کی تدریس کے بعد طالب علم کی تسلی بخش کارکردگی پر ہوتا ہے۔

فہرست اساتذہ کرام

مکرم حافظ مبارک احمد ثانی صاحب (پرنسپل)
مکرم حافظ عبدالکریم صاحب (وائس پرنسپل)
مکرم حافظ قاری محمد عاشق صاحب (مدرس)
مکرم حافظ ملک منور احمد احسان صاحب (مدرس)
مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب (مدرس)
مکرم حافظ پرویز اقبال صاحب (مدرس)
مکرم حافظ قاری مسرور احمد صاحب (مدرس)
مکرم حافظ جواد احمد بٹ صاحب (مدرس)
مکرم حافظ شمس الضحیٰ ناصر احمد صاحب (مدرس)

ہوسٹل مدرسۃ الحفظ

بیرون ربوہ سے آنے والے طلباء کے لئے ہوسٹل میں 53 طلباء کے رہنے کی گنجائش موجود ہے۔ ہوسٹل کے طلباء کے لئے معمولات کا ٹائم ٹیبل مقرر ہے۔ جس میں ان کی تدریس کے علاوہ اجلاسات، تربیتی کلاس، علمی و ورزشی مقابلہ جات اور لائبریری سے استفادہ شامل ہیں۔ ہاسٹل میں رہائش پذیر طلباء کی روزانہ بعد نماز عشاء دو گھنٹے کی سٹڈی کلاس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ اس کلاس کے نگران مکرم حافظ مسرور احمد صاحب ہیں جو روزانہ نئے داخل ہونے والے طلباء اور کمزور طلباء کو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کی مشق کرواتے ہیں۔ اس کے علاوہ روزانہ باری باری حسب شیڈول ایک استاد اس کلاس کی نگرانی کرتے ہیں۔ اسی طرح روزانہ بعد نماز عصر ایک ٹیوٹر کی زیرنگرانی مختلف کھیلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں فٹ بال، کرکٹ اور میروڈبہ وغیرہ شامل ہیں۔ ہاسٹل کے تمام طلباء اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے ممبر ہیں۔ سائقین کے ذریعہ صبح کی نماز سے پہلے صل علیٰ کیا جاتا ہے۔ ہاسٹل طلباء کی ہمہ وقت نگرانی کے لئے سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مقرر ہیں۔ ہاسٹل کے تمام طلباء کو فری میڈیکل اور فری میس کی سہولت میسر ہے۔

قواعد ہوسٹل

1۔ ہوسٹل میں صرف ان طلباء کو رہنے کی اجازت ہوتی ہے جو بیرون ربوہ سے قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ مقامی طلباء کو ہوسٹل میں رہنے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی۔

2۔ ہوسٹل میں رہنے والے طلباء کو تمام نمازیں باجماعت ادا کرنی ہوتی ہیں۔

3۔ ہوسٹل کی صفائی کا خاص خیال رکھنا ہوتا ہے۔ اپنی تمام چیزیں ترتیب سے رکھنا ہوتی ہیں۔

4۔ موسم کے مطابق صاف ستھرا بستر رکھنا ہوتا ہے۔

5۔ موسم کے مطابق بستر کا انتظام طالب علم خود کرتا ہے۔

6۔ ہوسٹل کی دیواروں، کھڑکیوں اور دروازوں پر لکھنا، لکیریں لگانا یا اسٹیکر وغیرہ چپکانا سخت منع ہے اسی طرح باتھ روم کی دیواروں یا دروازوں پر تحریرات لکھنا سخت منع ہے۔

7۔ ہوسٹل کے روزانہ کے ٹائم ٹیبل پر سختی سے عمل کرنا ہوتا ہے۔

8۔ ہوسٹل کی اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کا فعال ممبر بننا اور تنظیم کے جملہ پروگرام پر عمل کرنا ہوتا ہے۔

9۔ ہوسٹل میں نظم وضبط کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے۔ کسی قسم کی اخلاقی، انتظامی اور نظم وضبط کو خراب کرنے کی شکایت ہونے کی صورت میں طالب علم کو فی الفور ہوسٹل سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

10۔ ہوسٹل میں رہنے والے طلباء اپنے مہمانوں سے گیسٹ روم میں ملاقات کر سکتے ہیں۔ مہمانوں کو کمرے میں لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

11۔ ملاقات کے لئے منگل کا دن مقرر ہے اور ٹیلی فون کے لئے جمعرات کا دن مقرر ہے۔

12۔ Weekend اور موسمی تعطیلات پر طلباء کو صرف ان رشتہ داروں کے ساتھ جانے کی اجازت ہوتی ہے جن کے نام والدین/سرپرست نے کوائف فارم پر درج کروائے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

یونیفارم

تمام طلباء کے لئے ضروری ہے کہ وہ مدرسہ میں صاف ستھرا یونیفارم پہن کر آئیں۔ یونیفارم کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ سفید شلوار قمیص

2۔ سیاہ جناح کیپ

3۔ سیاہ بند بوٹ (تسمہ کے ساتھ یا بغیر تسمہ کے)

4۔ سردیوں میں میرون سویٹر

سالانہ تقریب اسناد

دوران سال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کو اسناد دینے کے لئے ہر سال سالانہ تقریب اسناد کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں ناظران، وکلاء اور جملہ ادارہ جات کے افسران صیغہ جات کو مدعو کیا جاتا ہے۔ ہر سال اوسطاً 25 سے 30 طلباء حفظ مکمل کرتے ہیں۔

لائبریری

مدرسۃ الحفظ میں طلباء کے لئے ایک لائبریری بھی موجود ہے۔ اس لائبریری میں طلباء کے لئے دینی کتب کے علاوہ معلوماتی وتفریحی اور کہانیوں کی کتب موجود ہیں۔ طلباء ٹائم ٹیبل کے مطابق اس لائبریری سے مستفید ہوتے ہیں۔

اشتہارات

اسوہ انسان کامل ؐ رسول کریم ﷺ کا قرآن سے محبت اور عشق

قرآن آپ کی روح کی غذا تھا۔ نہایت خشیت کے ساتھ تلاوت کرتے۔ نمازوں میں پڑھتے اور یاد کراتے

محترم حافظ مظفر احمد صاحب

قرآن اللہ تعالیٰ کا پاک کلام اور وہ آخری مکمل ترین شریعت ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کی گئی۔ فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل ہونے والا یہ کلام اپنے نفس مضمون کی وسعت و گہرائی حقائق ودقائق، دلائل وفضائل اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایسا بے مثل ہے کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت یا چند آیات کی مثال لانے پر بھی آج تک کوئی قادر نہ ہوسکا۔ قرآن عظیم کا اپنے جیسی نظیر پیش کرنے کا لاجواب چیلنج آج تک اس کی عظمت اور فتح کا نقارہ بجا رہا ہے۔

یہ وہی پاک کلام ہے جسے مشہور قادرالکلام عرب شاعر لبید نے سنا تو اس کی عظمت کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر ایسا مجبور ہوا کہ شعر کہنے چھوڑ دیئے۔ چنانچہ جب اسے تازہ کلام سنانے کو کہا گیا تو کہنے لگا میں نے جب سے کلام اللہ کی یہ آیت سنی ہے الــــم ذلك الكتاب .... میں نے شعر کہنے چھوڑ دیئے۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جز 15 ص 51 دارالکتاب العربی)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام بھی قرآنی تائید کا اعجاز تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ رسول اللہؐ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر کے گھر سے نکلے تھے۔ مگر راستے میں اپنی بہن کے ہاں سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھتے ہی بے اختیار کہہ اُٹھے۔ یہ کتنا خوبصورت عزت والا کلام ہے اور بالآخر اسلام قبول کرلیا۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن قرطبی جز 11 ص 150 دارالکتاب العربی)

مشہور سردار قریش عتبہ قریش کا نمائندہ بن کر رسول کریمؐ کو سمجھانے کی غرض سے آیا تو آپؐ نے اسے سورۃ حٰمٓ فُصِّلَتْ کی ابتدائی آیات سنائیں۔ جب حضورؐ سجدہ والی آیت پر پہنچے تو وہ بے اختیار حضورؐ کے ساتھ سجدے میں شامل ہوا اور کہہ اُٹھا کہ خدا کی قسم! یہ نہ تو شعر ہے نہ کسی کاھن کا کلام ہے اور نہ جادو ہے۔ خدا کی قسم میں نے محمدؐ سے ایسا کلام سنا ہے کہ آج تک کبھی ایسا کلام نہیں سنا۔

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 2 ص 253)

اس پاک کلام کی اصل شان اس وقت ظاہر ہوتی تھی جب خود خدا کا رسول اس کی تلاوت کر کے سناتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ اللہ کا رسول مطہرّ صحیفے پڑھتا تھا۔ اُن میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں (البیـــنة:3)۔ رسول اللہؐ جب اس دلکش کلام کی آیات پڑھ کر سناتے تھے تو عرش کے خدا کو بھی اس پر پیار آتا تھا چنانچہ فرمایا

یعنی (اے رسول) تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اسی طرح تم (اے مومنو!) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ جب تم اس کام میں مصروف ہوتے ہو۔ (یونس:62)

اللہ تعالیٰ کو محمدؐ کی تلاوت قرآن پر اس لئے بھی پیار آتا تھا کہ وہ ایک عجب جذب، سوز و گداز اور عشق ومحبت کے ساتھ اس پاک کلام کی تلاوت کرتے تھے۔ آپؐ کی تلاوت کی وہی عظمت اور شان تھی جو قرآن میں یوں بیان ہوئی۔

یعنی جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسے تلاوت کا حق ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اس کتاب پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔

(البقرہ:122)

رسول کریمؐ اس حکم الٰہی کے مطابق خوبصورت لحن اور ترتیل کے ساتھ ایسی تلاوت کرتے تھے کہ تلاوت کا حق ادا ہوجاتا تھا۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریمؐ کی تلاوت کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا آپؐ لمبی تلاوت کرتے تھے۔ پھر انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر سنائی۔ اسے لمبا کیا پھر الرحمان کو لمبا کر کے پڑھا پھر الرحیم کو۔ (مسند احمد جلد 3 ص 119)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی چیز کو کان لگا کر توجہ سے نہیں سنتا جتنا نبی کریمؐ کی تلاوت قرآن کو سنتا ہے۔ جب وہ خوبصورت لحن اور غنا کے ساتھ بآواز بلند اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ (مسند احمد جلد 2 ص 450)

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے آیت پر وقف کرتے تھے۔ فاتحہ میں ہر آیت پر رُکتے رب العالمین پر پھر الرحمان الرحیم پر رُک رُک کر تلاوت کرتے تھے۔

(مسند احمد جلد 6 ص 302)

رسول کریمؐ تلاوت کرتے ہوئے ایک ایک لفظ واضح اور جدا کر کے پڑھتے۔ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی یہ آواز کبھی بلند ہوجاتی اور کبھی دھیمی۔ کسی نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ بہترین تلاوت کونسی ہے؟ فرمایا جس کو سن کر آپؐ کو احساس ہو کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ یعنی خشیئت الٰہی سے لبریز تلاوت اور یہ تلاوت آپؐ کی ہی ہوتی تھی۔

رسول کریمؐ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ دن بھر گاہے بگاہے اور خصوصاً نمازوں میں نازل ہونے والی تازہ قرآنی وحی کے تکرار اور دہرائی کا اہتمام تو ہوتا ہی تھا۔ عموماً رات کو بھی زبان پر قرآن ہی ہوتا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کبھی رات کو اچانک آنکھ کھل جاتی تو زبان پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیات جاری ہوتیں۔

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ صاحب جبروت ہے نیز آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے اور غالب اور بخشنے والا ہے۔ (صٓ:67)

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 1 ص 540)

آپؐ رات کو تیسرے پہر تہجدّ کے لئے بیدار ہوتے تو اُٹھتے ہی سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرماتے۔ ان آیات کا مضمون خالق کائنات کی تخلیق ارض وسماء اور اس میں موجود نشانات پر غور وفکر سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے بعد انسان کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور جوش اور ولولہ بیدار ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الوضوء باب قراءۃ القرآن بعد الحدث)

اسی طرح رات کو بستر پر جاتے ہوئے بھی قرآن کے مختلف حصوں کی تلاوت رسول کریمؐ سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریمؐ آخری تین سورتوں کی تلاوت کر کے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے جسم پر پھیر کر سو جاتے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب التعوذ والقرأۃ عندالمنام)

حضرت جابرؓ کے بیان کے مطابق سونے سے قبل آنحضرتؐ سورہ الٓمٓ السجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فیمن یقرء القرآن عندالمنام۔۔:3402)

حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت یہ ہے کہ سونے سے قبل رسول اللہؐ سورۂ زمر اور بنی اسرائیل کی بھی تلاوت کرتے تھے۔

(مسند احمد جلد 6 ص 68)

حضرت عرباضؓ بن ساریہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ بستر پر جاتے ہوئے وہ سورتیں جو اللہ کی تسبیح کے ذکر سے شروع ہوتی ہیں۔ (یعنی الحدید، الحشر، الصّف، الجمعہ، التغابن اور الاعلیٰ) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

(مسند احمد جلد 4 ص 128)

حضرت خبابؓ کا بیان ہے کہ رسول کریمؐ بستر پر جانے سے قبل سورۂ کافرون سے لے کر آخر تک تمام سورتیں (اللھب، النصر، الاخلاص، الفلق، الناس) پڑھ کر سوتے تھے۔

(مجمع الزوائد ھیثمی جلد 10 ص 121)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رات کو عبادت کرنے کی توفیق ملی۔ آپؐ نے پہلے سورہ بقرہ پڑھی۔ آپؐ کسی رحمت کی آیت سے نہیں گزرتے تھے مگر وہاں رک کر دعا کرتے اور کسی عذاب کی آیت سے نہیں گزرے مگر رک کر پناہ مانگی۔ پھر نماز میں قیام کے برابر آپؐ نے رکوع فرمایا۔ جس میں تسبیح وتحمید کرتے رہے۔ پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔ سجدہ میں بھی یہی تسبیح اور دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہو کر آل عمران کی تلاوت کی۔ پھر اس کے بعد ہر رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ۔ باب فی الدعاء مایقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ)

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت کا شغف اپنے عروج پر ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نیکیوں میں سب لوگوں سے سبقت لے جانے والے تھے۔ اور سب سے زیادہ آپ کی یہ شان رمضان میں دیکھی جاتی تھی۔ جب جبریلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تھے اور یہ ملاقات رمضان کی ہر رات کو ہوتی تھی۔ جس میں وہ رسول کریمؐ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے یعنی آپؐ سے قرآن سنتے بھی تھے اور آپؐ کو سناتے بھی تھے۔ اس زمانے میں رسول اللہؐ کی نیکیوں کا عجب عالم ہوتا تھا۔ آپؐ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الصوم)

تلاوت قرآن اور خشیت الٰہی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے۔ جب ان پر رحمان خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو

اشتہارات

وہ روتے ہوئے خدا کے حضور ٹھوڑیوں کے بل سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اللہ خشوع میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے۔(بنی اسرائیل:110) دوسری جگہ فرمایا کہ قرآن کا کلام سن کر اُن لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

(سورۃ الزمر:24)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑھ کر کون اس مضمون کا مصداق ہوسکتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا ترس تھے۔قرآن پڑھتے اور سنتے ہوئے آپؐ کی کیفیت بھی یہی ہوتی تھی۔

نبی کریمؐ قرآن شریف کے مضامین میں ڈوب کر تلاوت کرتے تھے اور اس کے گہرے اثرات آپؐ کی طبیعت پر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! آپؐ کے بالوں میں سفیدی جھلکنے لگی ہے فرمایا ہاں! مجھے سورۂ ھود، الواقعہ، المرسلات،النبا اور التکویر نے بوڑھا کر دیا۔

(ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب تفسیر سورۃ الواقعہ:3297)

(ان سورتوں میں گزشتہ قوموں کا ذکر ہے جن پر احکام خداوندی اور اس کے رسولوں کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئیں)رسول کریمؐ نے بعض مواقع پر صحابہ کو سوز وگداز سے بھری آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سُنائی۔

ذرا تصور کریں وہ کیا عجب سماں ہوگا اور کیسی بابرکت محفل ہوگی جس میں اس پاک وجود نے جس کے دل پر قرآن اترا۔سورہ رحمان جسے عروس القرآن (قرآن کی دلہن) کا خطاب آپؐ نے دیا خود صحابہ کو خوش الحانی سے سنائی۔ یقیناً اس وقت آسمان کے فرشتے بھی ہمہ تن گوش ہوں گے اور خدائے ذوالعرش کی بھی محبت کی نظریں آپؐ پر پڑتی ہوں گی۔

اس دلکش واقعہ کا ذکر حضرت جابرؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ انہیں سورہ رحمان تلاوت کر کے سنائی۔صحابہ محو حیرت ہو کر خاموشی سے سنتے رہے۔رسول کریمؐ نے سورت کی تلاوت مکمل ہونے پر اس سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ایک قوم جن کو جب یہ سورت سنائی تو انہوں نے تم سے بھی بہتر نمونہ دکھایا۔جب بھی میں نے فبای الاء ربکما تکذبان کی آیت پڑھی جس کا مطلب ہے کہ تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے تو وہ قوم جواب میں کہتی تھی۔لا بشیء من نعمك ربنا نکذب ولك الحمد۔

یعنی اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو جھٹلاتے نہیں اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

(ترمذی ابواب التفسیر سورۂ رحمان:3291)

قیس بن عاصمؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا جو وحی آپؐ پر نازل ہوئی ہے۔اس میں سے کچھ سنائیں نبی کریمؐ نے سورۃ الرحمان سنائی وہ کہنے لگا دوبارہ سنائیں۔آپؐ نے پھر سنائی اس نے تیسری بار پھر درخواست کی تو آپؐ نے تیسری مرتبہ سنائی جس پر وہ کہہ اُٹھا خدا کی قسم اس کلام میں روانی اور ایک شیرینی ہے اس کلام کا نچلا حصہ زرخیز ہے تو اُوپر کا حصہ پھلدار ہے۔اور یہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔

(تفسیر الجامع لا حکام القرآن للقرطبی سورۃ الرحمان ص133 مطبوعہ دارالکتاب العربی)

حضرت زیدؓ بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ نے رسول کریمؐ کی موجودگی میں صحابہ کو قرآن کی تلاوت سنائی تو سب پر رقت طاری ہوگئی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو کیونکہ رقت بھی رحمت ہے۔

(تفسیر الجامع لا حکام القرآن قرطبی جلد15 ص219 دارالکتاب العربی)

کلام الٰہی سن کر رسول کریمؐ پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روز آپؐ نے فرمایا کچھ قرآن سناؤ! جب وہ اس آیت پر پہنچے.........(سورۃ النساء:42) تو آپؐ ضبط نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہہ نکلی۔ ہاتھ کے اشارے سے فرمایا بس کرو۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب قول المقرئ للقاری حسبک:4662)

آپؐ کی خشیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبداللہؓ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے ایک شخص کو تلاوت کرتے سنا جو سورہ مزمل کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔ان لدینا انکالا وجحیما (یعنی ہمارے پاس بیڑیاں اور جہنم ہے) تو نبی کریمؐ مدہوش ہو کر گر پڑے۔

(کنز العمال جلد7 ص206)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ مجھے ایک رات گزارنے کا موقع ملا۔آپؐ نے بسم اللہ کی تلاوت شروع کی اور رو پڑے یہاں تک کہ روتے روتے گر گئے۔ پھر بیس مرتبہ بسم اللہ پڑھی ہر دفعہ آپؐ روتے روتے گر پڑتے۔ آخر میں مجھے فرمانے لگے وہ شخص بہت ہی نامراد ہے جس پر رحمٰن اور رحیم خدا بھی رحم نہ کرے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی ص549 بیروت)

کندہ قبیلہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے آپؐ سے کوئی نشانِ صداقت طلب کیا۔آپؐ نے قرآن شریف کے اعجازی کلام کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسا کلام ہے جس پر کبھی بھی اثر انداز نہیں ہوسکتا نہ باطل آگے سے نہ پیچھے سے۔پھر آپؐ نے سورۂ صافات کی ابتدائی چھ آیات کی خوش الحانی سے تلاوت کی۔

ترجمہ: قطار در قطار صف بندی کرنے والی (فوجوں) کی قسم پھر اُن کی جو للکارتے ہوئے ڈپٹنے والیاں ہیں۔پھر ذکر بلند کرنے والیوں کی۔یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے۔آسمانوں کا بھی ربّ ہے اور زمین کا بھی اور اس کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اور تمام مشرقوں کا ربّ ہے۔

یہاں تک تلاوت کر کے حضورؐ رُک گئے کیونکہ آواز بھرا کر گلوگیر ہوگئی تھی۔ آپؐ ساکت و صامت اور بے حس وحرکت بیٹھے تھے۔آنکھوں سے آنسورواں تھے جو ٹپ ٹپ داڑھی پر گر رہے تھے۔کندہ قبیلہ کے لوگ یہ عجیب ماجرا دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ کہنے لگے کیا آپؐ اپنے بھیجنے والے کے خوف سے روتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اسی کا خوف مجھے رُلاتا ہے۔جس نے مجھے صراط مستقیم پر مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے تلوار کی دھار کی طرح سیدھا اُس راہ پر چلنا ہے اگر ذرا بھی میں نے اس سے انحراف کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد3 ص227 بیروت)

نمازوں میں مسنون تلاوت

قرآن کریم تو سارے کا سارا ہی بہت پیارا ہے۔ مگر رسول کریمؐ سے مختلف اوقات میں حسب حال مضمون قرآنی کی مناسبت سے نمازوں میں بعض خاص سورتوں کی تلاوت ثابت ہے۔

آپؐ ظہر وعصر کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد بعض سورتوں کی خاموش تلاوت فرماتے تھے اور مغرب وعشاء وفجر میں فاتحہ کے ساتھ کسی سورت یا حصہٗ قرآن کی باآواز بلند تلاوت ہوتی تھی۔

نماز ظہر کی پہلی دو رکعتیں آخری دو رکعتوں سے تلاوت کے لحاظ سے دوگنی لمبی ہوتی تھیں۔ پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں حضرت ابوسعید خدریؓ کا اندازہ قریباً تیس آیات کے برابر تلاوت کا ہے۔ حضرت جابرؓ بن سمرہ کے مطابق ظہر وعصر میں سورۃ اللیل کی تلاوت ہوتی تھی۔(جس کی 21 چھوٹی آیات ہیں دوسری روایت میں سورۂ اعلیٰ کی تلاوت کا بھی ذکر ہے) اور فجر کی نماز میں نسبتاً اس سے لمبی تلاوت ہوتی ہے۔

(مسلم کتاب الصلوۃ باب القراءۃ فی الظہر والعصر والفجر)

حضرت جابرؓ کے نزدیک نبی کریم فجر میں سورۃ قٓ کی تلاوت کرتے تھے بعد میں یہ تلاوت اس سے بھی نسبتاً مختصر ہوگئی۔ حضرت ابو برزہؓ اسلمی کا اندازہ ہے کہ فجر کی ہر رکعت میں 60 سے 100 آیات کی تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت عمروؓ بن حُریث کا بیان ہے کہ انہوں نے فجر میں رسول کریمؐ کو سورۃ تکویر کی تلاوت کرتے سنا۔

(مسلم کتاب الصلوۃ باب القراءۃ فی الفجر)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓم السجدہ اور سورۂ دھر کی تلاوت فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب مایقرأ فی صلوۃ الفجر)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ ام الفضلؓ نے انہیں مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات پڑھتے سنا تو کہنے لگیں میرے بیٹے! تم نے نماز مغرب میں یہ سورت تلاوت کر کے مجھے وہ زمانہ یاد کروادیا، جب میں نے نبی کریمؐ کو نماز مغرب میں سورۂ المرسلات پڑھتے سنا۔

(مسند احمد جلد6 ص340)

حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریمؐ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔اور ایسی خوبصورت اور دلکش آواز میں کہ قریب تھا کہ میرا دل اُڑ جائے۔

(مسند احمد جلد4 ص84)

یعنی میں مکمل طور پر اس تلاوت کے سننے میں محو ہوگیا اور اپنی کوئی ہوش نہ رہی۔

حضرت جابر بن سمرہؓ نے نماز مغرب میں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص پڑھنے کی سنت رسولؐ روایت کی ہے۔

(شرح السنہ للبغوی جلد3 ص81)

حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو نماز عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت کرتے سنا۔اور خدا کی قسم میں نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت آواز میں تلاوت کرنے والا کوئی نہیں سنا۔

(بخاری کتاب الصلوۃ باب القراءۃ فی المغرب والعشاء)

حضرت معاذؓ بن جبل کو رسول کریمؐ نے عشاء میں نسبتاً مختصر قراءت کی خاطر سورۃ شمس، والضحیٰ، واللیل اور سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کی ہدایت فرمائی۔

(مسند احمد جلد6 ص340)

نبی کریمؐ جمعہ اور عیدین کے موقع پر سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

(تفسیر الدر المنثور سورۃ الاعلیٰ جلد8 ص480 دارالفکر)

اسی طرح جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت کی روایت بھی آئی ہے۔

(تفسیر الدر المنثور سورۃ المنافقون جلد8 ص170 دارالفکر)

رسول کریمؐ قرآن شریف کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھتے تھے یعنی میں راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں نیز ہر اہم کام کی طرح تلاوت سے پہلے بھی بسم اللہ کا پڑھنا موجب برکت سمجھتے تھے۔

حضرت وائلؓ بن حجر بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے سُنا ولاالضالین پڑھنے کے بعد آپؐ نے لمبی آواز کے ساتھ کہا آمین یعنی قبول فرما۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت ابومیسرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سورۃ بقرہ کی دعائیہ آیات کے آخر پر جبرائیلؑ نے آمین کہنے کی تلقین کی۔

(الاتقان جز1 ص107 للسیوطی بیروت)

حضرت عقبہؓ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ واقعہ کی یہ آیت اتری فسبح باسم ربك

العظیم یعنی اپنے عظیم رب کی تسبیح بیان کرو تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے رکوع میں رکھو یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا کرو (اس آیت کی تلاوت پر بھی سبحان ربی العظیم پڑھنا تعامل سے ثابت ہے۔) اسی طرح جب نبی کریمؐ پر آیت سبح اسم ربك الاعلی اتری تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے سجدہ میں پڑھا کرو۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت عبداللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب (سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کرتے ہوئے) سبح اسم ربك الاعلی پڑھتے تو جواب میں یہ دعا پڑھتے سبحان ربی الاعلی یعنی پاک ہے میرا رب جو بلند شان والا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص سورۃ والتّین آخر تک پڑھے تو الیس اللہ...... کہے یعنی کیوں نہیں (اللہ ہی سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے) اور مَیں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت موسیٰ بن عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا جب اُس نے سورۃ قیامۃ کی آخری آیت پڑھی الیس ذالك بقادر...... تو اُس نے کہا سُبْحَانَكَ۔ اے اللہ تو پاک ہے اور پھر رو پڑا۔ استفسار پر اُس نے وضاحت کی کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح کہتے سنا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورۃ نصر کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس میں فسبح بحمد...... (یعنی اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اس سے بخشش طلب کرو) کے ارشاد قرآنی کی تعمیل میں یہ دعا پڑھتے تھے:۔

سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔

(بخاری کتاب التفسیر)

یعنی پاک ہے تو اے ہمارے ربّ! اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ مجھے بخش دے

الغرض رسول کریمؐ کے عشق قرآن کا اظہار قرآن شریف کی تلاوت کی کثرت سے بھی خوب ہوتا تھا۔ قرآن آپؐ کی روح کی غذا تھا۔ اور آپؐ کی قلبی کیفیت یہی تھی۔ ؎

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

اشتہارات

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے ایمان افروز واقعات

جس نے جابروں کے سر جھکا دیئے اور مومنوں کے دل خشیت سے بھر دیئے

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

قرآن کریم ایک حیرت انگیز اور انقلاب آفریں کلام ہے جس نے کفر، جہالت، برائی، بغض وعناد، تعصب اور کبر وغرور کے اندھے کنوؤں اور تاریک گڑھوں کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑے لوگوں کو خدا نما، قطب، غوث، ولی اور صوفی بنا کر زمین سے آسمانی بنا دیا۔

اس مقدس کلام کی تاثیرات کا ذکر خدا تعالیٰ نے متعدد آیات میں بیان فرمایا ہے۔

فرماتا ہے جب ان کافروں پر ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو سچائی کے آنے کے بعد اس کا انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ (سورۃ احقاف)

پھر فرمایا:

اگر یہ قرآن کریم ہم کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تُو اسے دیکھتا کہ وہ (ادب سے) جھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ (سورۃ الحشر)

خود آنحضرت ﷺ کے بارے میں بخاری کتاب التفسیر میں یہ واقعہ درج ہے کہ آپؐ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے فرمائش کی کہ مجھے قرآن کریم سناؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ بھلا میں آپؐ کو کیا سناؤں۔ آپؐ پر تو خود قرآن اترا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بات یہ ہے کہ مجھ کو قرآن دوسرے شخص سے سننا اچھا لگتا ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی تھوڑی دیر بعد آپؐ نے فرمایا بس کرو۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ آس پاس کے تمام لوگ جمع ہو جاتے۔ (سیر الصحابہ جلد اول ص92)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بھی یہی ہوا کہ آپ گھر سے آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے تلوار سونت کر نکلے رستہ میں نعیم بن عبداللہ ملے اور انہوں نے کہا عمر پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارا بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ آپ بہن کے گھر آئے اور بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن نے کہا عمر جو چاہو کر لو ہم اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بہن کی حالت دیکھ کر دل نرم ہوا اور کہا کہ تم لوگ جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے اٹھا کر دیکھا سورۃ الحدید کی آیات تھیں۔ جنہوں نے عمرؓ کو مسخر کرلیا۔

(سیر الصحابہ جلد اول ص99,98)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات نے حضرت عمر کے اندر ایک عظیم الشان حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ سیرت ابن اسحاق میں سورۃ طٰہٰ اور التکویر کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ کے حالات مطبوعہ سیر صحابہ جلد 1 ص 157,156 پر لکھا ہے کہ "نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر یا خدا کی عظمت و جلال کا بیان ہوتا اور اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ میں باوجود یکہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت عمرؓ قرآن پڑھ کر اس زور سے روتے تھے کہ میں رونے کی آواز سنتا تھا۔

حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے جب سورۃ طور کی آیت آٹھ پر پہنچے۔ تو بہت متاثر ہوئے اور روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ بظاہر بہت سخت طبیعت تھے لیکن جب قرآن کریم کی کوئی آیت یا حصہ آپ کے سامنے پڑھا جاتا تو فوراً آپ کا دل نرم پڑ جاتا۔

شعر چھوڑ دیئے

حضرت حسان بن ثابتؓ، عامرؓ بن اکوع، طفیل بن عمروؓ، اسود بن سریع، کعب بن زہیر اور عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ سب عرب کے مشہور شاعر تھے مگر قرآن مجید کے سامنے ان سب نے سر نیاز خم کیا۔

لبید عرب کا ایک مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزم مشاعرہ کے ایک رکن تھے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ سے چند اشعار کی فرمائش کی تو انہوں نے جواب دیا "جب خدا نے مجھ کو بقرہ اور آل عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں"۔

(سیرت النبی از علامہ شبلی جلد سوم ص289)

علامہ شبلی نے عرب کے بعض ادیبوں، شاعروں اور سرداروں کے متعدد واقعات کا ذکر کیا ہے جن کو قرآن کریم کی تاثیرات روحانیہ نے متاثر کیا اور بعض کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا۔

ضماد ازدی

ضماد ازدی ایک صاحب تھے جو جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، وہ یہ سن کر کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانے ہو گئے ہیں۔ آپؐ کے علاج کے لئے آئے۔ آپؐ نے مختصر سی حمد اور کلمہ شہادت پڑھا، وہ سن کر متحیر رہ گئے، تین دفعہ پڑھوا کر سنا، پھر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی اور جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں لیکن تمہارا کلام کچھ اور ہی ہے۔ یہ تو سمندر تک میں اثر کر جائے گا"۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل اور قریش کے دیگر اکابر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ محمدؐ کی تحریک روز بروز زور پکڑتی جاتی ہے۔ کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا چاہئے جو جادو، کہانت اور شعر کہنا جانتا ہو تا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کیا ہے؟ قریش کے سردار عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں، کہو تو میں جا کر دیکھوں۔ چنانچہ آستانہ نبویؐ میں آ کر اس نے صلح کی کچھ شرائط پیش کیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں سورۃ حٰم السجدہ پڑھنی شروع کی، کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ قرابت کا واسطہ بس کرو۔ واپس پھرا تو چند روز تک گھر سے باہر نہیں نکلا۔ ابوجہل نے جا کر کہا "کیوں عتبہ! محمدؐ کے یہاں کھانا کھا کر پھسل گئے"۔ عتبہ نے کہا "تم جانتے ہو کہ میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں، مجھ کو دولت کی طمع دامن گیر نہیں ہو سکتی، لیکن محمد نے میرے جواب میں جو کلام پیش کیا وہ نہ شعر تھا، نہ کہانت، نہ جادو، میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ انہوں نے جو کلام پڑھا اس میں عذاب الٰہی کی دھمکی تھی۔ میں نے ان کو قرابت کا واسطہ دیا کہ چپ ہو جائیں، میں ڈرا کہ تم پر عذاب نہ آ جائے، لوگوں نے کہا محمدؐ نے اپنی زبان سے عتبہ پر جادو کر دیا۔

ولید بن مغیرہ

ولید بن مغیرہ قریش میں بڑا دولت مند اور صاحب اثر تھا، وہ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں آیا اور فرمائش کی کچھ پڑھ کر سنائیے۔ آپؐ نے چند آیتیں پڑھیں، اس نے مکرر پڑھوا کر سنیں، آخر بے خود ہو کر بولا "خدا کی قسم! اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے۔ اس نخل کی شاخوں میں پھل اور اس کا تنا بھاری ہے، یہ کسی انسان کا کلام نہیں"۔

بنو ذہل بن شیبان کے سردار مفروق کے سامنے آپؐ نے چند آیتیں پڑھیں تو گو وہ مسلمان نہ ہوا، مگر کلام الٰہی سے متاثر ہوا۔

نجاشی شاہ حبشہ

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے جب سورۃ مریم کی تلاوت کی تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہا "خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں"۔

حضرت جبیر بن مطعم

اس قسم کے اور بعض واقعات ابن اسحاق نے "سیرت" میں نقل کئے ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم اسیران بدر کو چھڑانے آئے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سورۃ طور کی ایک دو آیتیں سن لیں تو فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ حضرت طفیل بن عمرو دوسی کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آیتیں پہنچ گئیں تو مسلمان ہو گئے۔ طائف کے سفر میں حضرت خالد العدوانیؓ نے آپ کو سورہ طارق پڑھتے سنا تو گو وہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے مگر پوری سورہ ان کے دل میں گھر کر گئی۔ یعنی یاد ہو گئی۔

حبشہ کی جماعت

حبش سے بیس آدمیوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ آپؐ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت ابوسلمہؓ، حضرت ارقم بن ارقمؓ یہ تینوں اصحاب اسی کی کشش مقناطیسی سے کھنچ کر حلقہ اسلام میں آئے۔ (سیرت النبی شبلی جلد سوم ص291,290)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کا انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم نیا ایڈیشن ص450)

سورۃ اخلاص سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے سورۃ اخلاص سے محبت کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"بخاری شریف میں ایک حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری مسجد قبا میں امامت نماز کی کرتا تھا۔ نماز پڑھانے کے وقت جب کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا تو اس کو سورۃ اخلاص کے ساتھ یعنی پہلے سورۃ اخلاص پڑھتا اور بعد اس کے کوئی اور سورۃ یا کوئی حصہ قرآن شریف کا پڑھتا اور ہر رکعت میں وہ ایسا ہی کرتا۔ دوسرے اصحاب اس معاملہ میں اس پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ کیا تو دوسری سورتوں کو کافی نہیں سمجھتا کہ اس سورۃ کو بہر حال ساتھ ملا ہی دیتا ہے اور بسا اوقات اسے کہتے کہ تو اس سورۃ کا بار بار ہر رکعت میں پڑھنا چھوڑ دے۔ وہ ہمیشہ یہی جواب دیتا کہ تمہارا اختیار ہے کہ مجھے امام بناؤ یا نہ بناؤ۔ میں تمہاری امامت چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس سورۃ شریف کا پڑھنا ترک نہیں کر سکتا۔ لوگ اس کو دوسرے سے افضل جانتے تھے اور بہر حال اس کو ہی امام بنانا پسند کرتے تھے۔ اس واسطے یہ جھگڑا اسی طرح سے رہا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اے فلانے تجھے کون سی بات اس سے مانع ہے کہ تو اپنے ساتھیوں کا کہنا ماننے اور ہر رکعت نماز کے اندر تو نے سورہ اخلاص کا پڑھنا کس واسطے

اختیار کیا ہے۔ اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ مجھے یہ سورۃ پیاری لگتی ہے۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا پیار کرنا تجھے جنت میں داخل کردے گا۔ فقط اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سورۃ شریف سے محبت کرنا خدا تعالیٰ کی توحید سے محبت کرنا ہے“۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص558)

ہر حرف پر انگلی رکھتے

”شیخ ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک صوفی تھے وہ حافظ تھے اور قرآن شریف کو دیکھ کر بڑے غور سے پڑھتے۔ ہر حرف پر انگلی رکھتے جاتے اور اتنی اونچی آواز سے پڑھتے کہ دوسرا آدمی سن سکے۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ کو تو قرآن شریف خوب آتا ہے۔ پھر آپ کیوں اس اہتمام سے پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میری زبان، کان، آنکھ، ہاتھ سب خدا کی کتاب کی خدمت کریں“۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص305)

خلیفہ اول کا ایک واقعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

”مجھے ایک دفعہ ایک نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا (سورۃ فلق) سے کام لینے سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لاہور گیا۔ میرے آشنا نے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور میں اس کے ساتھ ہولیا۔ مگر نہیں معلوم کہ کہاں لئے جاتا ہے اور کیا کام ہے اس طرح بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔

میری چونکہ نماز عشاء باقی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ مجھے ایک موقعہ مل گیا کہ میں دعا کرلوں۔ خدا کی قدرت اس وقت میں نے اس سورۃ کو بطور دعا پڑھا اور باریک در باریک رنگ میں اس دعا کو وسیع کردیا اور دعا کی کہ ”اے خدائے قادر و توانا تیرا نام فالق الاصباح فالق الحب والنوی ہے۔ میں ظلمات میں ہوں۔ میری تمام ظلمتیں دور کردے اور مجھے ایک نور عطا کر کہ جس سے میں ہر ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آجاؤں۔ تو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیرہ اور برہان قاطع اور فرقان عطا فرما۔ میں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے تو تو ان ظلمات کو مجھ سے دور کر کے وہ علوم مجھے عطا فرمایا اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضہ قدرت اور ربوبیت میں لے کر اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا۔

غرض اس وقت میں نے اس رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا کرسکتا تھا۔ بعدہ میں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا۔ خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کے واسطے تیار کیا گیا تھا۔ وہ بخاری لے کر میرے سامنے بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا یہ مجھے آپ پڑھا دیں۔ وہ صلح حدیبیہ کی حدیث تھی۔ لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور کاملہ قدرت پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا۔ آخر لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے۔ تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو۔ اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کردیتے۔ ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی۔ وہی شخص ایک بار مجھے ملا اور کہا میں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ میں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی۔ حالانکہ اس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی۔

غرض یاد رکھو خدا تعالیٰ بڑا قادر خدا ہے اور اس کے تصرفات بہت یقینی ہیں“۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم ص568,567)

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

یہ کہانی 5 ستمبر 1898ء کو بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد المصلح الموعود کی درخواست پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سنائی کہ ایک بزرگ کہیں سفر میں جا رہے تھے اور ایک جنگل میں ان کا گزر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا۔ اپنی عادت کے موافق اس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے آیت پڑھ کر فرمایا تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو چوری چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کردے گا۔ چور کے دل پر اثر ہوا۔ اس نے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور ان کی بات پر عمل کیا۔ یہاں تک اسے سونے چاندی کے برتنوں میں عمدہ عمدہ کھانے ملنے لگے۔ وہ کھانے کھا کر برتنوں کو جھونپڑی کے باہر پھینک دیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گزرے تو اس چور نے جواب بڑا نیک بخت اور متقی ہو گیا تھا۔ اس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے اور آیت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے آیت پڑھی وہی آسمان اور زمین میں حق ہے یہ پاک الفاظ سن کر اس پر ایسا اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اس کے دل پر بیٹھ گئی پھر تڑپ اٹھا اور اسی میں جان دے دی۔

(حیات احمد جلد اول ص198 مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی)

قلبی جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح الاول قرآن کریم کی روحانی تاثیرات سے متاثر ہو کر اپنے قلبی جذبات و احساسات یوں بیان فرماتے ہیں:۔

”میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دل رُبا راحت بخش لذت دینے والی جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی ...... میں پھر تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔

کیا پیارا نام ہے میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں“۔

(حقائق الفرقان جلد اول ص34)

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

اشتہارات

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

رفقاء حضرت مسیح موعود کی قرآن مجید سے محبت کے نمونے

’’قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں‘‘ (حضرت مسیح موعود)

مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب

رفقاء حضرت مسیح موعود کا مقدس دور اختتام پذیر ہوگیا اور وہ پاک ہستیاں جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اپنی ذات میں عملی ثبوت تھیں، گزر گئیں۔ یہی وہ قیمتی وجود تھے جو حضرت مسیح موعود کے ہزاروں نشانات کے گواہ تھے۔ ان روشن ستاروں کے بارے میں پیشگوئیاں تھیں اور یہی وہ ہستیاں تھیں جنہوں نے ابتدائی زمانے میں خدمات کی ہیں اور دنیا کے لئے بطور تعویذ اور حفاظت کے ٹھہری ہیں۔

آج فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان پاک نفس وجودوں کی قدروں کو زندہ کیا جاوے اور ان کی قربانیوں کے تذکرے کئے جاویں تا نئی نسل اپنے بزرگوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نئے جوش اور ولولے سے آگے بڑھے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

’’یہ لوگ حضرت مسیح موعود کے ہزاروں نشانوں کا چلتا پھرتا ریکارڈ تھے نہ معلوم لوگوں نے کس حد تک ان ریکارڈوں کو محفوظ کیا ہے مگر بہرحال خداتعالیٰ کے ہزاروں نشانوں کے وہ چشم دید گواہ تھے...... پس ایک ایک (رفیق) جو فوت ہوتا ہے وہ ہمارے ریکارڈ کا ایک رجسٹر ہوتا ہے جسے ہم زمین میں دفن کر دیتے ہیں اگر ہم نے ان رجسٹروں کی نقلیں کر لی ہیں تو یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے اور اگر ہم نے ان کی نقلیں نہیں کیں تو یہ ہماری بدقسمتی کی علامت ہے بہرحال ان لوگوں کی قدر کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو‘‘۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 17)

رفقاء کی نقلیں تیار کرنا درحقیقت ان کی صفات کو اپنانا اور ان کے رنگ میں رنگین ہونا ہی ہے۔ چنانچہ جہاں وہ مقدس وجود بے پناہ صفات کے مالک تھے وہاں ان کی ایک صفت ان کا قرآن مجید سے عشق اور پیار تھا۔ ذیل میں رفقاء کی اسی صفت کا کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا شیر علی صاحب

آپ نہایت ہی مخلص اور جان نثار رفیق تھے۔ جن کی اعلیٰ علمی قابلیت اور بے نظیر اخلاص کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر کا کام آپ کے سپرد کر رکھا تھا۔ جسے آپ نے نہایت ہی احسن رنگ میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف تذکرہ میں یوں درج ہے:۔

’’ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکال لی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل وکدورت ان میں سے پھینک دی ہے اور ایک مصفّٰا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنادیا اور یہ عمل کر کے وہ شخص غائب ہوگیا ہے اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہوگیا‘‘۔ (تذکرہ ص 31)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں:۔

’’اس کشف میں نور سے مراد قرآن کریم کے حقائق ومعارف کی وہ درخشاں تصویر ہے جو حضرت مسیح موعود کو عطا کی گئی وہ مواد جس کے نیچے نور دبا ہوا تھا اس سے مراد مولوی محمد علی صاحب کا ان حقائق ومعارف کو توڑ مروڑ اور غلط انداز میں پیش کرنا ہے جس سے اس نور کی چمک دھیمی پڑ گئی ہے مگر ایک فرشتہ جس کا نام شیر علی ہے اس نور سے میل وکدورت کو ظاہر کر کے پھر سے آشکار کرتا ہے یعنی حضرت مولوی شیر علی صاحب جو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ واشاعت کے لئے ولایت جارہے ہیں حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ حقائق کو پوری تنویر کے ساتھ مغرب کے سامنے پیش کریں گے‘‘۔ (الفضل 28 فروری 1936ء)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

حضرت مولانا راجیکی صاحب کی ایک دعا:۔

’’اے قرآن کریم کو نازل کرنے والے خدا اور تمام منعمین کو قرآن کریم کی کامل تعلیم سے اعلیٰ علم و عرفان اور اعلیٰ محبت و رضوان بخشنے والے اور روحانی مردوں کو زندہ کرنے والے خدا مجھے قرآنی تعلیم کی کامل برکات کا اعلیٰ نمونہ بنا اور مغضوبین اور ضالین کی ٹیڑھی راہوں سے محفوظ رکھ‘‘۔

(حیات قدسی حصہ پنجم ص 7,6)

آپ فرماتے ہیں:۔

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود کے عہد مبارک سے لے کر آج تک کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ کسی شخص نے قرآن مجید پر اعتراض کیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت مجھے اس سوال کے کئی جوابات نہ سمجھا دیئے ہوں۔ میرے ساتھ سفر کرنے والے اکثر علمائے سلسلہ جانتے ہیں کہ میں سفر میں قرآن مجید کے سوا دیگر کتابیں رکھنے کا عادی نہیں اور یہ خداتعالیٰ کا سراسر فضل واحسان ہے کہ وہ مجھے اس کتاب اقدس کے ذریعہ سے ہر میدان میں فائز وکامران کرتا رہا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک (حیات قدسی حصہ دوم ص 31)

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب

آپ کا تو اوڑھنا بچھونا قرآن ہی تھا مولوی خلیل الرحمان صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

حضرت مولوی صاحب قرآن کریم کے علم تجوید و قراءت سے بخوبی واقف تھے اور ہمیشہ قراءت کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی قراءت سے مقتدیوں کو ایک خاص وجد اور لطف آتا تھا۔

(رفقائے احمد جلد پنجم حصہ سوم ص 20)

محمد حفیظ بقاپوری صاحب آپ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

آپ قرآن مجید کے عاشق تھے ایک لمبے عرصہ تک بیت اقصیٰ میں قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ جامعہ احمدیہ میں پرنسپل رہے جامعہ کی بلڈنگ بیت نور کے پاس مغرب میں تھی اور آپ کا مکان اندرون شہر تھا میں نے بارہا دیکھا کہ جامعہ کھلنے کا وقت ہوگیا ہے۔ آپ اپنا مخصوص لباس زیب تن فرمائے ایک مضبوط اور خوبصورت عصا ہاتھ میں لئے بڑے ہی وقار سے گھر سے نکلتے اور ایک ہاتھ میں باریک ٹائپ کا مصری قرآن کھولے تلاوت کرتے یا آیت کریمہ کے معانی پر غور وفکر فرماتے جارہے ہیں‘‘۔

(رفقائے احمد جلد پنجم حصہ سوم ص 34)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب

جناب مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان آپ کے عشق قرآن کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تقسیم ملک سے قبل احباب قادیان کا یہ تعامل تھا کہ صبح کی نماز کے بعد اپنے اپنے گھروں میں بلند آواز سے قرآن کریم کی باقاعدہ بالالتزام تلاوت کرتے۔ صبح کے سہانے وقت میں ہر گھر سے کلام الٰہی کی تلاوت کی سریلی آوازیں بڑی ہی پُرلطف اور روح پرور معلوم ہوتیں۔ نہ صرف گھروں میں بلکہ احمدیہ بازار کے دکاندار اپنی دکانوں پر ہی بیٹھ کر کلام پاک کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ حضرت میر صاحب کو یہ امر بڑا ہی مرغوب تھا۔ چنانچہ مکرمی مرزا عبداللطیف صاحب درویش ابن مرزا مہتاب بیگ صاحب جو تقسیم ملک سے قبل اپنے والد صاحب کی دکان موسومہ احمدیہ درزی خانہ میں کام کرتے تھے اور رات کے وقت بھی بسا اوقات اسی دکان پر سو جایا کرتے اور فجر کی نماز ادا کر کے بالعموم دکان پر ہی آ کر تلاوت قرآن کریم کیا کرتے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ حضرت میر صاحب مرحوم سارے بازار میں چل رہے ہوتے اور جو دکاندار تلاوت قرآن کریم نہ کر رہا ہوتا اسے بڑی محبت سے فرماتے اٹھو تلاوت کرو!! تلاوت کرو! چنانچہ دوست اس کی فوری تعمیل میں لگ جاتے!! (الفرقان، ستمبر اکتوبر 1961ء ص 31)

حضرت میر صاحب کی بیٹی سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:۔

وفات سے دو تین روز پہلے آپ کی طبیعت خراب تھی اور آپ لیٹے ہوئے تھے۔ ان دنوں میں آپ قرآن مجید کا ترجمہ اور نوٹس لکھوا رہے تھے۔ جب آپ کو قرآن شریف لکھنے کے لئے باہر بلایا گیا تو آپ فوراً اٹھ کر باہر چلے گئے اور فرمایا کہ قرآن شریف کے لئے تو رات کے دو بجے تک بھی بیٹھ سکتا ہوں۔ ہمیشہ حدیث شریف کا درس دیتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ کا نام لیتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور آپ کی آواز بھرا جاتی۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ

اشتہارات

میں حدیث پڑھوں تو فرمایا کہ ہاں ضرور۔ حدیث تو میری جان ہے۔(الفرقان ستمبر اکتوبر 1961ء ص113)

حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب اپنے والد محترم حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب کے عشق قرآن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم کے ساتھ آپ کو بہت محبت تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد سونے تک اکثر قرآن کریم کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ میرے انٹرنس کے امتحان میں چھ ماہ کے قریب باقی تھے ایک دن آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا:۔

”قرآن مجید کا ترجمہ کتنا پڑھ لیا ہے“

ان دنوں میں مکرمی جناب مولوی فیض الدین صاحب سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا کرتا تھا میں نے جواب دیا، ساڑھے سات پارے پڑھے ہیں۔

فرمایا: تمہارا امتحان قریب آ رہا ہے جب تم کالج چلے جاؤ گے تو ان امور کی طرف توجہ کم ہو جائے گی میں چاہتا ہوں کہ امتحان سے قبل قرآن کریم کا ترجمہ تم ختم کر لو اس لئے بجائے بیت الذکر میں جا کر پڑھنے کے گھر میں مجھ سے ہی پڑھ لیا کرو۔ اس طرح باقاعدگی سے پڑھ سکو گے اور جلد ختم کر سکو گے“۔

چنانچہ اس کے بعد میں دن کے وقت دو تین رکوع کا ترجمہ دیکھ چھوڑتا تھا اور عشاء کے بعد والد صاحب کو سنا دیا کرتا تھا اس طرح کالج میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے مجھے قرآن کریم کا سادہ ترجمہ ختم کرا دیا۔

(رفقائے احمد جلد 11 ص 164,163)

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب کے حفظ قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”...... یہ معمولی امر نہیں اس پیرانہ سالی میں جبکہ دماغ زیادہ محنت برداشت نہیں کرتا۔ انہوں نے خداتعالیٰ کی رضا کے لئے قرآن مجید کو حفظ کیا اور یہ ایک روح صداقت تھی جو ان کے اندر کام کرتی تھی۔ کسی نے ان سے پوچھا تو کہا کہ قانون کی اتنی بڑی کتابیں حفظ کر لیں اور اب تک بہت بڑا حصہ نظائر کا یاد ہے۔ خداتعالیٰ کی کتاب کو حفظ نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ پھر قرآن کریم کو حفظ بھی نہیں کیا اس کی تلاوت باقاعدہ کرتے رہتے تھے اور اس طرح پر ان کی زندگی کا ہر لحظہ خداتعالیٰ ہی کے لئے ہو گیا تھا۔

(رفقائے احمد جلد 11 ص 162,161)

حضرت حافظ روشن علی صاحب

آپ کا قرآن مجید کے حوالے سے رفقاء میں ایک منفرد مقام تھا۔ آپ میں یہ ملکہ پایا جاتا تھا کہ کسی بھی مضمون کے متعلق آپ قرآن مجید سے فوراً متعلقہ آیات نکال دیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کے اسی کمال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حافظ صاحب میں یہ بڑا کمال تھا کہ انہیں جب بھی کوئی مضمون بتا دیا جاتا تو وہ اس مضمون کی آیتیں فوراً قرآن کریم سے نکال دیا کرتے تھے اور اگر پہلی دفعہ صحیح آیت نہ بتا سکتے تو دوسری دفعہ ضرور صحیح بتا دیتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد مجھے ایسا اب تک کوئی آدمی نہیں ملا۔ ان کی زندگی میں مجھے مضمون تیار کرنے کے متعلق کبھی گھبراہٹ نہیں ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ تقریر کرنے سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ پہلے میں ان کو سامنے بٹھالوں گا اور وہ آیتیں نکال نکال مجھے بتاتے چلے جائیں گے۔ (الفضل 26 جولائی 1944ء)

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب

آپ ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور ساتھ ساتھ غور و فکر کرتے رہتے۔ حضرت عبداللہ خاں صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

نواب صاحب صبح کی نماز سے قبل قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید ایک سمندر ہے جو کوئی اس بحر میں غوطہ زنی کرے گا خالی ہاتھ نہ لوٹے گا بلکہ کچھ نہ کچھ حاصل کرے گا۔ آپ تلاوت کثرت سے کرتے تھے اور بعض نکات معلوم کرنے پر علماء سلسلہ سے تبادلہ خیالات کرتے“۔

(رفقائے احمد جلد دوم ص 517)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کو قرآن مجید سے بہت محبت تھی۔ آنحضرت ﷺ کا نام لیتے ہوئے آپ بہت دفعہ چشم پُرآب ہو جاتے تھے۔ رمضان کے مہینہ میں اکثر آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک سیپارہ کے متعلق جو رات کو تراویح میں پڑھا جانا ہوتا تھا آپ تفسیری نوٹ ان میں لکھتے اور تراویح کے بعد بیت الذکر میں دوستوں کے سامنے اپنے نوٹ سنا دیتے کہ آج جو سیپارہ پڑھا گیا ہے اس میں یہ مطالب اور احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں یہ ایک بڑی پُرلطف محفل ہوتی تھی۔ (رفقائے احمد جلد چہارم ص 21)

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے عشق قرآن کا ایک واقعہ یوں ہے کہ:

حضرت خلیفہ اول نے رمضان شریف میں سارے قرآن مجید کا درس دینا تھا۔ ادھر بھائیوں کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ والد مرحوم کی جائیداد کے انتقال کے لئے فلاں روز پہنچنا ضروری ہے۔ آپ نے سوچا کہ اس طرح تین دن صرف ہو کر تین سیپارے کے درس سے محروم ہو جائیں گے۔ ان کو اطلاع دی کہ میں قادیان درس قرآن میں شمولیت کے لئے جا رہا ہوں خواہ میرے نام انتقال ہو یا نہ ہو۔ تحصیلدار بندوبست کی آنکھیں اس خط کو دیکھ کر پُرآب ہو گئیں اور اس نے کہا کہ ایمان تو ایسے لوگوں کا ہے میں مسل دبا رکھتا ہوں مولوی صاحب کے آنے پر مہتمم بندوبست کے پیش کروں گا۔ (رفقائے احمد جلد 10 ص 229)

حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری

حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب ہو کر بیعت حضرت مسیح موعود کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے خود پیغمبر خدا ﷺ کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے گو میرا جسم بھاگلپور یا بنگالہ میں ہوتا ہے لیکن میری روح قادیان ہی میں ہے“۔

(رفقائے احمد جلد 14 ص 56)

حضرت قطب الدین صاحب

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں:

”احمدیت نے ایسی تبدیلی پیدا کی کہ وہ ہر وقت قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے اور اس طرح قرآن مجید کے حافظ ہو گئے“۔ (الحکم 7 مئی 1934ء)

اسی طرح مکرم محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

”ایک بات جو آپ میں خاص تھی وہ یہ کہ آپ جب صبح ہل جوتنے کے لئے جایا کرتے تو اپنے ساتھ لوٹا اور قرآن بھی لے جاتے تھے۔ آپ کے دوسرے ساتھی آرام کے لئے حقہ وغیرہ لے لیتے لیکن آپ وہیں وضو کرنے کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے“۔ (الحکم 7 مئی 1934ء)

حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے

حضرت مولانا شیر علی صاحب فرماتے ہیں:

”......حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفسیر قرآن کریم انگریزی کی Introduction میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن شریف کی طرز عبارت ایسی ہے کہ اس کو آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے اور اپنی جماعت کے تین افراد کی مثالیں تحریر فرمائی ہیں جنہوں نے بڑی عمر میں بہت تھوڑے سے عرصہ میں قرآن شریف کو یاد کیا۔ ان سے ایک مثال چوہدری ظفراللہ خاں صاحب کے والد صاحب مرحوم کی ہے دوسری صوفی غلام محمد صاحب کی اور تیسری ڈاکٹر بدرالدین صاحب کی ہے۔ گزشتہ مشاورت کے موقع پر میں نے صوفی صاحب کو مبارک باد دی تھی کہ آپ کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ترجمۃ القرآن انگریزی کی Introduction میں فرمایا ہے۔ صوفی صاحب مرحوم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بعد میں فرمایا کہ مجھے خود حضرت مسیح موعود نے قرآن شریف یاد کرنے کی تحریک فرمائی تھی“۔

(الفضل 3 دسمبر 1947ء)

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب

مرزا ایوب بیگ صاحب رقت سے قرآن مجید پڑھتے۔ مومنین کے ذکر پر عجز سے دعا کرتے کہ ان جیسے اعمال کی توفیق ملے اور کفار و منافقین کے ذکر پر عجز سے دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے نہ بنائے۔ سجدہ میں آدھ آدھ گھنٹہ دعا کرتے۔ قرآن مجید کے احکام پر حضرت مسیح موعود کے قرآن مجید سے نشان لگائے ہوئے تھے کہ جنہیں تلاوت کے وقت بالخصوص مدنظر رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ کوئی آیت لکھ کر اپنے رہنے کی جگہ پر لٹکا دیتے تا وہ ہمیشہ پیش نظر رہے۔ رمضان المبارک میں ایک بار قرآن مجید ضرور ختم کرتے اور آخری مرض میں حفظ کرنا بھی شروع کیا تھا اور کچھ حصہ حفظ بھی کر لیا تھا۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 86)

حضرت منشی امام الدین صاحب پٹواری

قرآن مجید کی تلاوت ہمیشہ باقاعدگی سے کرتے تھے مگر قادیان میں مقیم ہو جانے کے بعد کثرت تلاوت کی وجہ سے بسا اوقات چھٹے ساتویں روز قرآن کریم کا ایک دور ختم کر لیا کرتے تھے۔ قرآن مجید سے آپ کی محبت اس امر سے ظاہر ہے کہ آخری بیماری میں جب آپ خود تلاوت نہ کر سکتے تھے اور بالکل کمزور ہو گئے تھے تو اپنے نواسے حافظ مسعود احمد صاحب سے قرآن مجید سنا کرتے تھے“۔ (رفقائے احمد جلد اول ص 103)

حضرت ملک مولا بخش صاحب

آپ کو قرآن مجید سے خاص عشق تھا اور قرآنی معارف اور حقائق کو سننے کے لئے باوجود بیماری و کمزوری کے تعہد کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کئی ماہ تک موسم سرما میں صبح کی نماز محلّہ دارالفضل سے آ کر دارالرحمت میں اس لئے ادا کرتے رہے تا کہ مولانا غلام رسول راجیکی صاحب کے درس میں شریک ہو کر ان کے حقائق و معارف سے مستفیض ہوں۔ رمضان المبارک میں جو درس بیت اقصیٰ میں ہوتا اس میں بھی التزام کے ساتھ شریک ہوتے۔

آپ کی صاحبزادی آمنہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ملک صاحب بیان کرتے تھے کہ بعض اعتراضات کے جواب فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ڈالے جاتے ہیں۔ جن کا معترض پر بڑا اچھا اثر ہوتا ہے۔ قرآن مجید کثرت سے پڑھتے اور غور سے پڑھتے جہاں خود فائدہ اٹھاتے وہاں دوسروں کو بھی

شامل کرتے۔ عمر کے آخری حصہ میں دن میں کئی کئی بار جب بھی دیکھو قرآن شریف پڑھ رہے ہوتے اور کاپی اور قلم ساتھ رکھتے جب کسی آیت کی لطیف تفسیر سمجھ میں آتی اس کو نوٹ کرتے اور بعد میں اپنے اہل وعیال کو سناتے اور نصیحت فرماتے کہ قرآن شریف کو ہمیشہ غور اور تدبر سے پڑھو اور بار بار پڑھو اور سوچو تو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم واقعی ہدایت کی مفصل کتاب ہے اس وقت ان کے چہرہ سے معلوم ہوتا کہ آپ کی دلی خواہش ہے کہ آپ کی اولاد قرآن کریم کی عاشق ہو‘‘۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 151,152)

خداتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے ان برگزیدہ بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی ان کی صفات میں رنگین ہونے والے ہوں۔

(بقیہ از صفحہ 69)

انتظام کرنے چلے گئے ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے مجھے بڑے درد سے دعا کے لئے کہا۔

میں نے کسی غریب کو ایک روپیہ صدقہ دیا اور اسے قبول کر کے مریض کے لئے جس کے واسطے صدقہ دیا تھا دعا کرنے کے لئے درخواست کی اور پھر میں نے نماز شروع کر دی اور سورۃ فاتحہ کے لفظ لفظ کو حصول شفا کے لئے رقت اور تضرع سے پڑھا ابھی سجدہ میں ہی تھا کہ بچہ اٹھ کر باتیں کرنے لگا، بچے کی والدہ نے بچے کے والد یعنی ڈاکٹر صاحب سے کہا آپ کی ڈاکٹری کا امتحان کر لیا ہے جو کچھ اہل اللہ کی دعائیں کر سکتی ہیں وہ ماہر فن ڈاکٹروں اور طبیبوں سے نہیں ہو سکتا۔ (حیات قدسی جلد 5 صفحہ 32)

(بقیہ از صفحہ 71)

ایمان لانے والوں اور دین پر استقامت اختیار کرنے والوں پر خداتعالیٰ کے ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور انہیں جنت (کامیابی) کی بشارت دیتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں انہیں مدد دینے کے وعدے کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی برکت سے ہر اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ انسان کو مل سکتا ہے اور یہ بھی قرآن مجید کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ (الفضل 24 جون 1998ء)

اشتہارات

اس نور کے روشن دیئے ہر گھر میں جلائیں

قرآن ہے قرآن ہمیں یاد رہے گا
اک نور ہے فرقان ہمیں یاد رہے گا
اللہ کا احسان ہمیں یاد رہے گا
اللہ ترا فرمان ہمیں یاد رہے گا
اس نور کے روشن دیئے ہر گھر میں جلائیں
ہر گھر میں رہا کرتی ہیں پھر ٹھنڈی ہوائیں
جو اس کو سمجھ کر پڑھے اور سب کو پڑھائے
سب دور رہا کرتی ہیں پھر اس سے بلائیں
قرآن کی ہر سمت ہی پھیلی ہیں صدائیں
اب بخش دے مولا جو ہوئیں ہم سے خطائیں
قرآن تلفظ سے پڑھیں اور پڑھائیں
تنظیم سے اس کام کو دنیا میں بڑھائیں
اللہ کا خط سب کو تلطّف سے پڑھائیں
جی جان سے ہر اک کو تلفظ بھی سکھائیں
جو سیکھیں پھر آگے اسے اوروں کو بتائیں
ہر دیپ سے پھر ایک نیا دیپ جلائیں
مشکل ہو بہت راہ کہ لمبا سا سفر ہو
ہم وعدہ نبھائیں گے سفر ہو کہ حضر ہو
ہم کام کئے جائیں گے وعدہ ہے ہمارا
اس کام کی تکمیل کا سہرا مرے سر ہو
جیون مرا مولا تیری خدمت میں بسر ہو
بندہ وہی بندہ جسے اللہ کا ڈر ہو
اک شمع اجالے کے لئے ہاتھ میں حاضر
پھر کیسے اندھیرے میں کسی اپنے کا گھر ہو

ڈاکٹر ف۔ منیر

فضیلت قرآنی کی 26 وجوہ

بیان کردہ حضرت مصلح موعود

ماخوذ از تقریر جلسہ سالانہ 29 دسمبر 1929ء

1-منبع کی افضلیت
2-ذاتی قابلیت کے لحاظ سے فضیلت
3-نتائج کے لحاظ سے فضیلت
4-شدت فائدہ کے لحاظ سے فضیلت
5- کثرت فوائد کے لحاظ سے فضیلت
6-وسعت نفع کے لحاظ سے فضیلت
7-میعاد نفع کے لحاظ سے فضیلت
8-نفع اٹھانے والوں کے مقام کے لحاظ سے فضیلت
9-نفع اٹھانے والوں کی اقسام کے لحاظ سے فضیلت
10- کھوٹ سے مبرا ہونے کے لحاظ سے فضیلت
11-یقینی فوائد کے لحاظ سے فضیلت
12-ظاہری حسن کے لحاظ سے فضیلت
13-ضروری امور کو نقصان نہ پہنچانے کے لحاظ سے فضیلت
14-فوائد کے سہل الحصول ہونے کے لحاظ سے فضیلت
15-ضروریات پوری کرنے میں یکتا ہونے کے لحاظ سے فضیلت
16-اہم ضروریات کو پورا کرنے کے لحاظ سے فضیلت
17- حفاظت میں آسانی ہونے کے لحاظ سے فضیلت
18- نفع کے لحاظ سے فضیلت
19-ہر قسم کے نقصان سے مبرا ہونے کے لحاظ سے فضیلت
20-دعوت عام کے لحاظ سے فضیلت
21-علاج الامراض کے لحاظ سے فضیلت
22-زائد فوائد کے لحاظ سے فضیلت
23- مطمح نظر کی وسعت کے لحاظ سے فضیلت
24-دوسری کتب سے مستغنی کرنے کے لحاظ سے فضیلت
25- صحیح علوم کی طرف رہنمائی کرنے کے لحاظ سے فضیلت
26-اپنی ضرورت پوری کرنے کے لحاظ سے فضیلت

(فضائل القرآن ص 31 تا 37)

اشتہارات

عالم قرآنی کے لعل وجواہر

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

معجون القرآن

علامہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی ایمان افروز روایت:۔

''ایک دفعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بحیثیت طبیب حاذق اور رئیس الاطباء کے قرآن کریم کی روشنی میں ایک دوائی تیار کرائی جس کا نام ''معجون القرآن'' تجویز فرمایا قرآن کریم میں جن ثمرات کا ذکر آیا ہے ان کو اس میں شامل کیا گیا اور سورۂ محمد میں جن چار نہروں کا ذکر ہے یعنی نہر **من ماء غیر آسنٍ**. نہر **لبن خالص** نہر **خمر لذۃ للشاربین** نہر **عسل مصفّٰی** ان چیزوں کو بھی اس دوائی کے اجزاء میں شامل کیا گیا۔ یہ معجون بہت سے مریضوں کو استعمال کرائی گئی عجیب الخواص والبرکات تھی''۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ 150)

حکیم محمد افضل صاحب جنرل سیکرٹری پنجاب پراونشل طبی کانفرنس لاہور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو بے مثال معالج کی حیثیت سے ان الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ''پنجاب کے نہایت مشہور طبیب ہوئے ہیں ....تھوڑے ہی دنوں میں حذاقت کا ڈنکا بج گیا....کسی مریض کا علاج اگر یونانی طریقہ سے نہ ہوتا تھا تو آپ کو ویدک اور ڈاکٹری دوائیں اضافہ کرنے کے بعد عجیب وغریب کامیابی ہوتی تھی''

(مجربات کانفرنس نمبر 3 صفحہ 7 بحوالہ الفضل 13/اپریل 1945ء صفحہ 5)

ستانوے برس قبل کے درس قرآن کا نظارہ

اخبار ''بدر'' قادیان دارالامان 25 جون 1908ء صفحہ 5 سے ایک اقتباس:۔

''درس قرآن حقائق آگاہ سید سرور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ مولانا کا طرز بیان نہایت دلچسپ اور وسیع واقع ہوا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ربط اور فصاحت و بلاغت کے بارے میں ایک خاص علم دیا ہے۔ قادیان میں رہنے والے احباب کو قرآن سیکھنے کے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ مولانا صاحب نہایت با قاعدہ درس دیتے ہیں۔ پہلے الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں پھر آیت کے معنے بیان کرتے ہیں پھر دوسری آیات سے اس کا ربط بتاتے ہیں اور مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ اگر اول سے آخر تک توجہ رکھی جائے تو معلومات میں بہت سی ترقی ہو سکتی ہے۔''

عرفان کتاب اللہ کے لئے ایک نہایت لطیف مثال

حضرت مصلح موعود نے 11 ستمبر 1945ء کو قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے پر زور دیتے ہوئے ایک خصوصی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں بتایا کہ

''قرآن شریف ہی دین کی جان ہے اس کو پڑھے پڑھائے بغیر کسی قسم کی ترقی کا خیال کر لینا ایک غلط خیال ہے۔ حضرت خلیفہ اول عام طور پر عورتوں کے درس میں ایک چھوٹی سی مثال سنایا کرتے تھے۔ وہ ایک نہایت ہی لطیف بات ہے اگر ہم چاہیں تو اس سے بہت بڑا اسبق حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو! جب میں کہتا ہوں قرآن شریف پڑھو یا سنو تو تم یہ جواب دیا کرتی ہو کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں حالانکہ اگر کسی عورت کا بچہ باہر گیا ہوا ہو اور اس کے نام کا کارڈ باہر سے آئے تو جو پڑھی ہوئی ہوتی ہیں وہ تو اس کو ایک دفعہ پڑھ کر سرہانے کے نیچے رکھ دیتی ہیں یا ٹرنک میں رکھ لیتی ہیں یا کسی طاق میں رکھ دیتی ہیں مگر جو اَن پڑھ ہوتی ہیں ان کو ایک دفعہ خط پڑھوا کر سننے سے تسلی نہیں ہوتی بلکہ وہ کسی دوسرے کے پاس جاتی ہیں اور پھر اس سے سنتی ہیں۔ مثلاً جب ایک اَن پڑھ عورت کے پاس خط آتا ہے تو پہلے وہ گاؤں کے ملا کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے ملا جی! ذرا کارڈ پڑھنا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے۔ اس سے سنتی ہے اور سمجھتی ہے کہ شاید کوئی لفظ مُلا جی کی نگاہ سے رہ گیا ہو یا شائد جلدی میں سارا مضمون نہ سنایا ہو، پھر وہ دوڑی دوڑی چوہدری جی کی بیٹھک میں جاتی ہے اور کہتی ہے چوہدری جی! ذرا یہ کارڈ تو سنا دینا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے۔ اس سے خط سنتی ہے مگر پھر بھی تسلی نہیں ہوتی اور وہ پٹواری جی کے پاس چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے پٹواری جی! ذرا یہ خط تو سنا دینا میرے بیٹے کی طرف سے آیا ہے اس سے سنتی ہے۔ پھر وہ مدرس کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے منشی جی! ذرا اس خط کو تو سنا دینا پھر بھی تسلی نہیں ہوتی تو ڈاکخانے والے بابو کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے۔ ڈاکٹر بابو جی! ذرا اس خط کو تو سنا دینا (گاؤں والے بیچارے ڈاکخانے کو کم علمی کی وجہ سے ڈاکٹر خانہ کہتے ہیں) وہ اس کے پاس جاتی ہے اور کہتی ہے ڈاکٹر بابو جی! ذرا یہ خط تو سنا دینا اور اس طرح جب تک اسے سات آٹھ دفعہ سن نہیں لیتی اسے تسلی نہیں ہوتی اور کارڈ کو اپنے قریب ہی رکھتی ہے۔ ایک دو ماہ کے بعد اگر کوئی باہر کا آدمی اس گاؤں میں آ جائے اور اس کو اس کا علم ہو جائے کہ وہ پڑھا ہوا ہے تو وہ اس کے پاس چلی جاتی ہے اور کہتی ہے ذرا یہ خط تو سنا دیں۔ غرض پڑھی لکھی عورتیں تو ایک دفعہ پڑھ کر چپ کر جاتی ہیں مگر ان پڑھ عورتوں کو تم دیکھتی ہو کہ جب تک سات آٹھ دفعہ خط پڑھوا نہ لیں آرام نہیں لیتیں۔

پس خدا تعالیٰ تمہارا یہ عذر ہرگز نہیں سنے گا کہ ہم پڑھی ہوئی نہیں ہیں خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کا کارڈ اتنی دفعہ پڑھوا لیا تھا تو تم نے میرا کارڈ کیوں نہ پڑھوایا۔ اگر تمہیں مجھ سے اتنی بھی محبت ہوتی جتنی اپنے بیٹے سے تھی تو تم میرا خط بھی پڑھوا کر سنا کرتیں مگر تم نے میرا خط بند کر کے رکھ دیا اور کسی سے نہ سنا اور اپنے بیٹے کا کارڈ پڑھواتی پھریں۔ تو حقیقت یہ ہے کہ جس چیز پر انسان کی زندگی کا مدار ہے اور جس کے بغیر انسان انسان نہیں کہلا سکتا اس کے متعلق اس قسم کے عذر تراشنا کہ ہم پڑھے ہوئے نہیں جاہل ہیں بالکل غلط بات ہے''۔

(انوار العلوم جلد 18 صفحہ 136-135)

قرآنی خزانوں پر سنگین پہرہ

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب کی روایت ہے کہ:۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف کی جو آیات بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہیں..........دراصل ان کے نیچے بڑے بڑے معارف اور حقائق کے خزانے ہوتے ہیں اور پھر مثال دے کر سمجھایا کہ ان کی ایسی ہی صورت ہے جیسی خزانہ کی ہوتی ہے جس پر سنگین پہرہ ہوتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول ص 181)

اسی تعلق میں ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:-

''قرآن کریم میں مخفی در مخفی خزانے بھرے ہوئے ہیں اور آئندہ پتہ نہیں **کیا کیا معارف کے خزانے اس مبارک کتاب سے نکالے جائیں گے''۔**

(روایت حضرت شیخ عبدالکریم صاحب کراچی مطبوعہ اپریل 1938ء صفحہ 6)

تفسیر کے سات رہنما اصول

حضرت اقدس مسیح موعود کی معارف وحقائق سے لبریز تالیف برکات الدعا کا ایک حقیقت افروز اقتباس:۔

جاننا چاہئے کہ سب سے **اول معیار** تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اس کی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اس کے خود اسی میں موجود نہ ہو۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنے کریں تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں بلکہ ان معنوں کی دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جائیں تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ وہ معنی باطل ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بیّنہ کا اس کا مصدق ہو۔

دوسرا معیار رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو..........کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرتؐ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا۔ اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفس مطہر لے کر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفس مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے (۔) قرآن کریم کے حقائق صرف ان پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں۔ کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ ان کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور سونگھ لیتا ہے۔ اور اس کا دل بول اٹھتا ہے کہ ہاں یہی راہ سچی ہے اور اس کا نور قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحب حال نہ ہو اور اس تنگ راہ سے گزرنے والا نہ ہو جس میں انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسر قرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ اور کہا ہے کہ..........جس نے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اور اپنے خیال میں اچھی کی تب بھی اس نے بری تفسیر کی۔

پانچواں معیار لغت عرب بھی ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل آپ اس قدر قائم کر دیئے ہیں کہ چنداں لغات عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں۔ ہاں موجب زیادت بصیرت بے شک ہے۔ بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔

چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے

سلسلہ جسمانی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں بھی بکلی تطابق ہے۔

ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں۔اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے۔

(برکات الدعا۔روحانی خزائن جلد 6 ص 17)

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پر لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

کتاب اللہ۔ایک جلالی معجزہ

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی اپنے دور کے عالی پایہ متبحر عالم، قادرالکلام شاعر اور مثالی عاشق رسول تھے (ولادت 1414ء وفات 1492ء) آپ نے جس عقیدت وشیفتگی سے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا ایرانی ادب میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور عالم تالیف شواہد النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ تلاوت کے وقت قاری وسامع پر ہیبت وخوف کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک دن ربیعہ بن عتبہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کلام کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا جو حضورؐ پر اپنی قوم کے خلاف نازل ہوا تھا۔اس وقت حضور علیہ السلام نے سورہ حٰم کی چند آیات جن میں قوم عاد وثمود پر بجلی گرنے کا ذکر ہے تلاوت فرمائیں۔ عتبہ نے سن کر اپنا ہاتھ حضورؐ کے دہان اقدس پر رکھ دیا اور آپ کو قراءت سے باز رہنے کی قسم دی۔ ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ کو تلاوت فرماتے اور عتبہ سنتا جاتا تھا۔ اس دوران میں اس نے اپنے ہاتھ پس پشت رکھے ہوئے تھے جب آیت سجدہ آئی تو حضور علیہ السلام نے سجدہ کیا۔ عتبہ اٹھا لیکن اسے پتہ نہ چلا کہ آپ کیا کر رہے ہیں وہ اٹھ کر سیدھا اپنے گھر گیا جہاں سب قوم اکٹھی ہوگئی۔ عتبہ نے ہر آدمی سے معذرت چاہی اور کہا: خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے جس کلام بلاغت نظام میں مجھ سے گفتگو فرمائی ہے۔میں نے آج تک ایسا کلام پڑھا ہے نہ سنا ہے۔حضورؐ کے سامنے مجھے کچھ جواب ہی نہیں سوجھتا تھا۔

اسی طرح بہت سے دیگر فصحائے عرب پر جو اسی جگہ معارضہ کے لئے آئے سخت ہیبت ورعب طاری ہوا۔ ایک دن ابن مقفع جو اپنے وقت کا بلیغ ترین انسان تھا اس جگہ آ کر معارضہ قرآن کے لئے اپنا کلام ترتیب دینے لگا تو ناگاہ ایک لڑکا یہ آیت پڑھنے لگا.........لڑکا یہ آیت پڑھ کر چلا گیا تو ابن مقفع نے اپنا ترتیب دادہ کلام مٹا دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ کہتے ہیں یحییٰ ابن الغزالی نے جو اندلس کا بہت فصیح وبلیغ انسان تھا، سورہ اخلاص ایسی آیات گھڑنے کا ارادہ کیا تو اس پر رقت و ہیبت عظیم غالب ومستولی ہوگئی۔اس نے فوراً توبہ کی اور رجوع الی اللہ کیا۔''

(شواہد النبوۃ اردو ترجمہ صفحہ 241-242 مترجم بشیر حسین ناظم ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ اشاعت مارچ 1985ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی قرآن وحدیث سے والہانہ عقیدت

حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل (وفات 27 ستمبر 1966ء) کا ایک چشم دید واقعہ جو فرزندان احمدیت میں تعلیم دین کا نیا ولولہ پیدا کر دے گا۔

حضرت قاضی صاحب نے عہد خلافت اولیٰ میں لکھا:

اس وقت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ایثار کا ایک واقعہ میرے پیش نظر ہے جس کے لئے میں اپنے دل محبت منزل میں غیر معمولی مسرت کا جوش پاتا ہوں۔ آپ نہایت کامیابی کے ساتھ گورنمنٹ کالج میں تعلیم پاتے تھے ایف اے پچھلے سال بہت تعریف کے ساتھ پاس کیا اب بی اے میں پڑھتے تھے کہ یکا یک آپ پر وہ جذبہ غالب آیا جو اس خاندان کا اصلی ورثہ ہے اور جو اس دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے نوزدہ سالہ عزیز نوجوان نے دکھایا وہ کیا کہ تمام ان ترقیات کی امیدوں اور آرزوؤں پر جو اس کالج کی تعلیم کے ساتھ وابستہ ہوسکتی ہیں سن رشد کو پہنچتے ہی لات مار کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔اور کالج سے نام کٹا کر قرآن وحدیث پڑھنے میں مشغول ہوگئے۔ میں کہ ابتدا سے نیازمندانہ تعلقات رکھنے والا ہوں۔اور اصلی حالات وخیالات سے بوجہ بے تکلفی یقینی طور پر اطلاع پا سکتا ہوں۔اس فقرے کی لذت اب تک اپنے اندر پاتا ہوں کہ **قاضی صاحب کالج تو پھر بھی مل جائے گا مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ قرآن مجید وحدیث پڑھنے کا اور پھر وہ بھی نورالدین ایسے پاک انسان سے پھر موقعہ نہ مل سکے اس لئے میں نے یہی بہتر جانا** (جزاہ اللہ احسن الجزاء) اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پڑھائی چھوڑنے کی وجہ کیا ہے کہ خدانخواستہ صاحبزادہ صاحب پڑھنے میں کمزور تھے یا وہاں کچھ مشکلات تھیں ہرگز نہیں۔ بشیر احمد نے لیاقت اور اعلیٰ قابل رشک کیریکٹر کا وہ سکہ جمایا تھا۔کہ اس کی آخری رپورٹ جو شہزادہ محمود کے پاس پہنچی ہے اس میں لکھا ہے An execllent student his leaving is a loss to the College.G.A.W بہت عمدہ طالب علم اور اس کا کالج کو چھوڑ جانا کالج کے لئے ایک نقصان ہے پس یہ ایثار کا ایک نمونہ ہے جو میں نے اپنے احباء کرام کے سامنے پیش کیا اور ہمیں ایسی ہی مثالوں کی ضرورت ہے اور ایسے ہی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو بدو شباب سے اپنے اندر دین سیکھنے دین پھیلانے کی تڑپ رکھتے ہوں اور صاحبزادگان والا تبار سے تو ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں.......... بجائے اس کے کہ پنجاب یونیورسٹی کے بی اے ہوں امید ہے کہ بشیر احمد بی۔اے آکسن بھی ہوں۔اور وہیں حضور مغفور کا وہ کشف پورا ہو۔جس میں آپ انگلستان میں ایک منبر پر چڑھ کر ....کر رہے ہیں اور قسم قسم کے جانور آپ نے پکڑے ہیں الٰہی وہ تازگی بخش ایام لا کہ تمام قدرتوں کا سرچشمہ تو ہے تیرے مامور نے جو دعائیں کیں ہیں میں یقین رکھتا ہوں وہ ضائع جانے والی نہیں ؎

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادیٔ جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
یہ مرجع شہاں ہوں یہ ہوویں مہر انور
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

صاحبزادہ صاحب آجکل اپنی دینی تعلیم کے علاوہ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول کے مشیر معاون پڑھنے والے بچوں کے شفیق ومہربان مصلح اور بہت سے دینی کام اپنے متعلق رکھتے ہیں اور انگریزی سٹڈی بھی جاری ہے۔

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان مارچ 1913ء)

تلاوت قرآن کی بدولت آسمانی فیضان

حضرت مسیح موعود نے 28 دسمبر 1903ء کے خطاب عام کے دوران یہ نکتہ معرفت بیان فرمایا کہ مومن کو قرآن شریف کے فقط صوری ہی نہیں معنوی اعتبار سے اعراض سے بھی یکسر اجتناب کرنا چاہئے جو یہ ہے کہ'' تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کی برکات وانوار ورحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا''

اس کے بعد حضور نے سیدنا حضرت جعفر صادق (ولادت 20 اپریل 702ء وفات 4 دسمبر 765ء) کی نسبت بتایا کہ

''امام جعفر کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اس قدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ **ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے**''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 519-520)

جدید سائنس کی تحقیقات اور قرآنی تھیوری

اللہ جلشانہ نے سورہ کہف آیت 110 میں خبر دی کہ اگر خدا کے کلمات کے لئے سمندر کو سیاہی بنایا جاوے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے جو خدا کے کلمے ختم ہوں اگرچہ کئی ایک سمندر اسی کام میں اور بھی خرچ ہو جاویں (ترجمہ از ست بچن صفحہ 87-88)

حضرت اقدس بانی سلسلہ نے اس قرآنی تھیوری کی وضاحت نہایت وجد آفریں انداز میں کی ہے فرماتے ہیں:۔

1۔''مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کن فیکون سے نکلے ہیں سو ان معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بے حد اور بے نہایت ہیں''

2۔''ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی اگر مثلاً ایک جو کا دانہ ہے وہ بھی بے نظیر ہے۔ اگر ایک درخت کے پتے کے عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے اور اس میں سرّ یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے'' (کرامات الصادقین صفحہ 18-19 تفسیر مسیح موعود جلد 5 صفحہ 329-330)

3۔''یاد رکھو کہ انسان کی ہرگز یہ طاقت نہیں کہ ان تمام دقیق در دقیق خدا کے کاموں کو دریافت کر سکے بلکہ خدا کے کام عقل اور فہم اور قیاس سے برتر ہیں اور انسان کو صرف اپنے اس قدر علم پر مغرور نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو کسی حد تک سلسلہ علل ومعلومات کا معلوم ہوگیا ہے کیونکہ انسان کا وہ علم نہایت محدود ہے جیسا کہ سمندر کے ایک قطرہ میں سے کروڑم حصہ قطرہ کا''۔

(چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ 268 طبع اول 15 مئی 1908ء)

4۔''یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالیٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کر لے تو پھر وہ خدا ہی نہیں۔ جس قدر انسان اس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبویا جائے اور اس میں کچھ سمندر کے پانی کی تری باقی رہ جائے''

(ایضاً صفحہ 282)

قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے دورہ فرینکفرٹ جرمنی 1980ء کے دوران ایک پریس کانفرنس میں ایک صحافی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں اٹھاتے ہوئے فرمایا:

''اس کتاب میں یہی لکھا ہے کہ عورتیں وہی حقوق رکھتی ہیں جو مردوں کے ہیں۔انسان ہونے اور انسانی حقوق رکھنے میں قرآن نے مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا بلکہ انہیں اس لحاظ سے مساوی درجہ دیا ہے......حقیقت یہ ہے کہ (دین) نے انسان ہونے کی حیثیت میں مردوں اور عورتوں کو مساوی درجہ دے کر ان کے مساوی حقوق مقرر کئے ہیں بلکہ انہیں بعض لحاظ سے مردوں کے مقابلہ میں زیادہ حقوق دیئے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ گھر کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مرد پر ڈالی ہے۔یعنی اس کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ وہ مال کمائے اور اس سے بیوی بچوں کی جملہ ضروریات پوری کرے۔عورت کو اللہ تعالیٰ نے اس

(باقی صفحہ 70 پر)

مقبول احمد صدیقی صاحب

سورۃ فاتحہ کی عظمت اور برکات

حمد و ثنا کا بہترین نمونہ۔شفا کے حیرت انگیز واقعات

قرآن کریم سب سے افضل، جامع اور کامل ترین الہامی کتاب ہے اس کا پڑھنا نہایت درجہ ثواب کا باعث ہے اگرچہ قرآن کریم کی تمام سورتیں ہی اپنے اپنے مضامین کے لحاظ سے جامعیت اور کاملیت سے لبریز ہیں تاہم ہمارے پیارے خدا نے اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ایک ایسی سورۃ بھی نازل فرمائی جس میں سارے قرآن کا خلاصہ بیان فرما دیا اور اس سورۃ کو ام القرآن (یعنی قرآن کی ماں) کا درجہ دیا پس یہ ام القرآن سارے قرآن کا خلاصہ ہے بالفاظ دیگر سارا قرآن اسی سورۃ کی تشریح اور تفصیل ہے جیسا کہ ایک جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا میرا اعتقاد ہے کہ تمام قرآن سورۃ الحمد کی تفسیر ہے۔ (خطبات نور صفحہ 414)

اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سب سے پہلے رکھا اور اس کا نام فاتحہ (یعنی کھولنے والی) رکھا، اس میں یہی حکمت تھی کہ یہی سورۃ قرآن کا دیباچہ اور اس کا متن ہے اور قرآنی مضامین کو کھولنے والی ہے نیز اس سورۃ کا تعلق ہر سورۃ سے ہے اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ نماز میں ہر سورۃ سے پہلے اس کی تلاوت کرنا فرض ہے رمضان کی نماز تراویح میں اگرچہ حافظ قرآن ہر روز ایک پارہ پڑھ کر آگے بڑھتا چلا جاتا ہے مگر وہاں بھی روزانہ ہر رکعت میں کسی بھی حصہ قرآن پڑھنے سے پہلے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورۃ کو اس کی عظمت کے لحاظ سے کئی نام دیئے ہیں اور ان ناموں سے اس سورۃ کے وسیع مطالب پر روشنی پڑتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ام القرآن، ام الکتاب اور پھر اسے ہی قرآن عظیم جیسا عظیم نام بھی عطا کر دیا پھر اس کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے جو قرآن میں بھی آیا ہے۔ (الحجر:88)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''وہ السبع المثانی ہے یعنی گو صرف سات آیتیں اس میں ہیں لیکن ہر ضرورت ان سے پوری ہو جاتی ہے روحانیت کا کوئی سوال ہو کسی نہ کسی آیت سے اس پر روشنی پائی جائے گی۔

(تفسیر کبیر جلد اول ص 4)

پھر اس کا ایک نام الکنز بھی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''وہ کنز بھی ہے کہ علوم وفنون کے اس میں دریا بہتے ہیں اردو میں دریا کوزے میں بند کرنے کا ایک محاورہ ہے اس کا صحیح مفہوم شاید سورۃ فاتحہ کے سوا اور کسی چیز سے ادا نہیں ہو سکتا بلکہ اس سورۃ کے بارہ میں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ سمندر کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 4)

پھر اس کا ایک نام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الصلوۃ بھی رکھا ہے یعنی کامل دعا اس میں سکھائی گئی ہے اور یہ دعا ایسے مطالب پر مشتمل ہے کہ اس سے پہلے کسی الہامی کتاب میں ایسی دعا نہیں سکھائی گئی۔ نہ کوئی انسانی دماغ تجویز کر سکتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات نہایت خوبصورتی اور جامعیت سے بیان کی گئی ہیں اور پھر ایسے خدا کو سامنے دیکھتے ہوئے اس سے انتہائی تذلل اور عاجزی سے ایسی کامل دعا مانگی گئی ہے کہ وہ انسان کے جسم اور روح کا کوئی حصہ نہیں چھوڑتی اور اس کو سارے کا سارا رحمت الٰہی کے نیچے لے آتی ہے۔

حدیث کی کتاب صحیح مسلم میں درج ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ اطلاع دی گئی کہ ایک کامل دعا ہے جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی وہ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں جو بھی ان دعاؤں کے ذریعہ خدا سے مانگتا ہے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اللہ تعالیٰ نے جو احسان فرما کر مجھے انعام دیئے ہیں ان میں سے ایک فاتحۃ الکتاب بھی ہے۔

(تفسیر فتح البیان ص 19)

خدا کی حمد وثناء کا اظہار

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ سب سے پہلے دعا میں اپنے رب کی حمد وثناء کرنی چاہئے۔ (ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الدعا)

خدا تعالیٰ کی حمد وثناء اس کی صفات بیان کر کے ہی کی جاسکتی ہے اور یہ صفات بے شمار ہیں لیکن جس طرح سارے قرآن کریم کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے اسی طرح تمام صفات الٰہیہ کا خلاصہ اور بنیاد چار صفات رب، رحمٰن، رحیم اور مالک ہیں اور یہی صفات سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ صفات الٰہیہ کا سب سے خوبصورت اور جامع اظہار سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہے پس ہر دعا میں سب سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھنا حمد وثناء کا سب سے عمدہ اظہار ہے، ویسے بھی یہ قرآنی دعا اور کلام اللہ ہے پس اس کے پڑھنے سے قرآن پڑھنے کی برکت اور ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ سب سے پہلے پڑھنی چاہئے اس کی برکت کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

جو شخص سورۃ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر کوئی بھی دعا کرتا ہے اس کی دعا ضرور شرف قبول پا جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کا عمل بھی یہی تھا حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود دعا میں سب سے پہلے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے۔

سب سے بہترین دعائے شفا

جسمانی امراض میں مبتلا افراد کے لئے سورۃ فاتحہ بہترین دعائے شفا ہے، صحت کے حصول کے لئے یہ دعا جامعیت سے لبریز ہے کیونکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام صرف ''شفا'' ہی نہیں رکھا بلکہ ''رقیۃ'' یعنی دم کرنے والی بھی رکھا۔ پھر یہ دعا کسی ایک مرض پر ہی حاوی نہیں بلکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔

سورۃ فاتحہ ہر بیماری سے شفا دیتی ہے (دارمی) شعب الایمان بیہقی میں یہی روایت ہے لیکن وہاں ہر بیماری کی بجائے ''ہر زہر کا علاج ہے'' لکھا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

علاج اگر ہو رہا ہو تو ساتھ سورۃ فاتحہ کا دم بھی کر دیا جائے تو اس سے مزید برکت ضرور پڑتی ہے اور اگر علاج میسر ہی نہ ہو تو پھر تو دم کے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہمارا تجربہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کا دم کرنا یا سورۃ فاتحہ کا اس نیت سے پڑھنا خصوصاً شفا کی غرض سے یہ بہت ہی مفید ہے اور حیرت انگیز کام کرتا ہے دم کے واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ہیں دم کے واقعات حضرت مسیح موعود کے زمانے کے بھی ہیں لیکن وہ دم پیروں فقیروں والا نہیں ہے کہ جو مرضی کچھ لکھ دیا اور گلے میں تعویذ لٹکا لیا بلکہ اصل دم سورۃ فاتحہ کی دعا ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ کا ایک نام شفا بھی ہے۔ (الفضل 8 فروری 2002ء)

ایک اور جگہ تعویذ گنڈے اور دم کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایسا ہرگز کوئی معاشرہ نہیں تھا دعا ہی کا معاشرہ تھا اور جس دم کی بات کرتے ہیں۔ اس میں سورۃ فاتحہ بطور دعا استعمال ہوتی ہے اور وہ اب بھی اسی طرح جائز ہے فاتحہ کو دعا کے طور پر آپ چاہے پانی پر پڑھ کے دم کریں اور نفسیاتی لحاظ سے اس کو برکت کے لئے دے دیں اس حد تک تو کوئی حرج نہیں۔ (الفضل 4 دسمبر 2002ء)

شفا پانے کے چند واقعات

اب سورۃ فاتحہ سے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''شفا'' قرار دیا ہے شفا پانے کے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ کسی کو سانپ نے ڈس لیا تھا میں نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور اسے شفا ہو گئی اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم کو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ ''دم کرنے والی'' سورۃ ہے۔

(بخاری فضائل القرآن باب فاتحۃ الکتاب)

پس سب سے عظیم روحانی طبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے دم کرنے والی سورۃ کہہ کر اسے شفا بخش قرار دے دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

''ابن القیم نے لکھا ہے کہ جب میں مکہ معظمہ میں تھا اور طبیب کی تلاش میرے واسطے مشکل تھی تو میں اکثر الحمد کے ذریعہ اپنی بیماریوں کا علاج کر لیا کرتا تھا ابن القیم کا میں بہ سبب اس کے علم کے معتقد ہوں اور اسے ایسا آدمی جانتا ہوں جو لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد اول ص 8)

حضرت حکیم حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح الاول اپنے زمانے کے بہت جید اور حاذق طبیب تھے آپ فرماتے ہیں۔

میرا اپنا بھی تجربہ ہے کہ میں نے بہت سے بیماروں پر الحمد کو پڑھا اور انہیں شفا ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 4 فروری 1909ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

''اصل دم سورۃ فاتحہ کی دعا ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ کا ایک نام شفا بھی ہے مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے اس زمانے میں غیر احمدی بہت آیا کرتے تھے پشاور کی (۔) میں سوال و جواب کی مجلس کے لئے کافی رونق ہوا کرتی تھی تو (۔) بھری ہوئی تھی اور پہلے نماز ہوتی تھی پھر اس کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوتی تھی تو مجھے متلی اور سر درد شروع ہوئی مجھے اس زمانے میں میگرین ہوا کرتی تھی اور اتنی شدید تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتا کتنی تکلیف تھی اور ساتھ متلی تھی تو میں نے دعا کی سورۃ فاتحہ کی کھڑے ہو کے اس نیت سے کہ میرے پاس تو اب کوئی دوائی نہیں ہے اس لئے شفا دے ورنہ یہ لوگ کیا سمجھیں گے کہ میں احمدیت کی خاطر تقریر کر رہا ہوں اور الٹی آ گئی ہے ان کے سامنے بہت ہی بھیانک چیز ہوگی سجدے سے سر اٹھایا تو یاد ہی نہیں تھا کہ سر درد ہے آرام سے سر اٹھایا اچانک مجھے خیال آیا کہ مجھے تو سخت سر درد ہو رہی تھی گئی کہاں سر درد کا نام و نشان بھی نہیں تھا کوئی متلی نہیں تھی کوئی سر درد نہیں اب کوئی اس کی ظاہری وجہ ہو ہی نہیں سکتی یہ ضرور سورۃ فاتحہ کی برکت سے ہوا تھا جو دعا کے طور پر پڑھی گئی۔''

(الفضل 8 فروری 2002ء)

اگر علاج کارگر نہ ہو رہا ہو اور ڈاکٹرز مایوس کر دیں اور موت سامنے نظر آنے لگے، تب بھی دعا کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے بعض اوقات یہ دعا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''شفا'' کہا ہے معجزانہ شفا کر دیتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ توجہ، خلوص اور یقین کامل سے دعا کی جائے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب فرماتے ہیں۔

''ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیٹا بعمر چھ سات سال سخت بیمار ہو گیا، بہت توجہ سے علاج کیا گیا مگر ماہر ڈاکٹرز بھی مایوس ہو گئے حتیٰ کہ وقت نزع آ پہنچا اور ڈاکٹر صاحب اپنے بیٹے کے کفن دفن کا

(باقی صفحہ 66 پر)

(بقیہ از صفحہ 68)
ذمہ داری سے کلی طور پر آزاد رکھا ہے۔ حتیٰ کہ اگر عورت کے پاس اپنا ذاتی کچھ مال ہے یا وہ اپنی ذاتی حیثیت میں کوئی مال حاصل کرے تو مرد کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ وہ گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے بیوی کے مال میں سے کچھ لے۔ عورت کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے مال کا کوئی حصہ بھی گھریلو اخراجات کے لئے خاوند کے حوالے نہ کرے کیونکہ گھریلو اخراجات کو پورا کرنا کلیۃً مرد کی ذمہ داری ہے۔ ہاں عورت اپنی خوشی سے اپنے مال کا کوئی حصہ خاوند کو بطور تحفہ دینا چاہے تو وہ ایسا کرسکتی ہے۔ مرد اسے مجبور نہیں کرسکتا''۔ (دورہ مغرب ص 51)

قرآن شریف مکمل آسمانی ضابطہ حیات

حضرت مسیح موعود کے فہم قرآن کا ایک شاہکار:-

''میں حق کے طالبوں کو سمجھاتا ہوں کہ قرآن شریف میں ایسے احکام جو دیوانی اور فوجداری اور مال کے متعلق ہیں دو قسم کے ہیں ایک وہ جن میں سزا یا طریق انصاف کی تفصیل ہے دوسرے وہ جن میں امور کو صرف قواعد کلیہ کے طور پر لکھا ہے اور کسی خاص طریق کی تعیین نہیں کی اور وہ احکام اس غرض سے ہیں کہ تا اگر نئی صورت پیدا ہو تو مجتہد کو کام آویں مثلاً قرآن شریف میں ایک جگہ تو یہ ہے کہ دانت کے بدلے دانت آنکھ کے بدلے آنکھ یہ تو تفصیل ہے اور دوسری جگہ یہ اجمالی عبارت ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ پس جب ہم غور کرتے ہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجمالی عبارت توسیع قانون کے لئے بیان فرمائی گئی ہے کیونکہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یہ قانون جاری نہیں ہوسکتا مثلاً ایک ایسا شخص کسی کا دانت توڑے کہ اس کے منہ میں دانت نہیں اور بباعث کبر سنی یا کسی اور سبب سے اس کے دانت نکل گئے ہیں تو دنداں شکنی کی سزا میں ہم اس کا دانت توڑ نہیں سکتے کیونکہ اس کے تو منہ میں دانت ہی نہیں ایسا ہی اگر ایک اندھا کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو ہم اس کی آنکھ نہیں پھوڑ سکتے۔ کیونکہ اس کی تو آنکھیں ہی نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ قرآن شریف نے ایسی صورتوں کو احکام میں داخل کرنے کے لئے اس قسم کے قواعد کلیہ بیان فرمائے ہیں......اس نے صرف یہی نہیں کہا بلکہ ایسے قواعد کلیہ بیان فرما کر ہر ایک کو اجتہاد اور استخراج اور استنباط کی ترغیب دی ہے''۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 ص 87)

مستورات میں درس قرآن کا اجرا

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (ولادت 1889ء بیعت 1903ء وفات 16 مئی 1967ء) سلسلہ احمدیہ کے ایک صاحب کشف والہام اور عالی پایہ بزرگ تھے قرآن کے عاشق اور حدیث رسول کے شیدائی۔ آپ حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ کو اپنے مہمانوں کے احساسات کا اس قدر گہرا خیال تھا (ہمارے) والدین سے آپ کو بہت ہی محبت تھی۔ خصوصاً والدہ صاحبہ کے ساتھ۔ اور آپ نے والدہ صاحبہ کو کبھی پاؤں دبانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس قدر احترام تھا کہ والدہ صاحبہ کی خاطر قرآن مجید کا درس عورتوں میں جاری کیا۔ اور پہلا درس آپ نے دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے حضرت خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب کو بلا کر کہا کہ والدہ عبدالرزاق رعیہ سے تشریف لائی ہیں۔ اور مجھے ان کے متعلق بہت ہی خیال رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کی خاطر عورتوں میں قرآن مجید کا درس جاری کیا جائے۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب نے درس دیتے ہوئے یوں تمہید باندھی۔ اور کہا کہ میں سید عبدالستار صاحب کی اہلیہ کو مبارک دیتا ہوں کہ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے دل میں تحریک ڈالی ہے۔ اور عورتوں میں درس جاری کرنے کا انہیں سبب بنایا ہے۔ کاش کہ قادیان کی عورتیں اپنے اندر وہ خوبی رکھتیں کہ حضرت مسیح موعود کو ان کے متعلق یہ احساس پیدا ہوتا اور انہیں یہ عزت حاصل ہوتی جو ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ کو عزت حاصل ہوئی ہے اس تمہید کے بعد درس جاری کیا اور آج تک جاری ہے''۔

(الفضل 28 جولائی 1938ء ص 4)

اشتہارات

تبرکات

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری

قرآن مجید کے کامل دین ہونے پر دس دلیلیں!

آجکل دنیا جس اقتصادی اور تمدنی بے چینی میں مبتلا ہے اس کا صحیح اور واحد حل صرف قرآن میں پایا جاتا ہے جو خداتعالیٰ کی آخری اور مکمل شریعت ہے۔ قرآن مجید خود مدعی ہے کہ اس کے ذریعہ دین کو کامل کردیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ پس جب تک دنیا خداتعالیٰ کے اس پسندیدہ دین کو اپنا لائحہ عمل نہیں بناتی وہ ان بے چینیوں سے نجات نہیں پاسکتی جو اسے آگ کے کنارے پر کھڑا کررہی ہیں۔

ذیل میں قرآن مجید کے کامل دین ہونے کے متعلق ان بیشمار دلائل میں سے دس دلائل بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ قرآن مجید واقعی ایک کامل دین ہے اور دنیا کی کوئی الہامی کتاب اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

دلیل اول

عقل سلیم رہنمائی کرتی ہے کہ کامل دین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دین جس الہامی کتاب میں پایا جاتا ہو وہ کتاب خود دعویٰ کرے کہ وہ کامل دین کی حامل ہے۔ ورنہ اگر کتاب اس بارے میں ساکت ہو اور صرف اس کے ماننے والے اس کے کامل دین پر مشتمل ہونے کے دعویدار ہوں تو اس پر مدعی سست اور گواہ چست والی مثل صادق آئے گی اور ایسے لوگوں کا دعویٰ اور اس کتاب کی بے جا حمایت ہرگز درخور اعتناء نہ ہوگی۔

چونکہ قرآن مجید ہی خداتعالیٰ کا کامل دین ہے اس لئے الہامی کتابوں میں سے صرف وہی اس معیار پر پورا اترتا ہے کہ وہ آپ مدعی ہے کہ وہ کامل دین کا حامل ہے۔

دلیل دوم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تمام اہم دعاوی اور اصول کے متعلق خود دلائل مہیا کرے اور پھر خود اس بات کی بھی مدعی ہو کہ وہ اپنے دعاوی کو دلائل بینہ سے ثابت کرتی ہے۔ ورنہ اگر کوئی کتاب کوئی اصل بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق دلائل پیش کرنے سے خاموش ہو اور اس کے لئے دلائل مہیا کرنے کے لئے انسان کو ادھر ادھر مارے مارے پھرنا پڑے تو وہ کتاب کامل دین پر مشتمل قرار نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ جب وہ اپنے پیش کردہ اصول کے اثبات کے لئے دوسروں کی وکالت کی محتاج ہے تو پھر وہ کامل کہلانے کی مستحق کیسے قرار دی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید چونکہ کامل دین ہے اس لئے وہ خود مدعی ہے کہ وہ اپنے بیان کردہ اصول کو دلائل بینہ سے خوب ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں اتارا گیا درآں حالیکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے (اور محض ہدایت ہی نہیں بلکہ) ہدایت پر خود بینات (قائم کرتا) ہے اور پھر صرف دلائل بینہ ہی پیش نہیں کرتا بلکہ اس سے بڑھ کر آپ ہی حق اور باطل میں فرق کرکے بھی دکھاتا ہے اور نتیجۃً بنی نوع انسان کے لئے واضح کردکھاتا ہے۔ (بقرہ)

یہ خوبی کہ دینی کتاب ہر اہم اصل کو پیش کرتے ہوئے جس کی دنیا کو اپنی روحانیت اور اخلاق اور تمدن ومعاشرت اور سیاست کی اصلاح کے لئے ضرورت ہو اس پر دلائل بینہ بھی پیش کرے صرف اور صرف قرآن مجید میں ہی موجود ہے۔

دلیل سوم

ہر عقل سلیم اس بات کو تسلیم کرے گی کہ کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ روحانیت، اخلاق، تمدن معاشرت اور سیاست اور اقتصادیات یعنی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں کامل رہنمائی پر مشتمل اصول پیش کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بھی قرآن مجید امتیازی شان رکھتا ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ نے تمام دنیا کے علماء اور فلاسفروں کو دعوت دے رکھی ہے کہ وہ انسانی عقل سے دریافت کردہ جو اصل دنیا کی رہنمائی کے لئے پیش کریں گے اگر وہ اصل درست ہوا تو ہم اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ اصل قرآن مجید میں بیان شدہ دکھادیں گے اور اگر وہ اصل بنی نوع انسان کے لئے غیر مفید ہوگا تو اس کا ناقص ہونا ہم روشن دلائل سے ثابت کردکھائیں گے۔ یہ چیلنج آج بھی قائم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ہم نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر امر کو کھول کر بیان کرتی ہے اور فرمانبرداروں کے لئے عظیم الشان ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

دلیل چہارم

جب کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بینات اور شواہد سے اپنے دعاوی کو ثابت کرے تو پھر اسے ایسی تعلیم پر مشتمل ہونا چاہئے جس کو منوانے کے لئے کسی جبر کی ضرورت نہ ہو بلکہ کامل دین کے لئے عقلاً ضروری ہے کہ وہ خود اس امر کی تعلیم دے کہ لوگوں کو ذہنی اور فکری آزادی دی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اس معیار پر بھی پورا اترتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کے بارے میں کوئی جبر جائز نہیں (یعنی لوگوں کو خیالات کی آزادی دی جاتی ہے) کیونکہ (قرآن مجید کے ذریعہ) ہدایت کا راستہ گمراہی کے راستہ سے واضح طور پر الگ کردیا گیا ہے۔ اب جو شخص طاغوت کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ ایک مضبوط سہارے کو پکڑتا ہے جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے۔ (بقرہ)

نیز فرماتا ہے:۔

اے نبیؐ! کہہ دو حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے انکار کرے۔ (کہف)

دلیل پنجم

جو کتاب یہ دعویٰ کرے کہ وہ کامل دین کی حامل ہے اس کتاب کا بے مثل ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ قرآن مجید خود مدعی ہے کہ یہ بے مثل کتاب ہے اور اگر کسی کو اس کتاب کے بے مثل ہونے کے متعلق شک ہو تو اسے قرآن مجید یوں چیلنج کرتا ہے:۔

کہ اگر تم اس کتاب کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جسے ہم نے اپنے بندے (محمد مصطفیٰ ﷺ) پر نازل کیا ہے تو پھر (ہمارا چیلنج ہے) کہ اس کے مثل ایک سورۃ ہی بنالاؤ اور (ہماری طرف سے یہ بھی آزادی ہے کہ) اپنے مددگاروں کو خداتعالیٰ کے مقابلہ میں بلالاؤ۔ اگر تم (اپنے شک کرنے میں) سچے ہو (بقرہ)

اس کے بعد خداتعالیٰ نے تحدی سے پیشگوئی فرمائی ہے کہ تم ہرگز اس کتاب کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی مضمون نہیں پیش کرسکو گے۔ یہ چیلنج آج بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور دنیا ہمیشہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے نظارے بھی دیکھتی رہے گی کہ کوئی شخص اس کے مثل ہرگز نہ لاسکے گا۔

دلیل ششم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود یہ بھی دعویٰ کرے کہ اس کی تعلیم عالمگیر ہے اور وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے بھیجی گئی ہے۔ ورنہ اگر مذہبی کتاب اس بارے میں خود خاموش رہے اور صرف اس کے ماننے والے اسے عالمگیر تعلیم قرار دیں تو ان کا دعویٰ قابل غور نہیں ہوگا۔ قرآن مجید اس پہلو میں بھی خود روشنی ڈالتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس کی تعلیم عالمگیر ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

کہ بابرکت ہے وہ ذات جس نے الفرقان (قرآن مجید) کو اپنے بندے پر اس لئے اتارا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ہوشیار کرنے والا ہو۔

(الفرقان)

نیز فرماتا ہے کہ اے نبیؐ ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بناکر بھیجا ہے۔

پھر فرمایا یہ تمام لوگوں کے لئے بلاغ ہے

(ابراہیم)

دلیل ہفتم

جو کتاب کامل دین پر مشتمل ہو اس کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ خداتعالیٰ خود اس کے ظاہر و باطن کی حفاظت کرے۔ ورنہ جو کتاب محفوظ نہ ہو اور جعل، الحاق اور تحریف لفظی ومعنوی سے پاک نہ ہو اس کے متعلق انسانی روح اس بات کے لئے تسلی نہیں پاسکتی کہ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس کتاب پر عمل کریں۔

قرآن مجید اس پہلو میں بھی کمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

کہ یقیناً ہم نے ہی اس قرآن مجید کو جو ذکر ہے نازل کیا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ظاہری حفاظت حفاظ قرآن کے ذریعہ اور باطنی مجددین امت کے ذریعہ ہوتی چلی آرہی ہے۔

دلیل ہشتم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے عقلاً یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دائمی صداقتوں پر مشتمل ہو اور اس کا کوئی حکم قابل نسخ نہ ہو۔ قرآن مجید کو یہ شرف بھی حاصل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کا کوئی حکم نہ اب باطل (بے فائدہ اور قابل نسخ) ہے جبکہ یہ نازل ہورہا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی باطل ہوگا۔ (حٰم سجدہ) بلکہ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں تمام قائم رہنے والی اور راستی پر مبنی تعلیمیں موجود ہیں۔

دلیل نہم

کامل دین پر مشتمل کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ علوم غیبیہ پر بھی مشتمل ہو۔ تا ہر زمانہ میں اس کی باتیں لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے پوری ہوتی دیکھ کر اس دین کے زندہ ہونے کی شہادت پائیں اور انہیں خداتعالیٰ کی زندہ ہستی پر ایمان لانے کا زریں موقع ملے۔ قرآن مجید اس پہلو سے بھی کامل کتاب ہے اور اس میں آخری زمانہ تک ہونے والے غیر معمولی انقلابات کی خبریں دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خداتعالیٰ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے غیب پر کثرت سے اطلاع صرف اپنے نبیوں کو دیتا ہے چونکہ قرآن مجید سب سے کامل نبی (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) پر نازل ہوا ہے اس پہلو میں بھی وہ کامل ہے کہ وہ سینکڑوں غیب کی خبروں پر مشتمل ہے۔

دلیل دہم

وہ کتاب جو کامل دین پر مشتمل ہو عقلاً ایسی ہونی چاہئے کہ اس پر چل کر نہ صرف لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی مدارج حاصل کرسکیں بلکہ ہر زمانہ میں اس کا عملی نمونہ بھی موجود ہو۔ قرآن مجید اس پہلو میں یہ بھی دعویٰ کرتا ہے:۔

کہ قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق خداتعالیٰ پر

(باقی صفحہ 66 پر)

ترتیل سے پڑھو

کیسے عیاں نہ ہوتی بلاغت کتاب کی
تھی تیرگی میں نور ہر آیت کتاب کی

ہے دم بخود جو آئینہ کون و مکان کا
حیرت کا اک جہان ہے صورت کتاب کی

ذرّات بحر و بر کو ستارے بنا دیا
معجز نما ہے دہر پہ رحمت کتاب کی

قرآں کا حرف حرف خدا کا کلام ہے
امی لقب نے دی ہے شہادت کتاب کی

صبح ازل سے شام ابد تک پس سکوت
آتی رہی نوائے بشارت کتاب کی

معنی کے بعد بھی نئے معنی کے در کھلے
کرتا ہوں طے ہزار مسافت کتاب کی

دیوار گریہ ہو یا کلیسا کے بام و در
چھپتی نہیں کہیں بھی صداقت کتاب کی

کرنا پڑے گا اب حق و باطل میں امتیاز
ورنہ ہے ٹوٹنے کو قیامت کتاب کی

اس ارض بے قرار کے سیلاب تند میں
تم کو پناہ دے گی رفاقت کتاب کی

ترتیل سے پڑھو اسے اور چومتے رہو
حق نے جو بخش دی ہے امانت کتاب کی

ہادی بنو، امین بنو، متقی بنو
غافل نہ ہونے دے گی ہدایت کتاب کی

احمد مبارک

اشتہارات

شراب اور جوئے کی حرمت ۔ قرآن کے ابدی اور ناقابل تغیر احکام

مغرب کی تحقیقات نے اعداد و شمار کے ذریعہ قرآنی تعلیمات کی صداقت کا اقرار کر لیا

مکرم عبدالرب انور محمود خان صاحب

حضرت مسیح موعود کے سلسلہ تصنیف کا آغاز آپ کی مشہور زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے ہوا۔ اس گرانقدر سرمایہ علم کے تیسرے حصہ میں آپ نے محاسن قرآن کریم کے عنوان سے ایک نہایت شیریں کلام تحریر فرمایا اس نظم کا ہر شعر نئے مضامین پیش کرتا ہے۔ اس مضمون میں اس کے ایک شعر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ حضور فرماتے ہیں۔

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

اس پیارے شعر کے پہلے مصرعے میں یہ حقیقت پیش کی گئی ہے کہ جملہ آیات قرآنی (جو چھ ہزار سے زائد ہیں) اس مقام پر فائز ہیں جہاں مرور زمانہ قطعاً اس پر اثر انداز نہیں۔ تمام آیات سدا بہار ہیں۔ یعنی ان کے مطالب اور مفاہیم اپنی کیفیت کے لحاظ سے اس قدر زندگی بخش اور پرکیف ہیں کہ کسی زمانہ میں ان پر زوال نہیں۔ 14 صدیاں گزرنے کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ ہر آیت بھرپور اور جان بخش زندگی کے ساتھ ابھی نازل ہوئی ہے اور جس طرح نزول کے وقت اس کا اثر اس قدر قوی اور زندگی بخش تھا کہ آیات کی ساعت ہی کسی معاند کو اچانک مؤید بنا دیتی (جیسا کہ حضرت عمرؓ کی زندگی میں انقلاب حقیقی پیدا کرنے والی قرآنی آیات ہی تھیں)۔ اس دور میں بھی ہمیں یہ کیفیت نظر آتی ہے کہ انسانی تجربات و مشاہدات اور تحقیقات کے نتائج آیات قرآنی کی تفسیر نظر آتے ہیں وہ حقائق جو 14 صدیاں قبل خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں پیش فرمائے آج کا انسان اپنے دیرینہ تجربات کے بعد ان حقائق کے قریب پہنچ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ محققین اپنے نتائج نہیں لکھ رہے بلکہ قرآنی آیات کا ترجمہ لکھ رہے ہیں۔ جب ہم یہ عظیم تطابق ملاحظہ کرتے ہیں تو بے اختیار منہ سے جاری ہو جاتا ہے۔

ع
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں

ذیل میں دو تحقیقات مغرب کا ذکر پیش ہے جو زبان حال سے قرآنی آیات کی تائید کر رہی ہیں اور یہ ثابت کر رہی ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام اور صحیفہ قدرت اس کا فعل ہے اور قول و فعل میں یگانگت ایک کمال حسن خداوندی کا آئینہ دار ہے۔

بدترین معاشرتی برائیاں

شراب نوشی اور جوئے بازی اہل مغرب کی بدترین معاشرتی برائیوں میں صف اوّل پر ہیں۔ شراب نوشی صرف مغرب کی ہی بیماری نہیں بلکہ دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ اس میں ملوث ہے۔ دنیا نے بہت کوشش کی تاہم بجز ناکامی کچھ حاصل نہ ہوا۔ ممانعت کے قوانین ناکام ہو گئے۔ یہاں تک کہ شراب کی بڑھتی ہوئی قیمت فروخت نے بھی جواب دے دیا۔

گزشتہ دو دہائیوں سے یہ تحقیق شروع ہوئی کہ شراب کے نفع و نقصان کی کیا نسبت ہے۔ شاید یہ اعداد و شمار الکحل کے بارہ میں حکومتی پالیسی وضع کرنے میں ممد ثابت ہوں۔

چنانچہ جہاں روئے زمین پر شراب نوشی اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ عروج پر ہے وہاں انسانی کوششیں بھی عروج پر ہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ اس کے نفع و نقصان کی کیا نسبت ہے اور ایسے اعداد و شمار شائع کئے جائیں جن سے عامۃ الناس اس موذی عادت سے اجتناب کر سکیں۔

ان تفصیلات کے بیان سے قبل یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی ان آیات کا بنظر غور مطالعہ کیا جائے جن میں ممانعت اور حرمت کے احکامات نازل ہوئے۔ قرآن کریم میں احکامات نواہی تدریجاً نازل ہوئے۔ مکّہ میں فلسفہ ممانعت بیان ہوا اور مدینہ میں حرمت کا واضح حکم نازل ہوا۔ قرآن کریم کے سرسری مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جملہ احکامات اوامر و نواہی کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کی حکمت بھی سمجھائی گئی۔

شراب نوشی اور جوا عربوں کے محبوب مشاغل کا حصہ تھیں۔ دن میں پانچ بار محافل شراب نوشی لگتیں بلکہ دنیا میں شراب کی کشید عربوں نے ہی شروع کی اور یورپ نے عربوں سے ہی نقل کی۔

خدا کے رسول ﷺ نے شراب کو امّ الخبائث قرار دیا۔ آپ نے صحابہؓ کی تربیت مرکزی نکتۂ توحید سے کی۔ خدا تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں سرایت کرتی چلی گئی اور عبادات کی چاشنی اس قدر بڑھی کہ تمام وہ امور جو عبادات الٰہی میں روک ثابت ہو سکتے تھے ان سے طبعاً ان کی طبیعت فرار ہونے لگی اور انہوں نے خدا کے رسول ﷺ سے یہ استفسار کیا کہ شراب اور جوئے کے بارہ میں کیا تعلیم ہے؟ چنانچہ قرآن کریم نے ان آیات میں اس مکالمہ کو محفوظ کیا۔

ترجمہ: ”وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی اور دونوں کا گناہ (کا پہلو) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔ (البقرۃ:220)

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ شراب اور جوئے کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔

سورۃ المائدہ میں ان کی حرمت کو قطعی الفاظ میں بیان کیا گیا بلکہ ان کے مضر نتائج کی طرف بھی نشاندہی کی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مدہوش کرنے والی چیز اور جؤا اور بت (پرستی) اور تیروں سے قسمت آزمائی یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے پوری طرح بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دے اور تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا تم باز آ جانے والے ہو؟ (المائدہ:91-92)

اِس الٰہی حکم کے نزول کے بعد ایک منادی مدینہ میں اعلان کرنے لگا کہ آج سے شراب حرام کی گئی۔ اس وقت ابوطلحہ کی قیامگاہ پر ایک شراب کی محفل جاری تھی حضرت انسؓ ساقی محفل بن کر جام پر جام تقسیم کر رہے تھے۔ جب منادی کی آواز سنائی دی تو محفل کے ایک شخص نے کہا کہ معلوم کیا جائے کہ کیا اعلان ہو رہا ہے۔ اس پر ایک دوسرے فرد نے کہا پہلے تو شراب کے برتن ضائع کرو اس کے بعد اعلان کی بابت معلوم کرو۔ صحابہؓ نے شراب کے برتن توڑ ڈالے اور مدینہ کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی۔ اس اعلان کے ساتھ ہی تمام صحابہؓ نے ہمیشہ کیلئے شراب ترک کر دی۔ تاریخ عالم کا یہ ایک ایسا انوکھا واقعہ ہے جس کی مثال کسی مذہب، کسی تہذیب، کسی حکومت، کسی گروہ، کسی تنظیم یا کسی علاقہ میں نظر نہیں آتی۔

قانون واپس لے لیا گیا

سرزمین امریکہ گواہ ہے کہ ایک لمبے عرصہ کی جدوجہد کے بعد امریکہ میں شراب کو غیر قانونی قرار دیا گیا اور Prohibition کا قانون 1919 میں جاری ہوا لیکن صرف 13 سال کے مختصر عرصے میں مسلسل قانون شکنی کی وارداتوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ یہ قانون 1933 میں واپس لے لیا گیا۔

اسی طرح ترکی میں جوئے کو غیر قانونی قرار دیا گیا مگر چند سال میں ہی وہ قانون واپس لے لیا گیا۔

عظیم انقلاب

مغرب کے بعض مؤرخین نے رسول اللہؐ کے برپا کردہ عظیم انقلاب پر تبصرے کئے جن میں سے دو حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

1۔ ریورنڈ باسورتھ سمتھ (Rev.Bosworth Smith) اپنی تصنیف Mohammad & Mohammedanism کے صفحہ 258 پر یوں رقمطراز ہیں:۔

ترجمہ ”محمد (ﷺ) نے جوئے اور نشہ آور مشروبات کی قطعی اور مستقل ممانعت سے نہ صرف ایک وسیع علاقے پر جو کہ آپ کے زیر اثر تھا یورپین تہذیب کی دو بدترین برائیوں کو جن کا انسداد اُن سے ممکن نہ ہو سکا، ہمیشہ کے لئے کالعدم کر دیا۔ یہ برائیاں اس نکتہ عروج پر پہنچی ہوئی ہیں کہ انیسویں صدی کی عیسائی حکومتیں بڑی مشکل سے اس بارہ میں ابھی بیدار ہو رہی ہیں۔“

......ایک اور مبصر خالد بیگ نے Islam as the Solution کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا جو اسلامی ریسرچ کونسل نے شائع کیا۔ اس میں آپ تحریر کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ ایک اور تعجب انگیز امر اسلام کی وہ لاجواب طاقت اور اثر ہے جس نے ان معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کر دیا جو دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ مسلمان ممالک متعدد مسائل کا شکار ہیں مسلمان علاقے آج بھی برائیوں کے گہرے اور سیاہ سمندر میں چمکدار جزائر کی طرح نظر آ رہے ہیں۔ الکوحل ازم کو ہی لیجئے صرف امریکہ میں ہی الکوحل اور دیگر منشیات کے استعمال پر ایک تہائی ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ معاشرتی اور اخلاقی نقصانات ان کے علاوہ ہیں۔ دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ تہذیب جو ٹیکنالوجی میں عروج پر ہے اس معاشرتی مسئلہ کے حل میں ناکام رہی۔ انہوں نے 1917ء میں اس کی کوشش کی اور کانگرس نے بل نمبر 18 کی ترمیم پاس کی جس سے امریکہ میں بھی الکوحل غیر قانونی ہو گئی......مگر تیرہ سال بعد یہ قانون واپس لینا پڑا اور Noble Experiment ناکام ہو گیا۔ اس کے برخلاف اسلام نے 14 سو سال قبل عربوں میں، جو شراب کے ساتھ دیوانگی کی حد تک پیار کرتے تھے شراب حرام کر دی۔ اور تین سادہ مراحل میں جو چند سالوں پر پھیلے ہوئے تھے مسلمان دنیا شراب سے پاک ہو گئی۔ آج بھی سوائے چند استثناؤں کے دنیا کا dry نقشہ مسلمان دنیا کے نقشے کا عکس ہے۔ اسلام نے اس کو امّ الخبائث کہا ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو تبدیل نہیں کر سکتی۔“ سچ ہے۔

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

آیئے اب یہ دیکھیں کہ انسداد شراب اور جوئے کے سلسلہ میں کیا تحقیقات جاری ہیں اور اس کے نفع و نقصان کے کیا اعداد و شمار ہیں۔ شراب کی کیفیت اور

اشتہارات

کمیت کو معلوم کرنے کے لئے عالمی پیمانے پر WHO نے تفصیلی کام شروع کیا اور ان کی گزشتہ دو رپورٹوں میں جو علی الترتیب 1999ء اور 2004ء میں شائع ہوئیں مندرجہ ذیل حقائق بیان ہوئے ہیں:۔

کوائف اور اعداد و شمار درباره شراب

......دنیا میں دو بلین انسان شراب نوشی میں مبتلا ہیں جبکہ 76.3 بلین افراد شراب کے عادی ہیں۔

......انسانی جسم کی صحت کے ضمن میں شراب اور انسانی جسم پر 60 سے زائد بیماریوں کا رشتہ لازم وملزوم نظر آتا ہے۔

......تقریباً 1.8 ملین اموات شراب کے براہ راست نتیجہ میں واقع ہوتی ہیں اور اسی ایک سال کے عرصہ میں 58.3 ملین زندگی کے سال بسبب اپاہج ہونے کے ضائع ہو جاتے ہیں۔

...... جملہ بیماریوں میں سے شراب 9.2 فیصد حصہ دار ہے جو ترقی یافتہ ممالک میں اثر انداز ہے۔ یہ حصہ تمباکو اور بلڈ پریشر کے مجموعی اثر کے قریب ہے۔

......1990ء میں شراب کی وجہ سے 11 لاکھ اموات واقع ہوئیں ان میں سے 4 لاکھ 70 ہزار 66 افراد موت سے بچ گئے۔ یہ وہ ادھیڑ عمر کے افراد ہیں جو میانہ روی سے شراب نوشی کرتے ہیں۔ اور 7 لاکھ 73 ہزار 594 اموات براہ راست بے دریغ شراب کے استعمال کے نتیجہ میں ہوئیں۔ ان اعداد و شمار سے جو صحت کے اثرات پر مرتب ہوتے ہیں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نقصان اور نفع کا تناسب 1.64:1 ہے یعنی نقصانات 64 فی صد زیادہ ہیں۔

(Global status report on alcohol 1999 page 46)

......انسانیت کو ہر سال تقریباً 360 بلین ڈالر شراب کی وجہ سے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس کی کمیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ دنیا کی 1/6 آبادی یعنی ایک بلین انسان اس وقت ناداری کی حدود میں ہیں یعنی ان کی آمدنی ایک ڈالر یومیہ ہے تخمینہ جات کی یہی ایک اکائی ام الخبائث کے انتہائی اثر کو واضح کر رہی ہے۔

......امریکہ کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ 1988ء میں 88 بلین ڈالر کی شراب خریدی گئی اور 1990ء میں 98.6 بلین ڈالر کا نقصان معاشرہ کو برداشت کرنا پڑا۔

قرآنی آیت میں مذکور صداقت کہ اس کے نقصانات اس کے نفع سے زیادہ ہیں، ان اعداد و شمار سے خوب واضح ہے۔

جُوئے کے متعلق اعداد و شمار

آیئے اب جوئے کے اعداد و شمار کا مطالعہ کریں کیونکہ اس بدی نے بھی ایک کثیر طبقہ انسانی کو گمراہ کیا ہوا ہے اور دن بدن اس کے پھیلاؤ میں نہایت سرعت کے ساتھ وسعت ہو رہی ہے۔ آج سے دو دہائیاں قبل صرف ایک ریاست Nevada میں اس کا عروج تھا۔ اب امریکہ کی 50 ریاستوں میں سے 48 ریاستوں میں قانونی طور پر جوا پرورش پا رہا ہے۔ اس کی مختلف شکلیں ہیں اور مختلف شاہراہوں سے یہ انسانیت کا تعاقب کر رہا ہے۔

......گزشتہ تین دہائیوں میں جوئے کی رفتار اس کی کیفیت، طریق کار، سہولیات، اقسام اور پھیلاؤ میں زبردست اضافے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک سال کا نقصان 45.7 بلین ڈالر بیان کیا جاتا ہے۔

...... 2001ء میں یونیورسٹی آف ایلونوئے کے چوٹی کے ماہر اقتصادیات جناب Earl L.Grinol نے ایک تفصیلی تحقیق پیش کی اور نفع و نقصان کے تخمینے منظر عام پر آئے ذیل میں ان کی تحقیق کا خلاصہ پیش ہے:۔

ان کی رپورٹ میں 9 اقسام کے اقتصادی نقصانات کی مقدار کو باقاعدہ ریکارڈ کی شکل میں جمع کیا گیا ہے یہ اقسام حسب ذیل ہیں:۔

1۔ جرائم 2۔ تجارتی نقصانات اور افراد کے وقت کا ضیاع 2۔ دیوالیہ 4۔ بیماریاں 5۔ خودکشی 6۔ معاشرتی بہبود کے اخراجات 7۔ خاندانی نقصانات 8۔ حکومتی قانون سازی 9۔ دولت کا غلط استعمال۔

......ایک سو افراد کی تحقیق یہ بتلاتی ہے کہ یہ جملہ نقصانات چودہ ہزار چھ (14006) ڈالر سے بائیس ہزار تہتر (22073) ڈالرز کے لگ بھگ ہیں یعنی فی کس نقصان 140 سے 221 ڈالرز ہے۔ 197.5 ملین افراد جو جوئے میں مبتلا ہیں امریکہ کی اقتصادیات کو 27.6 بلین ڈالرز سے 43.7 بلین ڈالرز کا نقصان پہنچا رہے ہیں۔

......انہی ماہر اقتصادیات نے جوئے کے فوائد بھی جمع کئے ہیں اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ فی کس 34 ڈالرز منافع ہر جواری کو ملتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک چارٹ کی شکل میں ان اعداد و شمار کو پیش کرتے ہیں جو ذیل میں پیش خدمت ہیں:۔

Table1: Summary of per capita casino costs and Benefits

BENEFITS	u.s $	Total
Net increase in Business Profits	0	
Net increase in Tax collections	0	
Distance Consumer Surplus for Non problem,non-pathological gambles	34	
		$ 34
COSTS		
Crime	46	
Bus.& Employment	51	
Bankruptcy	4	
Illness	8	
Social Svcs.	27	
Direct Regulatory	10	
Family Costs	1	
Abused Dollars	44	
		$190
Net Social Cost Losses		**-$156**

ان اعداد و شمار کے بعد وہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''شیڈول نمبر ا میں بیان کئے نفع و نقصان کے اعداد و شمار سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ معاشرتی نقصان اور نفع کی نسبت 190:34 ہے یعنی 1 نسبت 5.6 دیگر الفاظ میں نقصانات نفع سے 5.6 گنا زیادہ ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ قرآنی آیت کی تفسیر اعداد و شمار میں پیش کی گئی ہے۔

......امریکہ کے ایک مؤرخ John Fzel اپنی کتاب Fortunes Merry Wheel میں لکھتے ہیں:

''اگر تاریخ ہمیں کچھ سکھلاتی ہے تو 1300 قانونی لاٹری کے اڈوں کا مطالعہ یہ بتلاتا ہے کہ لوگوں نے ان کے ذریعے سے جو نقصانات اٹھائے ہیں وہ ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں اگر ان کا یہ نقصان مجموعی معاشرتی اثر کے رنگ میں دیکھا جائے''۔

(John Ezel: "Fortune's Merry Wheel" cited by William Geterson "What you should know about Gambling)

شراب و جوئے کے معاشرتی نقصانات

قرآنی آیت کا دوسرا حصہ یہ نتیجہ بیان کرتا ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے سے تمہارے درمیان بغض اور دشمنی پیدا کر دے۔ چنانچہ Kerby Anders نے اپنے مضمون Gambling میں لکھا ہے

'' جب لوگ قانونی جوئے میں حصہ لیتے ہیں تو جوئے کے معاشرتی نقصانات ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں لیکن بعد ازاں یہ نقصانات واضح ہو جاتے ہیں جب خاندان ٹوٹتے ہیں اور انفرادی زندگیاں متاثر ہوتی ہیں۔...... خاندان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور تنازعات کے نتائج میں طلاقیں اور دیوالیہ شامل ہیں۔

sydney اور oydenColo اپنی کتاب Mangolives When you gamble,you risk more than your money کے اختتام پر لکھتے ہیں'' جوئے کے اہلی زندگی پر خطرناک اثر میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے تیزابی اثرات سفید فام اور سیاہ فام نسلوں پر یکساں اثر انداز ہیں۔ (صفحہ 12)

شراب کے متعلق دیگر مذاہب کی تعلیمات

حضرت مسیح موعود کے اس شعر کا جس کا ذکر مضمون کے آغاز میں کیا گیا ہے دوسرا مصرعہ یوں ہے ع

نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

اس نکتہ معرفت کو سمجھنے کے لئے ہمیں چمنستان مذہب میں جانا ہوگا اور تمام مذاہب کا مطالعہ کرنا ہوگا تا کہ یہ ثابت ہو سکے کہ صرف قرآن کریم ہی وہ نخلستان ہے جہاں بہار ہمیشہ رہتی ہے اور دیگر مذاہب اس کے عشر عشیر کو بھی پیش نہیں کر سکتے اس نقطہ نظر سے آیئے اب مطالعہ مذاہب کریں۔

ہندو مذہب

ہندومت بہت قدیم مذہب ہے اس کی مقدس کتاب وید ہے جس کے چار حصص ہیں۔ رگ وید اور اتھروید میں شراب کے استعمال کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ دیوتاؤں کو خوش کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا۔ ذیل کے حوالہ جات ان حقائق پر روشنی ڈالتے ہیں

1۔ رگ وید میں درج ہے'' اے اشونی کمارو! پہاڑوں میں جنگلوں میں جنگلی جڑی بوٹیوں میں جو مدھو (شراب) ہے اس وقت (یعنی یگیہ کی تقریب پر) جو کشید کی جاتی ہے اس کا رس میرے اور آپ کے لئے ہو۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ 682)

بلور کے بنائے ہوئے دیوتا نیتر کی پوجا کے وقت اسے شراب سے غسل دیا جاتا ہے اور یہ منتر دہرایا جاتا ہے'' اے بلور کے بنے ہوئے نیتر آپ ہمارے مہمان ہو کر ہمارے گھر میں رہے گا اور ہم آپ کو گھی، شراب اور شہد اور میٹھے میٹھے اسی طرح کے کھانے دیتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ہماری بھلائی سوچتے رہا کریں جیسے باپ اپنی اولاد کے لئے بہتری سوچتا رہتا ہے۔''

(اتھروید کانڈ نمبر 15 منتر 26-27)

الغرض ہندو مذہب نے شراب کے استعمال کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ دیوتاؤں کی پوجا میں ان کو اہتمام سے پیش کیا۔

زرتشتی مذہب

اس مذہب میں بھی شراب مستحسن سمجھی گئی ہے۔ روایات کے مطابق حضرت زرتشتؑ کی پیدائش کے وقت ان کے والد کو فرشتے نے ایک گلاس میں شراب پیش کی چنانچہ اس مذہب کی مخصوص دعاؤں کے وقت قالین پر جو اشیاء چنی جاتی ہیں ان میں شراب اور اعلیٰ میوہ جات شامل ہیں اور مذہبی رسوم کے وقت شراب کا استعمال ضروری سمجھا جاتا ہے۔

بائبل میں شراب کا ذکر

بائبل میں شراب کا ذکر 237 مرتبہ آیا ہے 198 مرتبہ عہد نامہ قدیم میں اور 39 مرتبہ عہد نامہ جدید میں۔ان تمام بیانات میں ایک قدر مشترک نظر آتی ہے کہ شراب یقیناً پی جاسکتی ہے لیکن اس مقدار میں کہ پینے والا مدہوش نہ ہوجائے اگرچہ خود متعدد انبیاء کے بارہ میں مذکور ہے کہ وہ شراب کے نشے میں مدہوش ہوگئے اور اس وجہ سے ان سے بدیاں سرزد ہوئیں۔

الغرض چمنستان مذاہب میں ایک مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا جس نے شراب کی ممانعت کی ہو یا اس کی ممانعت کا کوئی فلسفہ بیان کیا ہو۔صرف دین حق ہی وہ حسین مذہب ہے جس نے شراب اور جوئے کو عمل شیطان قرار دیا ہے۔خدا کے رسول ﷺ نے اسے اُمُّ الْخَبَائِثْ قرار دیا اور اس کے جملہ استعمالات خرید و فروخت یا دیگر امور جو کسی طرح شراب کی تجارت سے متعلق ہوں سب کے سب ممنوع ہیں۔ مذاہب کے تفصیلی مطالعہ سے اس مصرعے کی عظمت اظہر من الشّمس ہوجاتی ہے۔ع

نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بوستاں ہے

اشتہارات

شان قرآن پاک

قرآن وہ کتاب ہے جس کا نہیں جواب
اس کی تجلیات سے اٹھتے ہیں سب حجاب
ہے نغمگی رچی ہوئی الفاظ میں اگر
معنوں میں اس کے مضطرب آہنگِ انقلاب
ہاں چھیڑتا ہے فطرتِ انساں کا ساز یہ
ہر آنکھ پر ہے کھولتا ہستی کا راز یہ
کیا دیکھے کوئی روشنی ام الکتاب کی
کہ جس میں آب و تاب ہے صد آفتاب کی
ہستی کے کارواں کو ہے بانگ رحیل یہ
توصیف کیا کرے کوئی حق کے رباب کی
آیا ہے آسماں سے یہ پیغام زندگی
نوع بشر کے واسطے ہے جام زندگی
اس کے نکات نو بہ نو کھلتے ہیں ہر زماں
ابلغ سطور اس کی ہیں مانند کہکشاں
سوتے ہیں اس سے پھوٹتے تازہ علوم کے
ایمان و معرفت کا ہے یہ چشمۂ رواں
قرآں محیط لاجرم سارے علوم پر
خورشید حاوی جس طرح ماہ و نجوم پر
اہل عرب کو ناز تھا اپنی زبان پر
جاں تک لڑا وہ دیتے تھے زور بیان پر
اک امتیازی شان تھی ان کے کلام میں
چھائے ہوئے تھے نطق سے سارے جہان پر
سوز کلام حق سے وہ ایسے بھسم ہوئے
غیروں کو کہتے تھے ''عجم'' وہ خود ''عجم'' ہوئے
یوں کھینچتا ہے نقشہ یہ غیب و حضور کا
جس میں نہیں ہے شائبہ عیب و قصور کا
''بالغیب'' سے پہنچاتا ہے ''حق الیقیں'' تلک
اعجاز کم نہیں ہے یہ قرآں کے نور کا
مضطر اگر یہ کہتا ہے میرے مجیب سن!
اس کی صدا بھی آتی ہے ''انی قریب'' سن!
تکمیل دین حق یہی، بنیاد بھی یہی
آئندہ دور کا مگر مناد بھی یہی
ہیبت زدہ دجال ہے گر اس کے سامنے
یاجوج اور ماجوج کا صیاد بھی یہی
تجدید دین حق کا سب ساماں اسی میں ہے
نوع بشر کے درد کا درماں اسی میں ہے
اترا یہ نور، نور پر مبدائے نور سے
ہے نسبتِ اولیٰ جسے جلوۂ طُور سے
وہ طُور کی تجلی بھی مدغم اسی میں ہے
کہ چاند کچھ جدا نہیں سورج کے نور سے
یہ آفتاب ہے صراطِ مستقیم کا
یہ جلوۂ عظیم ہے رب کریم کا

عبدالسلام اسلام

اشتہارات

محترم شیخ عبدالقادر صاحب

قوم عاد کے آثار اور قرآنی سچائی

مستشرقین اعتراض کرتے ہیں کہ عاد ایک افسانوی قوم ہے۔ نہ اس کا بائبل میں ذکر ہے نہ کتبات بابل میں۔ عرب وحجاز کے آثار قدیمہ میں بھی اس قوم کا ذکر مفقود ہے۔ جرمن مستشرق ولہاسن نے اس اعتراض کو بڑے وثوق سے پیش کیا ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں تفصیل ملاحظہ ہو)

افسوس کہ اس باب میں معترضین ولہاسن کی نقل ہی کرتے رہے۔ گزشتہ نصف صدی کے اکتشافات اثریہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور نہ بائبل میں عاد کا ذکر مل جاتا اور کتبات بابل میں بھی چشم بینا کی ضرورت ہے۔ کاش کوئی دیکھے اور پھر بات کرے۔ یہ تحقیق اس مختصر نوٹ میں سما نہیں سکتی۔ صرف اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔

....

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد کا گہوارہ عرب کے احقاف تھے۔ قرآن حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احقاف عرب زمانہ عاد میں آج کی طرح محض لق و دق صحرا نہیں تھے بلکہ ان میں خوشنما وادیاں بھی تھیں جن میں چشمے جاری تھے۔ سرسبز و شاداب قطعات بھی تھے۔ یہاں سے عاد کی ایک شاخ ''ارم نہرین'' یعنی دوآبہ دجلہ وفرات میں آ بسی۔ احقاف عرب کے عاد ''عادالاولیٰ'' کہلائے اور عراق کے عادؔ ''ارم ذات العمادؔ'' تھے۔ یعنی ارم میں بسنے والے اور مینار ہائے بابل بنانے والے عاد۔ پھر کچھ ایسی افتاد پڑی کہ یہ قوم تباہ و برباد ہوگئی۔ ان کے آخری پیغمبر حضرت ہودؑ تھے جو کہ احقاف میں مبعوث ہوئے۔ عادم ارم بھی اپنی سرکشی اور فساد فی الارض کے باعث نیست و نابود ہوگئے جنوبی عرب کے احقاف میں سات راتیں اور آٹھ دن کے مسلسل طوفان ریگ میں یہ قوم دب کر رہ گئی۔ اس طرح عاد کی وادیاں ریت سے اٹ گئیں۔ فرمایا کہ ان کا ہر نشان مٹ گیا صرف ان کے اجڑے دیار باقی رہ گئے۔

....

تورات میں حضرت نوحؑ کے والد کے متعلق لکھا ہے:۔

''لمک دو عورتیں بیاہ لایا ایک کا نام عدہ (یا عادہ) تھا۔ اس سے یابل پیدا ہوا وہ ان کا باپ تھا۔ جو خیموں میں رہتے اور جانور پالتے ہیں۔''

(پیدائش 19-4/20)

گویا ریگستان عرب کے خیمہ نشین عادہ کی اولاد تھے۔ اس نسبت سے اگر وہ عاد کہلائے ہوں تو کونسا مشتبہ امر ہے؟ پھر تورات میں جنوبی عرب کے بنو یقطان کے ایک بزرگ کا نام ھدورام ہے (پیدائش 10/27) اس سے کیوں نہ ارم قبیلہ کے ہود مراد لئے جائیں جو کہ پیغمبر عاد تھے اس طرح عاد اور ہود دونوں کا ذکر مل جاتا ہے۔

....

تورات میں اکّاد اور ان کے بادشاہ نمرود کا ذکر ہے۔ (پیدائش 8-10/11) قرآن حکیم نے جس قوم کو عاد کہا ہے تورات نے اسے اکّاد کہا ہے۔ اکّاد طوفان نوح کے بعد ایک عظیم الشان قوم ہوگزری ہے۔

اکّاد نام کی وجہ تسمیہ ایک معمہّ ہے جو کہ قرآن حکیم کی راہنمائی کے بغیر حل نہیں ہوسکتا۔ قرآن مجید میں حضرت ہود کو ''اخا عادؔ'' کہا گیا ہے۔ میں بتا چکا ہوں کہ عاد کی دو شاخیں تھیں۔ احقاف عرب میں بسنے والے عاد، جو کہ عاد الاولیٰ کہلاتے تھے اور ''عاد ارم ذات العمادؔ'' یعنی عراق میں بسنے والے عاد بابل کے عاد اکّاد کہلائے۔ کتبات بابل میں ان کا یہ نام بہ تکرار آیا ہے۔ اکّاد دراصل ''اخا عادؔ'' ہے یعنی اخوت عاد سے تعلق رکھنے والے لوگ۔ عاد اور اخا عاد ایک ہی قوم کی دو شاخیں تھیں۔ اکّاد نام طوفان نوحؑ کے بعد کے کتبات میں مسلسل ہمیں ملتا ہے۔ یہ نام آج تک ایک معمہ تھا۔ قرآن حکیم کے ایک اشارہ نے اسے حل کر دیا۔ نمرا ویا نمرود، اکّادیوں کے بادشاہ کا خطاب تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ اس نام کا پہلا حصہ تو 'نمر' ہے جس کے معنے چیتا کے ہیں۔ چیتا یا شیر بابلی بادشاہ کا نشان تھا۔ دوسرے حصہ کی عقدہ کشائی ابھی تک نہیں ہوسکی۔ اسے کیوں نہ نمر عاد کا مخفف سمجھا جائے؟ یعنی عاد قوم کا چیتا یا شیر۔ سارگون کو شیر کے روپ میں پیش کیا جاتا تھا جو کہ قوم اکّاد کا فرمانروا تھا گویا سارگون وہ عظیم بادشاہ ہے جسے نمر عاد یا نمرود کہا گیا۔

....

کتبات بابل میں عاد کا بہ تکرار ذکر ہے لیکن اس خطاب کو سمجھا نہیں گیا۔ اسے کوئی اور لفظ بتایا گیا۔ اس کا ترجمہ حروف میں حسب منشاء ترمیم کرنے کے بعد ''باپ'' کر دیا گیا۔ اب علمائے اثریات کی آنکھوں سے پٹی اتری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم غلط ترجمہ کرتے رہے اس خطاب کو علی حالہٖ قائم رکھنا چاہئے۔ لیکن اس نام کا استعمال کیوں ہوا؟ فرماتے ہیں یہ ایک معمہ ہے ہم حل کرنے سے قاصر ہیں۔

حال ہی میں ایک بابلی کتبہ (جو کہ سمیرین زبان میں ہے) شائع ہوا ہے سموئیل نوحا کریمر ماہر آثار بابلی نے امریکن اورنٹیل سوسائٹی کے جرنل میں اس کتبہ کا ترجمہ پیش کیا۔ کتبہ میں ایک فقرہ کا بار بار اعادہ ہے۔ فقرہ یہ ہے:۔

''عادا خداوند۔ عادا،
شہزادہ۔ عادا باشاہ''۔

ada (عادا) کے لفظ کے نیچے یہ نوٹ دیا گیا:۔

(۔)

(ترجمہ) آدا (یا عادا) ایک معمہ ہے اس سے قبل کچھ ترمیم کے بعد اس کا ترجمہ ''باپ'' کیا جاتا رہا۔ اس کے لئے حرف دال کا اضافہ کیا گیا اور اسے ''آد۔دا'' پڑھا گیا۔ لیکن مجھے بہت سے سکالرز نے بتایا ہے کہ یہ ترجمہ کلیۃً غلط ہے اس لئے میں نے اس امر کو ترجیح دی ہے کہ جب تک یہ معمہ حل نہیں ہو جاتا۔ اسے بلا ترجمہ ہی لکھا جائے۔

(1988 P,109 Notes)

آیئے قرآن حکیم کی راہنمائی میں اس معمہ کو حل کریں۔ سمیری رسم الخط میں عین اور الف میں کوئی تمیز نہیں تھی۔ علماء آدا کو الف سے پڑھتے ہیں۔ عین سے پڑھئے تو بات صاف ہے۔ یہ لفظ دراصل عادا ہے۔ بابلی زبان میں الفاظ کے آگے حرف علت الف عام طور پر زائد ہوتا ہے اصل لفظ عاد ہے۔ یہ اسم معرفہ ہے اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

طوفان نوح کے بعد عاد قوم کا طوطی ایک ہزار سال تک بولتا رہا۔ اس قوم کے لوگ آقا بھی تھے۔ شہزادہ اور بادشاہ بھی۔ اس لئے ''عاد خداوند۔ عاد شہزادہ، عاد بادشاہ'' کا اعادہ ہوا۔ اس سے بہتر اور کوئی تشریح نہیں ہوسکتی۔ بابلی بادشاہوں کے ناموں کے ساتھ بھی عاد کا لفظ ہم پاتے ہیں۔ مثلاً سمشی عادو۔ یسمہ عادو۔ عادرسی۔ عادر پا وغیرہ شب عاد مشہور سمیری ملکہ تھی۔

(Ancient Iraq by Georges Roux
P.173, 176, 218, 423)

کتبات بابل کی یہ شہادت ہمیں بتاتی ہے کہ قوم عاد کا ذکر آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے مشرق وسطی کی ہر محفل میں تھا۔ یہ قوم زبان حال سے پکار رہی ہے۔ ع

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

قرآن حکیم کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہوگا؟ آثار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہی قوم ''اِرم ذات العمادؔ'' بھی تھی۔ کتبات عراق میں اکادیوں کو اراموکہا گیا ان کے شہر ارامی کا بھی ذکر ہے۔

(ملاحظہ ہو جارج روکس کی کتاب قدیم عراق (ص 247)

....

کتبات آشوری میں اندرونی صحرائے عرب کو عادو۔ امّاتُو کہا گیا۔ تورات میں اموۃ عرب کے بدوی قبائل کا نام ہے۔ عادو۔ امّاتُو کے معنے بدوی عاد قبائل کے ہیں۔

رے منڈ فلپ ڈوغرٹی کے ایک حوالہ سے ظاہر ہے کہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں بھی عاد کے بچے کھچے قبائل اندرون عرب میں آباد تھے۔ ان کا ذکر اس زمانہ کے کتبات مسیحی میں ہوا ہے

(The sea land of Ancient Arabia by R. P.Douglerty p.71 and note 224,225)

اور بھی بہت سے شواہد قوم عاد کا پتہ دے رہے ہیں۔ صحرائے عرب میں جہاں آج زندگی کے آثار مفقود ہیں۔ عادیات (مساکن عاد) کا ملنا ثبوت ہے اس امر کا کہ یہاں زندگی کا قافلہ رواں دواں تھا اور کبھی یہ علاقہ بھی سرسبز وشاداب تھا۔

جیمس مونٹ گمری نے اپنی کتاب ''اریبیا اینڈ بائیبل'' میں ثابت کیا ہے کہ قوم عاد ایک حقیقت ثابتہ ہے عصر عاد میں احقاف عرب میں وافر پانی موجود تھا۔ وادیاں اور سرسبز قطعات بھی تھے۔ احقاف عرب میں جہاں آج زندگی بسر کرنا محال ہے آبادیوں کے کھنڈر ملتے ہیں جو کسی زبردست قوم کے ''نقش پا'' کی غمازی کرتے ہیں۔

حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:۔

''اس آیت سے خیال پڑتا ہے کہ ابھی زیر خاک ان کے آثار باقی ہیں تبھی تو فرمایا کہ (۔) (تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھے گا گویا وہ کھجور کے گرے ہوئے درخت ہیں) اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احقاف اس علاقہ کا نام اس تباہی کے بعد پڑا کیونکہ آندھی کے سبب شہر ریت کے تودوں میں دب گئے اور علاقہ میں ٹیلے ہی ٹیلے نظر آنے لگے (تفسیر کبیر ہود

اشتہارات

آیت :51) احقاف........... کے معنے ریت کے اونچے ٹیلے کے ہوتے ہیں۔ یہ نام اس قوم کے انجام کی وجہ سے رکھا گیا ہے ورنہ پہلے تو وہ سرسبز زمین میں رہتے تھے‘‘

(تفسیر صغیر احقاف آیت 22)

(الفضل سالانہ نمبر 1969ء)

بعض سورتوں کے فضائل

قرآن عظیم:

حضرت رافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا:۔

کیا میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورۃ نہ سکھاؤں جب ہم باہر نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا یہ سورۃ فاتحہ ہے۔ یہ سبع مثانی ہے اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ الکتاب حدیث نمبر:4622)

آیت الکرسی۔علم کا خزانہ:

حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اے ابوالمنذر کیا تو جانتا ہے کہ جتنا قرآن تجھے یاد ہے اس میں سب سے عظیم آیت کون سی ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت ؐ نے دوبارہ یہی پوچھا تو میں نے کہا آیت الکرسی۔اس پر آنحضرت ؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابوالمنذر علم تجھے مبارک ہو۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل آیت الکرسی حدیث نمبر1343)

آیت الکرسی کی برکات:

حضرت ابوہریرہ ؓ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

جب تو رات کو بستر پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ اللہ کی طرف سے تیرے لئے ایک حفاظت کرنے والا مقرر کیا جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔

(صحیح بخاری کتاب الوکالہ باب اذا وکل رجلا فترک الوکیل)

قرآنی آیات کی سردار:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کا کوہان سورہ البقرہ ہے۔اور اس میں ایک آیت قرآن کریم کی تمام آیات کی سردار ہے اور وہ آیت الکرسی ہے

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فی فضل سورہ بقرہ حدیث نمبر2802)

حفاظت الٰہی کا نسخہ:

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت سورۃ مومن کی ابتدائی آیات اور آیت الکرسی تلاوت کی تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے ان کی تلاوت شام کے وقت کی اس کی صبح تک حفاظت کی جائے گی۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرہ حدیث نمبر2803)

دو بے مثل نور:

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔

آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ سے قبل کبھی کسی کو نہیں دیئے گئے۔ یہ نور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں۔اس کا جو حرف بھی آپ پڑھیں گے وہ نور آپ کو دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل الفاتحہ حدیث نمبر:1339)

قرآن کریم کا بہترین حصہ:

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک سفر میں تھے جب آپ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک شخص سے فرمایا کیا میں تمہیں قرآن کے سب سے افضل حصہ کے بارہ میں نہ بتاؤں پھر آپ ؐ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔

(مستدرک حاکم کتاب فضائل القرآن جلد1 صفحہ 747 حدیث نمبر:2056)

دو بادل:

حضرت ابو امامہ باہلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا زہراوین یعنی سورۃ البقرہ اور آل عمران کو پڑھو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے دو بادل ہوں یا سائبان ہوں یا گویا وہ دونوں قطاروں میں اڑنے والے پرندوں کی دوٹولیاں ہیں۔ جو اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی۔

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل قراءۃ القرآن حدیث نمبر:1337)

جامع ذکر:

حضرت عبداللہ بن خبیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔تم سورۃ اخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام تین بار پڑھا کرو۔ یہ ذکر تجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دے گا یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری تمام ضرورتوں کا متکفل ہو جائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب مایقول اذا اصبح حدیث نمبر4419)

اشتہارات

ماخوذ

محمد شہاب الدین ندوی

اکیسویں صدی کا جہاد قرآن حکیم کے ذریعہ سے

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک کے مئی 2001ء کے شمارہ میں مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب نے ایک طویل مقالہ بعنوان ’’اکیسویں صدی کا جہاد قرآن حکیم کے ذریعہ سے‘‘ سپردقلم کیا۔ اس کے منتخب حصے مقالہ نگار کے الفاظ میں ہی پیش خدمت ہیں۔

جہاد کے بارے میں غیر تو غیر خود اپنوں کے درمیان بھی بہت سے شبہات پائے جاتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے دوری یا لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ تو محض جہاد کا نام ہی سن کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں اور اس کے نام ہی سے ایک مہیب اور ہیبت ناک شکل ذہن میں آتی ہے۔ کیونکہ عمومی طور پر ’’جہاد‘‘ کو تلوار اٹھانے اور ’’خون بہانے‘‘ کے مترادف تصور کرلیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مخالفین اسلام اور خاص کر مستشرقین نے اسلام کی تصویر بگاڑ کر پیش کی ہے اور مشہور کر دیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسی بناء پر آج اسلام کو ایک ’’جنگجو‘‘ مذہب قرار دیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا بے بنیاد پروپیگنڈہ اسلامی نظام حیات سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔

اسلام میں جہاد کی حقیقت

جہاد کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دین کی راہ میں جدوجہد کرنے کا نام ہے۔ چنانچہ لفظ ’’جہاد‘‘ کے لغوی معنی ہیں۔ کسی چیز کی مدافعت میں اپنی وسعت و طاقت صرف کرنا‘‘۔ (مجم الفاظ القرآن)

جہاد کے دو بازو ہیں: اس کا ایک بازو ہے اسلام کی پُرامن تبلیغ اور دلیل واستدلال کے ذریعہ اسلامی نظام حیات کی خوبیاں بیان کرکے لوگوں کو دین کی طرف بلانا اور اس کا دوسرا بازو ہے جب اسلامی معاشرے کو اندرونی یا بیرونی ’’خطرات‘‘ کا سامنا ہو تو دین کی مدافعت کی غرض سے فتنہ وفساد کی روک تھام بذریعہ قوت کرنا تاکہ اس کے نتیجہ میں معاشرتی وتمدنی نقطہ نظر سے امن وامان قائم ہو۔ اس لحاظ سے جہاد کے دو مصداق ہوئے ایک پُرامن تبلیغ اور دوسرے فتنہ و فساد کی روک تھام یا ’’مدافعانہ جنگ‘‘ اور اہل اسلام کو حکم ہے کہ وہ جہاد کی پہلی شکل کو ہر حال میں جاری رکھیں۔ تاکہ دنیا اسلامی نظام حیات کی خوبیوں کا نظارہ کرکے اس کی آغوش میں آسکے یہی اصل جہاد ہے جو مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا ہے۔

اس اعتبار سے جہاد کے اصل مفہوم میں ہتھیار اٹھانا یا خون بہانا شامل نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت ثانوی یا دوسرے نمبر پر ہے جبکہ اسلام اور اہل اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے اور وہ بیرونی طاقتوں کے نرغے میں آجائیں۔ تب وہ اپنی مدافعت میں ہتھیار اٹھا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں اہل اسلام کو حکم ہے کہ اس حالت میں بھی وہ اپنے دشمن پر زیادتی نہ کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

’’تم اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ مگر اس معاملے میں زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

(البقرۃ:190)

سماجی برائیوں کے خلاف جہاد

فتنہ وفساد کی دو قسمیں ہیں (1) سماجی یا اخلاقی برائیاں اور ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی وغیرہ (2) سیاسی وفوجی خطرات جو بیرونی قوتوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث لاحق ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ اندرونی و بیرونی دونوں قسم کے فتنوں کا سدباب کرکے اسلامی معاشرے کو مضبوط بنانا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ جو قوم اخلاقی وسماجی برائیوں میں مبتلا ہو جائے وہ بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتی اور جب تک بیرونی قوتوں کا مقابلہ نہ کیا جائے اسلامی معاشرے کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہٰذا یہ دوطرفہ جنگ جیتنے کے لئے مسلم قوموں کو اندرونی برائیوں اور جھگڑوں کو بھی مٹا کر معاشرے میں ہر طرح سے امن و امان قائم کرنا ضروری ہے۔

اس لحاظ سے جہاد کا تعلق معاشرتی برائیوں اور باہمی ظلم وجور سے بھی بہت گہرا ہے اسی وجہ سے ایک حدیث میں سماجی برائیوں (منکرات) کو روکنا ہر مسلمان کا ایک قومی وشرعی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ (مسلم) اور جہاں پر اسلامی حکومت قائم ہو اس کے خصوصی فرائض میں ’’معروف‘‘ کی ترویج واشاعت اور ’’منکرات‘‘ کی روک تھام بھی ہے۔ (حج:41)

اس لحاظ سے جہاد کسی قوم یا ملک کے خلاف کوئی ’’جارحانہ‘‘ کارروائی یا بلاوجہ ’’خون ریزی‘‘ کرنا نہیں بلکہ ’’معروف‘‘ کی اشاعت اور ’’منکرات‘‘ کی روک تھام کرکے مخلوق خدا کو راحت پہنچانا ہے۔ کیونکہ پوری دنیا اللہ کا کنبہ ہے جسے شر وفساد سے پاک کرنا ضروری ہے اور اس اعتبار سے جہاد کا ’’نشانہ‘‘ اقوام یا افراد نہیں بلکہ کفر والحاد اور ان کی فتنہ انگیزیاں ہیں جو اقوام عالم کے عادات واطوار بگاڑ کر انہیں نرا حیوان بنا دینا چاہتی ہیں اور ان بے خدا نظاموں نے آج پوری دنیا کو ایک جہنم کدہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ لہٰذا ان فتنوں کے خلاف سینہ سپر ہو جانا موجودہ دور کا سب سے بڑا جہاد ہے۔

موجودہ دور کے یہ سماجی وتمدنی فتنے چونکہ الحاد لادینیت یا بے خدا تہذیب کا لازمی نتیجہ ہیں لہٰذا ان الحادی فتنوں کے خاتمے کے لئے سب سے پہلے فکری و نظریاتی حیثیت سے ان الحادی نظریات اور ان کے نظاموں پر تیشہ چلانا ضروری ہے ورنہ ان کا زور ٹوٹ نہیں سکتا۔ ظاہر ہے کہ محض ڈالیوں کو چھانٹ دینے سے دوبارہ شاخیں پھوٹ سکتی ہیں۔ لہٰذا ان نظاموں کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکنا ضروری ہے اور اس مقصد کے لئے عقلی دلائل کی بنیاد پر ایک جوابی فلسفہ تیار کرکے ان الحادی نظاموں کا خاتمہ کرنا اور عملی میدان میں انہیں شکست دینا ضروری ہے۔

اس لحاظ سے جہاں تک سماجی برائیوں اور تمدنی رخنوں کا تعلق ہے تو ایک مشہور حدیث ہے کہ تم میں سے کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے اس کی مذمت کرے۔ یہ خطاب افراد امت سے بھی ہے اور مسلم حکومتوں سے بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ان دو زریں اصولوں کے مطابق کسی برائی کو روکنے کے لئے پہلے نمبر پر ’’قوت‘‘ کی ضرورت ہے اگر مسلمان اتنی قوت رکھتے ہوں تو وہ ایسا ضرور کرسکتے ہیں اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر زبان یا قلم کے ذریعہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر انسانی واخلاقی اقتدار کی بحالی کے لئے علم جہاد بلند کرسکتے ہیں۔ چنانچہ آج لٹریچر اور میڈیا کا زمانہ ہے۔ اس لئے اس میدان میں آج مسلمانوں کو ’’لٹریری جہاد‘‘ کی تیاری کرنی چاہئے اور یہ مسلمانوں کا ایک دینی وشرعی فریضہ ہے جسے کسی بھی طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

قرآنی ہدایت اور اس کے دلائل

اب جہاں تک فکری واعتقادی شر وفساد کو ختم کرنے کا تعلق ہے تو وہ پُرامن تبلیغ کے ذریعہ اسلامی نظام حیات برپا کرنا اور اللہ کے احکام کو بندوں پر نافذ کرنا ہے اور اس راہ میں کسی پر ظلم وزیادتی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہے‘‘

(البقرۃ:256)

یہ دعوتی جہاد ہے جسے حدیث نبوی میں ’’قولی جہاد‘‘ کہا گیا ہے اور اس کی تفصیل آگے آرہی ہے یہ دعوتی یا قولی جہاد چونکہ اسلام کا دائرہ بڑھانے کی غرض سے ہے تاکہ اس کے ذریعہ کفر والحاد کا خاتمہ ہوسکے۔ اس لئے اس کا انداز نوع انسانی کو متاثر کرنے والا ہونا چاہئے۔ کیونکہ پوری نوع انسانی اسلام کی نظر میں ’’امت دعوت‘‘ ہے اور مسلمان شرعاً پوری نوع انسانی کے لئے داعی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اسلام کا پیغام بھی دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد باری ہے: ’’کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں‘‘۔

(اعراف:158)

اس لحاظ سے نوع انسانی کو اسلام کی خوبیوں، اس کے عقلی محاسن اور اس کے علمی دلائل کے ذریعہ متاثر کرنا ہے، کیونکہ مجرد وعظ ونصیحت موجودہ دور کے لئے کارگر نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے قرآن عظیم کو ہر قسم کے علمی و عقلی دلائل سے مزین کر دیا گیا ہے تاکہ وہ نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کا باعث بن سکے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ’’یہ قرآن (دنیا کے) تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے اس میں ہدایت کے واضح دلائل موجود ہیں اور وہ حق وباطل میں تمیز کرنے والا ہے۔

(البقرۃ:185)

سب سے بڑا جہاد قرآن کے ذریعہ

بہرحال حاملین قرآن کو کتاب الٰہی میں مذکور انہی تمام علمی وعقلی دلائل کے ذریعہ اسلام کی دعوت دینے کی تاکید کی گئی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ خالق عالم ہونے کی حیثیت سے قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ’’عقلیت‘‘ اور ذہنیت سے بخوبی واقف ہے اس لئے اس نے اپنی کتاب حکمت میں ہر دور کی ’’ضرورت‘‘ کے مطابق ہر قسم کے دلائل و براہین رکھ دیئے ہیں جن کے ذریعہ عالم انسانی کے غلط افکار ونظریات اور اس کے بے بنیاد فلسفوں کا توڑ ہوسکتا ہو اب یہ حاملین قرآن یا علمائے اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صحیفہ حکمت میں غور وخوض کرکے ہر دور کی ذہنیت کے مطابق ان دلائل کو منظر عام پر لائیں اور یہ حاملین قرآن کے ذمہ ایک شرعی فریضہ ہے اور اسی طریقہ دعوت کو قرآن عظیم میں ’’بڑا جہاد‘‘ کہا گیا ہے۔

قرآن عظیم ایک عالمگیر صحیفہ ہے جو دنیا کے تمام انسانوں کو بیدار کرنے کی غرض سے نازل کیا گیا ہے اسی بناء پر اس میں ہر دور کے لحاظ سے دلائل ہدایت یا دلائل ربوبیت مذکور ہیں انہی دلائل کے ذریعہ عالم انسانی راہ راست پر آسکتا ہے۔ لہٰذا ان خدائی دلائل کو اجاگر کرکے عالم انسانی کی ہدایت ورہنمائی کا سامان فراہم کرنا خود قرآن عظیم کی تصریح کے مطابق بہت بڑا جہاد یا سب سے بڑا جہاد ہے اور یہ فریضہ رسول اکرم ﷺ کے توسط سے دنیا کے تمام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔

ان تصریحات سے بخوبی واضح ہوگیا ہے کہ قرآن عظیم کیا ہے اور کس پایہ کی کتاب ہے مگر اس کے باوجود اگر ہم نے اس صحیفہ حکمت میں غور وفکر کرکے نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی کرنا چھوڑ دیا ہے تو اس میں قصور کس کا ہے؟ قرآن عظیم تو سارے جہاں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے مگر حاملین اسے محض ’’کتاب تلاوت‘‘ سمجھ کر بے سوچے سمجھے اسے رٹنے اور اس کے ’’فضائل‘‘ بیان کرنے ہی میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ طرز عمل نہ صرف کتاب الٰہی پر زیادتی ہے بلکہ اس طرز عمل کے ذریعہ نوع انسانی کی گمراہیوں میں مزید اضافہ کرنا بھی ہے اور اس کے ذمہ دار خود مسلمان ہیں۔

قرآنی دلائل اور الحادی فلسفے

آج سائنسی علوم اور جدید فلسفوں کا دور ہے اور

اشتہارات

فکری و نظریاتی اعتبار سے یہ علوم آج نوع انسانی کے اذہان پر چھائے ہوئے ہیں جن کی بنیاد الحاد و لادینیت پر ہے اس اعتبار سے آج الحاد و لادینیت کے جراثیم کو ان علوم سے نکال باہر کرنا وقت کا سب سے بڑا جہاد ہے اور یہ جہاد آج قرآن عظیم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہی کامیاب ہوسکتا ہے اور یہ علمی و استدلالی جہاد جس کا خاکہ و نقشہ اس کتاب عظیم میں مذکورہ ہے۔

لہٰذا آج مسلمانوں پر یہ فریضہ شرعاً عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کے اس علم کے ذریعہ موجودہ دور کے سب سے بڑے جہاد کے لئے تیار ہو جائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کتاب الٰہی علمی حقائق و معارف سے لبریز ایک انوکھا اور حیرت انگیز صحیفہ ہے اور اس بناء پر وہ آج بھی تر و تازہ اور پوری نوع انسانی کے لئے راہ ہدایت ہے اور اس بناء پر آج مادیت کی ماری ہوئی انسانیت کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

اس بحث سے یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ اسلام ایک خالص عقلی اور سائنٹفک مذہب ہے جو دلیل کی زبان پر گفتگو کرتے ہوئے لوگوں کو غور و فکر کرنے اور اپنے رویہ کو سوچ بچار کے ذریعہ بدلنے کی دعوت دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ زور زبردستی کا قائل نہیں بلکہ اس کا سخت مخالف ہے کیونکہ دلیل و استدلال اور زور زبردستی دونوں ایک دوسرے کی ضد اور باہم متعارض ہیں اور یہ طریقہ دعوت مذہب میں ایک انوکھی اور نرالی چیز ہے۔ تاکہ اسلام کی ترقی خالص فطری اور عقلی بنیاد پر عمل میں آسکے۔

آغاز اسلام کا جہاد

اوپر جہاد کی دو قسموں پر روشنی ڈالی گئی ہے: اول یہ کہ دنیا سے اخلاقی و سماجی برائیوں اور تہذیبی و تمدنی شر و فساد کا استیصال کرنا اور دوم یہ کہ اسلامی اقدار حیات کی ترویج و اشاعت کرنا ان دو قسم کے جہادوں سے دنیا میں فکری و اعتقادی اور معاشرتی و تمدنی نقطہ نظر سے عالم انسانی کو نہ صرف دنیا میں امن و امان اور چین و سکون حاصل ہوسکتا ہے بلکہ وہ اسلام کی آغوش میں آکر آخرت کی زندگی میں بھی نجات حاصل کرسکتا ہے جو دلائل و براہین کی رو سے ایک یقینی چیز ہے اسی وجہ سے اسلام انسان کے سامنے خدائی نظام حیات کا ایک پورا اور جامع فلسفہ پیش کرتا ہے۔ غرض اسلام چونکہ دنیا کے تمام انسانوں کو راہ نجات دکھانے کا دعویدار ہے اس لئے وہ ہر ممکن طریقے سے انہیں صراط مستقیم یا خدا کے راستے پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔ اسی غرض سے اس نے جہاد کا حکم دیا ہے۔ آغاز اسلام میں جو جنگیں ہوئیں وہ اسی فکر و فلسفے کے تحت ظہور پذیر ہوئی تھیں جو اس دور کے لئے ایک موزوں طریقہ کار تھا کیونکہ اس دور میں لٹریچر اور میڈیا (ذرائع ابلاغ) کا رواج نہیں تھا۔ لہٰذا دور قدیم میں اقوام عالم کو اسلامی نظام حیات اور اس کی برکتوں سے روشناس کرانے اور دنیا سے ظلم و عدوان کو مٹانے کا وہی ایک واحد طریقہ تھا جسے آغاز اسلام میں اپنایا گیا۔ چنانچہ اس دور میں اسلام جن جن ممالک میں بھی داخل ہوا وہاں کی رعایا اسے دل سے چاہنے لگی اور اکثر مقامات پر تو اس نے اپنی حکومتوں کے خلاف اہل اسلام کا ساتھ دیا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے اس موقع پر زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

اسلام میں جہاد کی قسمیں

جہاد کی کامیابی کے لئے چونکہ مال کی بھی ضرورت پڑتی ہے خواہ وہ فتنہ و فساد کو مٹانے کے سلسلے میں ہتھیار کے ذریعہ ہو یا اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے اسلامی لٹریچر پھیلانے کی غرض سے۔ اس لئے اسلام نے اس راہ میں مالداروں کو بھی اس جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دی ہے اور انہیں مال خرچ کرنے پر ابھارتے ہوئے اس عمل کو بھی جہاد قرار دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر کسی بھی قسم کا جہاد کامیاب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قرآن میں مذکور ہے۔

''اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت سے آگاہ کروں جو تم کو (آنے والے) دردناک عذاب سے نجات دے سکتی ہو؟ (تو وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم (اس حقیقت کو) جان سکو''۔ (صف:11,10)

اور ایک حدیث میں مذکور ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم کو مشرکین سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو۔ (ابوداؤد، نسائی، دارمی، مسند احمد)

اس اعتبار سے جہاد کی تین قسمیں ہوگئیں: مالی جہاد، بدنی جہاد اور قولی جہاد، مگر جہاد کی اصل قسمیں صرف دو ہی ہیں:۔

1۔ بدنی جہاد جو شر و فساد کو دور کرنے کے لئے ہاتھ یا ہتھیار کے ذریعہ کیا جائے جبکہ اس کی ضرورت پڑ جائے اسے عسکری جہاد بھی کہا جاسکتا ہے۔

2۔ قولی جہاد جو زبان سے کیا جائے اور یہ پُرامن تبلیغ کا نام ہے جو جہاد کی اصل روح کے مطابق ہے اس لئے اصل جہاد یہی ہے جو دعوت اسلامی کا دوسرا نام ہے اور اس کے لئے وہ تمام ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں جو اس کی کامیابی کے لئے ممکن ہو سکتے ہوں۔ آغاز اسلام میں لٹریچر کتب و رسائل کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے زبان کے ذریعہ تبلیغ کرنا ہی دعوت اسلام کا واحد ذریعہ تھا۔ مگر آجکل چونکہ نشر و اشاعت کے طور طریقے بدل گئے ہیں اس لئے اب اسلام کی دعوت کے لئے کتابوں یا لٹریچر وغیرہ پر زیادہ انحصار ہو گیا ہے۔

اس لحاظ سے ''جہاد بالقول'' پر قرآن اور حدیث دونوں متفق اللفظ ہیں۔ اس کو ہم موجودہ دور کے تقاضے کے مطابق علمی و قلمی جہاد بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ آج یہ اشاعت علم کا ایک مؤثر ترین ذریعہ بن گیا ہے۔

علمی جہاد کی فضیلت و اہمیت

غرض لفظ ''جہاد'' وسیع معنی پر دلالت کرتا ہے اور اس کا استعمال زیادہ تر ''دعوت اسلامی'' پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی ایک تعریف اس طرح کی گئی ہے۔ ''قرآن میں لفظ جہاد کا اکثر استعمال دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت اور اس کے دفاع میں بھرپور کوشش کرنے کے لئے ہوا ہے۔ واکثر ماورد الجہاد فی القرآن ورد مراداً بہ بذل الوسع فی نشر الدعوۃ الاسلامیۃ والدفاع عنھا (معجم الفاظ القرآن 1/226 مطبوعہ مصر) اور اس کی ایک دوسری تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے ''جہاد کافروں سے لڑنے کا نام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ قول یا فعل کے ذریعہ اس راہ میں پوری طاقت صرف کی جائے۔ (النھایۃ فی غریب الحدیث 319/1)

اس تعریف میں ''قول'' کی جو بات کہی گئی ہے وہ قولی یا علمی جہاد کا نام ہے اور ''فعل'' کی جو بات کہی گئی ہے وہ بدنی یا ہتھیار کے ذریعہ جہاد کرنا ہے اور یہ دوسرے قسم کا جہاد زیادہ تر دفاعی ضروریات کے لئے ہوتا ہے کہ جبکہ اسلامی معاشرہ یا دعوت اسلامی کو خطرہ پیدا ہو جائے اور اس قسم کا جہاد چونکہ کبھی کبھار ہی ہوسکتا ہے اس لئے قولی یا دعوتی یا علمی جہاد ہمیشہ جاری رہنا چاہئے اس لحاظ سے دین میں دعوتی جہاد کی بڑی اہمیت ہے اسی لئے بعض علماء نے علمی جہاد کو بدنی جہاد سے افضل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام جصاص رازی نے صراحت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ علمی جہاد اصل ہے اور بدنی جہاد اس کی ایک فرع ہے۔ اس اعتبار سے علمی جہاد افضل و اعلیٰ ہے۔ (دیکھئے احکام القرآن 19/3)

چنانچہ تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاد بمعنی جنگ و جدل یعنی جہاد عسکری مکی دور میں فرض نہیں تھا۔ بلکہ وہ مدنی دور میں فرض ہوا اور مکی دور میں جو جہاد فرض تھا وہ جہاد کی پہلی شکل یعنی قولی یا ''دعوتی جہاد'' تھا جو پُرامن تبلیغ کا نام ہے کیونکہ مکی دور میں مسلمان مغلوب تھے اور اس بناء پر وہ جہاد کی دوسری شکل (عسکری جہاد) پر عمل کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے لہٰذا ہر دور کے مسلمانوں کے لئے یہ دو نمونے ہیں کہ وہ ہر دور کے احوال و کوائف کے مطابق جو جہاد وقت کے لحاظ سے مناسب ہو اس پر عمل کر کے اپنا شرعی فریضہ ادا کرتے رہیں۔ اس اعتبار سے مسلمانوں کو جہاد سے منہ موڑنے کا کوئی موقع نہیں ہے خواہ وہ کتنی ہی بے سروسامانی کے عالم میں ہوں ان کے لئے ضروری ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم میں اپنے وسائل کے مطابق اس فریضے کو انجام دیتے رہیں کسی بھی حال میں انہیں مایوس ہو کر ہاتھ دھرے بیٹھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی راہ میں کام کرنے والوں کے لئے اپنے راستے کھول دے گا۔ ''جن لوگوں نے ہمارے راستے میں جہاد کیا تو ہم ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیں گے۔ اللہ یقیناً صحیح طریقے سے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ (عنکبوت:69)

علمی جہاد کی یہ فضیلت و اہمیت اس بناء پر ہے کیونکہ یہ دعوت اسلامی کا فطری و عقلی طریقہ ہے جو بغیر کسی خون خرابے کے دلیل و استدلال کی بنیاد پر ظہور پذیر ہوتا ہے اسی بناء پر احادیث میں جہاد کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے ایمان کے بعد سب سے بڑا عمل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اس پر پوچھا پھر اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری 41/2 مسلم 88/1)

ایک اور موقع پر رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ''اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے''۔ (ایضاً 314/5)

جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ یا اللہ کی بات کو اونچا کرنا ہے خواہ وہ علمی جہاد ہو یا عسکری جہاد۔

مالی جہاد کی اہمیت

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا اصل جہاد قولی اور بدنی جہاد ہی ہے مگر چونکہ اس میں کوئی بھی جہاد بغیر مالی وسائل کے کامیاب نہیں ہوسکتا اس لئے اس راہ میں مال و دولت خرچ کرنے کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ چنانچہ قرآن اور حدیث میں ''مالوں'' کے ذریعہ جہاد کرنے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ مثال کے طور پر فرمان الٰہی ہے۔

''سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور (اس میں) کسی قسم کا شبہ نہ کیا پھر انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ (اپنے قول میں) سچے ہیں''۔ (حجرات:15)

مالی جہاد کی اس قدر اہمیت ہے کہ اگر اس راہ میں حسب ضرورت خرچ نہ کیا گیا تو اس کی وجہ سے اہل اسلام پر تباہی آسکتی ہے اسی بناء پر ارشاد الٰہی ہے:

اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (بلکہ اس راہ میں) حسن سلوک سے کام کرو۔ کیونکہ اللہ حسن سلوک سے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (بقرۃ:195)

ایک اور موقعہ پر خدا کا فرمان ہے:۔

''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جس نے سات بالیاں اگائی ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہتا ہے (اجر و ثواب) بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے''۔ (بقرۃ:261)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا شخص افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ مومن جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کرتا ہے۔ (بخاری 201/3)

ایک دوسری حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مومن وہ ہے) جس نے اپنے نفس اور

مال کے ذریعے اللہ کے راستے میں جہاد کیا''۔
(نسائی 11/6)

آج نوع انسانی کے ذہن پر سائنسی علوم کی ہیبت چھائی ہوئی ہے اور ان علوم کو وہ انسانیت کا کمال اور اس کی معراج تصور کرتے ہوئے دین وشریعت کو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ ''علم'' صرف وہی ہے جو ''سائنسی طریقے'' سے ثابت ہو جائے اس بناء پر وہ دین وشریعت کو ایک ڈھکوسلہ یا دقیانوسیت کی نشانی قرار دیتے ہوئے غرور اور تکبر میں مبتلا ہے۔

اس اعتبار سے یہ عصر جدید کا سب سے بڑا چیلنج ہے جو آج اسلام کو درپیش ہے اور اس چیلنج کا صحیح جواب یہ ہے کہ علمائے اسلام جدید علوم ومسائل میں مہارت حاصل کر کے علمی واستدلالی حیثیت سے مادی نظریات اور الحادی فلسفوں کا رد وابطال کر کے عالم انسانی کو الحاد ولادینیت کے چنگل سے بچائیں۔ تاکہ اس کے نتیجے میں خدا پرستی کا بول ہو یہی موجودہ دور کا سب سے بڑا جہاد ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے دین کو ضرور غالب کر کے رہے گا۔

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے''۔ (فتح:28)

دعوت دین نئے اسلوب میں

چنانچہ اس آیت کریمہ کے مطابق اسلام کا علمی و استدلالی اور مادی وسیاسی دونوں میدانوں میں غلبہ و استیلا مطلوب ہے۔ جیسا کہ مفسرین نے تصریح کی ہے۔ علمی واستدلالی میدان میں غلبے کا مطلب یہ ہے کہ علمائے اسلام قرآن کے حقائق ومعارف اور اس کے علمی دلائل وبراہین کو جدید علوم کی روشنی میں آراستہ کر کے نوع انسانی کے موجودہ ذہن ومزاج کے مطابق پیش کریں اور اس کے لئے جدید اسلوب اپنائیں۔ آج اسلام کے محض ''فضائل'' بیان کرنے کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اسی بناء پر قرآن عظیم میں ہر دور کے احوال وکوائف سے نپٹنے کے لئے ہر قسم کے دلائل مذکور ہیں۔ لہٰذا اس کے باوجود اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں تو یہ ہماری محرومی ہی نہیں بلکہ عالم انسانی کی بدنصیبی بھی ہے۔ قرآن عظیم کا پیغام ہر دور اور ہر خطہ ارض کے لئے ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے یہ سارے جہاں کے لئے ایک تذکرہ ہے''۔ (ص 87)

کیا جدید علوم کی تحصیل واجب ہے؟

موجودہ دور چونکہ سائنسی دور کہلاتا ہے اس لئے اگر یہ کتاب موجودہ دور کے احوال ومسائل سے نپٹنے میں خدانخواستہ ناکام ہو جائے تو پھر اس کی ابدیت وعالمگیریت پر حرف آ سکتا ہے۔ لہٰذا موجودہ دور میں بھی اس کا ہادی اور رہنما ہونا ضروری ہے تاکہ اس کی علمی برتری اور اس کا اعجاز ہر دور میں ظاہر ہو سکے۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن عظیم موجودہ دور کے احوال ومسائل سے بھرا ہوا ہے مگر یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے اس کتاب حکمت پر غور کرنا ترک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ ہر دور کے انسان سے اس کے ''علوم و مسائل'' کی زبان میں گفتگو کی جائے تا کہ وہ دلیل و استدلال کے میدان میں ہتھیار ڈال دے۔ دیکھئے اس کتاب حکمت میں کس انوکھے طریقے سے حاملین قرآن کو جدید علوم و مسائل سے آراستہ ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

''تو اپنے رب کے راستے کی طرف (لوگوں کو) حکیمانہ طریقے سے اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے بہترین طریقے سے مباحثہ کر''۔ (نحل:125)

مباحثہ کرنے کا مطلب ہے علمی گفتگو کرنا اور اس کے ذریعہ مخاطب یا مخالف دین کو متاثر کرنا اور پھر اس میں ''بہترین طریقے'' سے مباحثہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ متکلم کو مخاطب سے بڑھ کر جدید سے جدید تر علوم میں دسترس حاصل رہنی چاہئے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ وہ بحث ومباحثے میں ہار جائے گا اس طرح حاملین قرآن کے لئے جدید علوم کی تحصیل واجب ہے اور اس میدان میں کم از کم اس صفت کی حامل ایک خصوصی جماعت کا وجود ضروری ہے ورنہ پوری امت خرابی سے دوچار ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ دین الٰہی کے اس تقاضے کو کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا تعلق دین کے غلبے سے ہے۔ تو کیا آج ہم اللہ کے اس حکم کی پیروی کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے تو اس میں قصور کس کا ہے اور نوع انسانی کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ اس لحاظ سے آج دین وشریعت کو علمی واستدلالی میدان میں جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ اسلام تو ہمیشہ سے تازہ ہے اور ہمیشہ سدا بہار رہے گا۔ آج مسلمانوں پر جو بھی نحوست طاری ہے وہ دعوت اسلامی یا جہاد سے کنارہ کشی اور ہماری لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔

علمائے سابقین کا کارنامہ

اس موقع پر یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اگلے دور کے علمانے دور قدیم کے ''عصری علوم'' یعنی منطق وفلسفے میں کمال حاصل کر کے ان علوم کا زور توڑ دیا تھا۔ چنانچہ امام غزالی امام رازی اور امام ابن تیمیہ نے اس سلسلے میں خصوصی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اسی طرح موجودہ دور کے عصری علوم یعنی سائنس اور جدید فلسفے کا زور توڑنے کے لئے ان علوم میں مکمل دسترس حاصل کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص ان علوم اور ان کے مسائل سے آگاہ نہ ہو وہ ان کی خامیوں اور کمزوریوں پر متنبہ نہیں ہو سکتا۔ اس اعتبار سے ان علوم اور ان کے مسائل سے آگاہی ''کلامی'' یا فلسفیانہ نقطہ نظر سے بہت ضروری ہے تا کہ علمی اعتبار سے ان کا رد مؤثر انداز میں کر کے کلمہ الٰہی کو اونچا کیا جا سکے اور آج یہ کارنامہ جو شخص انجام دے گا وہ ''مجدد دین'' اور مجدد وقت کہلائے گا۔ لہٰذا اس میدان میں حاملین قرآن کو پوری طرح پیش قدمی کر کے اس میدان کو سر کرنے کی علمی جدوجہد کرنی چاہئے۔ قرآنی نقطہ نظر سے یہی سب سے بڑا جہاد ہے۔

ایک خصوصی جماعت کی تشکیل

بات کچھ طویل ہو گئی۔ لیکن یہ تلخ نوائی ہماری امت کو جھنجھوڑنے کے لئے بہت ضروری ہے تا کہ ہم نئے عزم حوصلے کے ساتھ اس میدان میں آگے بڑھ سکیں۔ اب ہماری امت کو بیدار کرنے کے لئے ایک نئی اور عوامی تحریک چلانا ضروری ہے اور اس کے لئے ''نیا خون'' درکار ہے۔ یعنی اس میدان میں صالح نوجوانوں کو تیار کیا جائے اور انہیں آگے بڑھایا جائے۔ کیونکہ کسی قوم یا ملت کا اصل سرمایہ نوجوان ہی ہیں۔

حرف آخر

خلاصہ بحث یہ کہ جہاد کسی قوم یا کسی ملک کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہیں بلکہ اس کے ذریعہ ایک طرف دین الٰہی کی نشر واشاعت کرنا اور اللہ کی بات کو اونچا کرنا ہے تو دوسری طرف دنیا بھر میں پھیلی ہوئی معاشرتی وتہذیبی برائیوں کو دور کرنا اور تمدنی و سیاسی جبر واستحصال یا مختلف قوموں کی لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ کر کے خدائی عدل وانصاف قائم کرنا ہے تا کہ مخلوق خدا امن وامان اور چین وسکون کا سانس لے سکے اس اعتبار سے جہاد کا پہلا نشانہ دین الٰہی کی تبلیغ ہے جو امر بالمعروف کا دوسرا نام ہے اور اس کا دوسرا نشانہ سماجی وتمدنی رخنوں کا سد باب ہے جو نہی عن المنکر کے تحت آتا ہے۔ ان دونوں اعتبارات سے اسلامی جہاد ایک خالص شرعی واخلاقی فریضہ ہے۔

اس لحاظ سے جہاد ایک دو بازو ہوئے۔ ایک امر بالمعروف یا دینی وانسانی قدروں کی ترویج واشاعت اور دوسرے نہی عن المنکر یا سماجی وتمدنی فتنوں کی روک تھام۔ چنانچہ پورا دین انہی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ اس نقطہ نظر سے دین اسلامی کی تمام تعلیمات انہی دو چیزوں پر مشتمل نظر آتی ہے۔ اسی بناء پر دین میں ان دونوں امور کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور ان کو انجام دینا ہر مسلمان کا ایک شرعی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دینے کے لئے جہادی اسپرٹ کے ساتھ اور جہادی پیمانے پر کام کرنا ضروری ہے تب کہیں جا کر بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ مئی 2000ء ص 17 تا 34)

اشتہارات

مکرم افتخار احمد انور صاحب

شذرات

اخبارات و رسائل کے مفید اور فکر انگیز اقتباسات

نمازی اور قرآن خوان

لاہور (وقائع نگار) قرآن انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام سیمینار میں مقررین نے قرآن پاک اور مسلمانوں کے بارے میں بعض دلچسپ اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت پاکستان کی کل آبادی میں سے صرف 3 فیصد مسلمان نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں ایک ہزار مسلمانوں میں سے ایک زکوٰۃ کی باضابطہ ادائیگی کرتا ہے دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے صرف ایک فیصد قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ جانتے اور پڑھتے ہیں۔ سوا ارب مسلمان تو قرآن پاک ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے قرآن پاک کی تعلیم دینے والے اساتذہ میں سے بھی صرف 2 فیصد ایسے ہیں جو قرآن کو مکمل طور پر سمجھتے ہیں پاکستان کی آبادی کا 75 فیصد ناخواندہ ہے اور ہر آنے والے سال میں ناخواندگی کا گراف بڑھ رہا ہے۔

(روزنامہ پاکستان 15 ستمبر 2003ء)

مسجد نبوی کی توسیع

حفاظ معمار

محمد اظہار الحق لکھتے ہیں:۔

''مسجد نبوی کی آج تک نو مرتبہ توسیع ہوئی۔ پہلی توسیع سات ہجری میں خود آنحضرت ﷺ نے غزوہ خیبر سے واپسی پر فرمائی۔ اس کے لئے اضافی زمین حضرت عثمانؓ نے خرید کر پیش خدمت کی۔ دوسری توسیع عمر فاروق اعظمؓ کے زمانے میں ہوئی۔ تیسری حضرت عثمانؓ نے چوتھی ولید بن عبدالملک نے پانچویں عباسی خلیفہ مہدی نے چھٹی مصر کے سلطان اشرف قاپتبائی نے ساتویں ترک خلیفہ سلطان عبدالمجید نے آٹھویں سعودی فرماں روا ملک عبدالعزیز نے اور نویں توسیع موجودہ سعودی حکمران شاہ فہد نے کروائی۔

یوں تو ہر خلیفہ اور ہر بادشاہ نے مسجد نبوی کی جاروب کشی انتہائی عقیدت سے کی لیکن عثمانی ترکوں نے 1277 ہجری میں جو توسیع کروائی اس کی تفصیل حد درجہ ایمان افروز ہے۔

ترکوں نے جب اس کام کا ارادہ کرلیا تو انہوں نے اپنی وسیع و عریض سلطنت میں اعلان عام کیا کہ انہیں عمارت سازی سے متعلق مختلف علوم و فنون کے ماہرین درکار ہیں۔ اعلان کرنے کی دیر تھی کہ پورے عالم اسلام سے ہنر مندوں کا ایک سمندر قسطنطنیہ کی جانب چل پڑا۔ ان میں سنگ تراش، معمار، نقشہ نویس، خطاط، رنگ ساز، شیشہ گر، پچی کاری کے ماہر غرض ہر علم اور ہنر کے مانے ہوئے استاد تھے۔ ترک حکومت نے اپنے تمام اہلکاروں اور سفیروں کو ہدایت کی کہ ان تمام ماہرین اور ان کے خاندانوں کو سفر کی ہر سہولت بہم پہنچائی جائے۔ پھر قسطنطنیہ کے باہر ایک نیا شہر بسایا گیا جس میں اطراف عالم سے آنے والے ان قافلوں کو اتار کر ہر شعبے کے ماہرین کو الگ الگ محلوں میں بسایا گیا۔ اس سارے عمل میں کئی سال لگ گئے۔

پھر عقیدت اور حیرت کا نیا باب شروع ہوا۔ خلیفہ وقت جو اس وقت کی معلوم دنیا کا سب سے بڑا فرماں روا تھا خود اس نئے بسائے گئے شہر میں آیا اور حکم دیا اور مسجد نبویؐ کے اس خادم نے حکم کیا دینا تھا عرض گزاری کی کہ ہر شعبے کا ماہر اپنے ذہین ترین بچے کو اپنا فن سکھائے اور اس طرح سکھائے کہ فن میں اسے یکتا و بے مثال کردے۔ اس اثناء میں ترک حکومت اس بچے کو قرآن حفظ کرائے گی اور شہسوار بنائے گی۔

دنیا کی تاریخ کا یہ عجیب و غریب منصوبہ کئی سال جاری رہا۔ پچیس برس بعد نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جو نہ صرف اپنے اپنے شعبے میں یکتائے روزگار تھی بلکہ ہر شخص حافظ قرآن، باعمل مسلمان اور صحت و تندرستی کا پیکر تھا۔ یہ تعداد میں پانچ سو کے لگ بھگ تھے۔

لیکن اس سارے عرصہ میں ترک دوسرے کام نہیں بھولے تھے۔ انہوں نے عمارتی پتھروں کی نئی کانیں دریافت کیں اور پھر پتھر نکال کر انہیں بند کر دیا اور آج تک کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں تھیں۔ پھر نئے جنگلوں سے جنہیں انسانی ہاتھوں نے پہلے چھوا ہی نہیں تھا، لکڑیاں کاٹی گئیں پھر رنگ حاصل کئے گئے، شیشے کا سامان بہم پہنچایا گیا۔ یہ سارا سامان نبیؐ کے شہر میں پہنچا تو ادب کا یہ عالم تھا کہ اسے رکھنے کے لئے مدینۃ النبیؐ سے کئی میل دور ایک الگ بستی بسائی گئی تا کہ پتھر کٹیں تو شور ساعت مبارک پر گراں نہ گزرے۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کٹا یا تراشا ہوا پتھر مسجد نبوی پہنچتا اور اس میں کسی ترمیم کی ضرورت پڑتی تو ٹھیک کرنے کے لئے اسی بستی میں واپس لے جایا جاتا اور پھر دوبارہ مسجد میں پہنچایا جاتا۔

ساری تیاریوں کے بعد ان ماہرین نے کام شروع کیا تو حکومت کا حکم یہ تھا کہ ہر شخص کام کرنے کے دوران اول سے آخر تک باوضو رہے اور مسلسل تلاوت قرآن کریم کرتا رہے۔

تعمیر نو اور توسیع کا کام پندرہ سال جاری رہا۔ کوئی احتیاط ایسی نہ تھی جو ترک بروئے کار نہ لائے ہوں۔ وہ ایک حصے کو منہدم کر کے اسے بنا لیتے تو اس کے بعد ہی دوسرے حصے کی تعمیر شروع کرتے تا کہ نماز باجماعت میں رکاوٹ نہ ہو اور ریاض الجنۃ کی تعمیر کے دوران تو انہوں نے کمال ہی کر دیا۔ انہوں نے چھت اور زمین کے درمیان لکڑی کے تختے لگا دیئے جو ستونوں کے اوپر کے حصے میں تھے تا کہ منہدم ہوتے وقت اوپر سے مٹی نہ گرے اور شور بھی کم سنائی دے۔ پھر حجرہ مبارکہ کی، جہاں سرکار دو عالم ﷺ محو استراحت ہیں، جالیوں کے چاروں طرف کپڑا لپیٹ دیا تا کہ گرد و غبار اندر نہ جائے۔ کوئی دھماکہ نہ کیا گیا کہ خدانخواستہ بے ادبی ہو۔ اس سارے عمل کے دوران ریاض الجنۃ میں عبادت جاری رہی''۔

(روزنامہ جنگ 3 جنوری 2002ء)

قرآن کا پہلا انگریزی ترجمہ

ڈاکٹر شبیر احمد (مقیم امریکہ) کے دو اہم مضامین میں سے انتخاب۔ ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ایک بالغ نظر اور صاحب علم مضمون نگار ہیں جن کے علمی اور تاریخی مضامین نوائے وقت سنڈے میگزین کی زینت بنتے رہتے ہیں۔

اپنے مضمون ''نظام دکن'' مطبوعہ ''نوائے وقت سنڈے میگزین'' مورخہ 13 نومبر 2005ء میں لکھتے ہیں۔

''مسلمان ایسی بدنصیب قوم ہے صاحبو کہ انہوں نے کلام الٰہی تک کا انگریزی ترجمہ نہ کیا تھا جبکہ یورپی سکالرز 16 ویں 17 ویں 18 ویں صدی میں یہ کارنامہ انجام دیتے آئے تھے۔ کیا آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہوئی کہ فرنگیوں کو چھوڑ کر قرآن کا پہلا انگریزی ترجمہ لاہور کے ایک احمدی مولوی محمد علی نے کیا؟ (1925ء)

عبداللہ یوسف علی مرحوم جن کا ترجمہ قرآن آج دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ نظام دکن کی سرپرستی میں 1930ء میں چھپا۔ برطانیہ کے نومسلم انگریز Marmaduke pickthall مرحوم کا ترجمہ بھی جامعہ عثمانیہ سے 1932ء میں شائع ہوا۔''

مقدس آسمانی صحیفہ اور رسم و رواج

ڈاکٹر شبیر احمد لکھتے ہیں:۔

''پال کریگ صاحب صدر ریگن کے دور میں مرکزی حکومت کے اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ ان کا ایک حیران کن مضمون امریکہ کے دس ممتاز اخبارات میں اس اتوار کو شائع ہوا ہے۔ کھلے ذہن سے مطالعہ فرمائیے تو یہ مضمون ہمیں گہرے غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ فاضل مصنف لکھتے کیا ہیں گویا دل و نظر پر بجلیاں گراتے ہیں۔ آپ کا ردعمل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عنوان پڑھتے ہی ان کے مضمون کو پٹخ دیں لیکن ٹھنڈے دماغ اور کشادہ دلی سے مطالعہ فرمائیے تو وہ مسلمانوں کے مخلص ہمدرد بھی نظر آتے ہیں۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کو بہت غور سے پڑھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ واحد سپر پاور امریکہ نہیں، رب العالمین ہے۔

''خداوند عظیم آسمانوں پر ہی نہیں زمین پر بھی خدا ہے۔ اس نے مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کیا تھا کہ وہ تمام انسانیت کے نگہبان بن کر رہیں۔ دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ کوئی ملک قوم، قبیلہ، خطہ کسی اور ملک قوم، قبیلے، خطے پر ظلم نہ ڈھا سکے۔ کم از کم پہلی دو صدیوں تک چشم فلک نے بخوبی مشاہدہ کیا کہ مسلمانوں نے اپنا فریضہ نہایت احسن طریقے سے نبھایا۔ وہ قوت تلوار کی نہیں تھی جس نے اہل اسلام کو ایک صدی میں آدھی دنیا کا مالک بنا دیا۔ وہ قوت تھی ان صحرا نشینوں کی۔ قرآن عالی مقام سے گہری وابستگی۔ اس وقت تک ان کے افکار پراگندہ نہ ہوئے تھے۔ وہ مسلمان حسن و کردار کے جیتے جاگتے نمونے تھے۔ جدھر جاتے دیگر قوموں کے لوگ ان کے لئے احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ انسانیت کے اتنے بلند مرتبے پر فائز تھے وہ مسلمان کہ ان کا طرز زندگی دیکھ کر غیروں کو ان دیکھے اسلام سے محبت ہو جاتی تھی۔

پال کریگ لکھتے ہیں کہ ''جہاں تک میری علمی نظر کام کرتی ہے اس سے بڑھ کر کوئی انقلابی نظریہ دنیا میں پیش ہی نہیں ہوا کہ انسان سب برابر ہیں اور برتری کا معیار کریکٹر کے سوا کچھ نہیں۔ ...... امت مسلمہ نے اپنے مقدس آسمانی صحیفے کو ترک کر ڈالا اور وہ محض رسوم و رواج میں الجھ کر رہ گئے''۔ (ص 10 کالم نمبر 5,4)

(مضمون مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ 3 اپریل 2005ء)

قرآن کا پہلا ترجمہ

ڈاکٹر شبیر احمد کا مضمون مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین عید سپیشل۔

''شاہ رفیع الدین نے 1200ھ میں یعنی آج سے تقریباً 228 ہجری سال اور 208 عیسوی برس پہلے کیا۔ صرف پانچ برس بعد ان کے بھائی شاہ عبدالقادر نے اپنے ترجمے میں زبان کو ذرا سلیس اور آسان کر دیا''۔ (ص 25 کالم 2)

اشاعت قرآن کا پاکیزہ جذبہ

عقیل عباس جعفری لکھتے ہیں:۔

منشی نول کشور کا شمار اردو زبان کے ان چند محسنوں میں کیا جاتا ہے جن کی کوششوں سے اردو زبان نے حیرت انگیز تیزی سے ارتقائی منزلیں طے کیں۔ اردو زبان و ادب کی تاریخ میں منشی نول کشور اور ان کے مطبع کا تذکرہ ہمیشہ سنہرے حروف میں کیا جائے گا۔

قرآن مجید اور اس کی مختلف تفاسیر کی اشاعت کے ضمن میں منشی نول کشور کی خدمات کبھی بھلائی نہیں جاسکتیں۔ **ان کے پریس میں قرآن مجید کی طباعت کا انتظام اتنا پاکیزہ تھا جو کسی مسلم پبلشر کے یہاں بھی نہیں تھا۔ منشی جی ملازمین کو، جب تک انہوں نے غسل نہ کیا ہو اور باوضو نہ ہوں مشین کے قریب نہیں آنے دیتے تھے، طباعت**

کے بعد وہ پتھر، جن سے چھپائی ہوتی تھی، دھوئے جاتے تو ان کا پانی ایک حوض میں جمع کیا جاتا اور وہاں سے اسے دریائے گومتی کے بیچوں بیچ لے جا کر بہایا جاتا۔ اشاعت کے دوران قرآن مجید کے جو صفحات خراب ہو جاتے انہیں بھی چن چن کر جمع کیا جاتا اور دریا میں ٹھنڈا کیا جاتا۔ (366دن ص15)

قرآن کریم کا مہنگا ترین اور قدیم ترین قلمی نسخہ

لندن (آن لائن) قرآن مجید کا ایک قدیم ترین نسخہ 23 لاکھ 27 ہزار 300 ڈالر کی ریکارڈ قیمت پر فروخت ہوا ہے۔ 24/اکتوبر 2007ء آکشن ان لندن میں 1203 عیسوی میں لکھے گئے قرآن پاک کے ایک مکمل نسخے کو 23 لاکھ 27 ہزار 300 ڈالر میں فروخت کیا گیا ہے۔ پہلے اس کی 7 لاکھ 5 ہزار ڈالر قیمت کا اندازہ لگایا جا رہا تھا۔ آکشنر کریسٹیز نے کہا کہ اسلامی کتب میں سے یہ نسخہ سب سے بڑی قیمت پر فروخت ہوا ہے جبکہ اس سے قبل قرآن پاک کا نسخہ 18 لاکھ 70 ہزار ڈالر میں فروخت ہوا تھا۔ دونوں نسخہ جات ہسپانک سوسائٹی آف امریکہ نے فروخت کے لئے پیش کئے تھے جو ٹریڈ بائیر ان لندن نے خریدے ہیں۔
(روزنامہ ایکسپریس 25/اکتوبر 2007ء)

قرآن کی فریاد

(مولانا ماہر القادری کا کلام)

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جُز دان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں
(ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر)

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات

اشتہارات